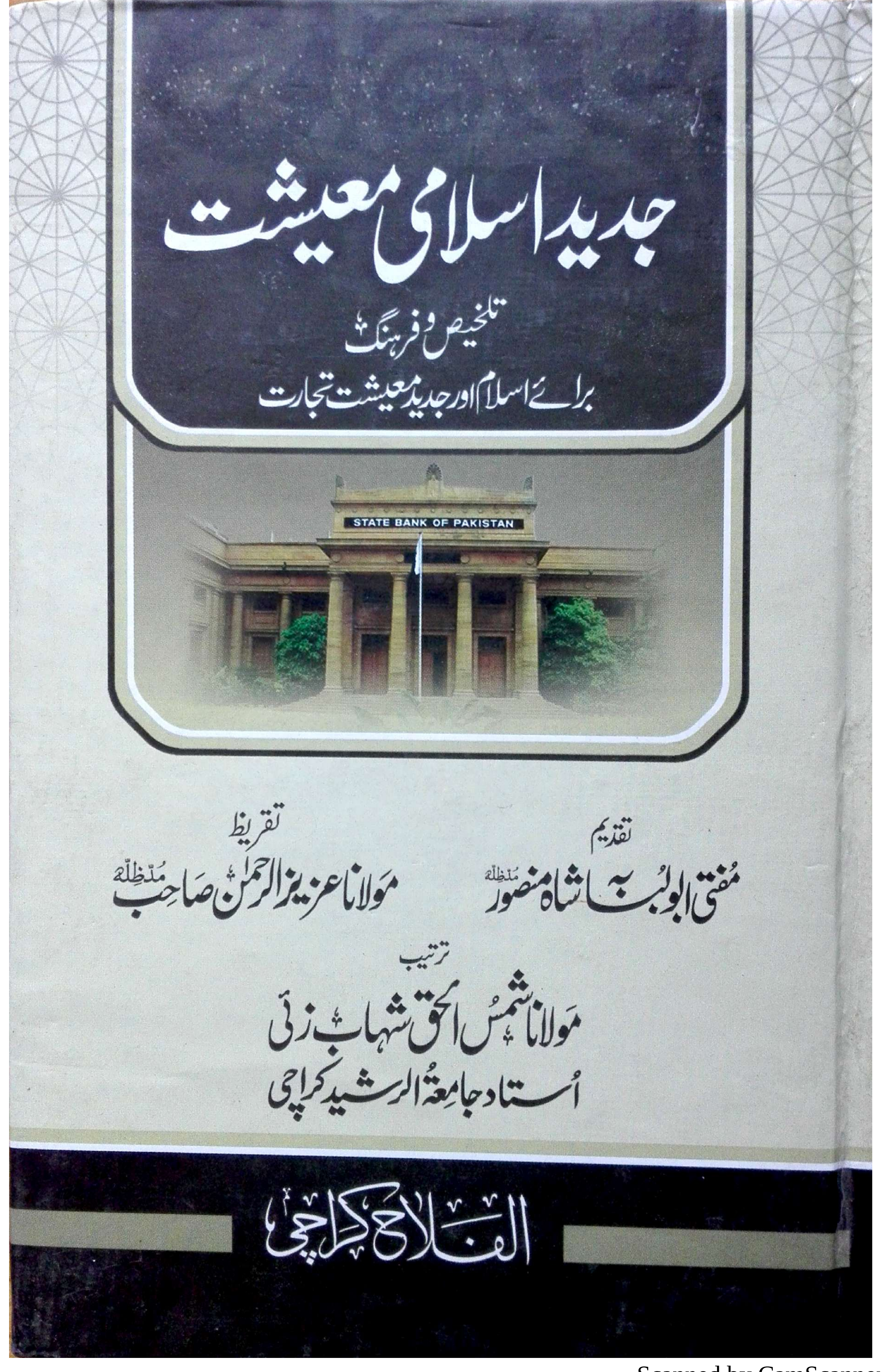

جدید اسلامی معیشت
تلخیص و فرہنگ
برائے اسلام اور جدید معیشت تجارت
STATE BANK OF PAKISTAN
تقدیم
مفتی ابو لبابہ شاہ منصور مدظلہ
تقریظ
مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ
ترتیب
مولانا شمس الحق شہاب زئی
استاد جامعۃ الرشید کراچی
الفلاح کراچی

کتاب .... جدید اسلامی معیشت
تالیف .... مولانا شمس الحق شہاب زئی
طبع اوّل .... جولائی 2010ء
ناشر .... الفلاح کراچی

ملنے کے پتے

- قدیمی کتب خانہ، کراچی
- مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور
- مکتبہ فریدیہ E-7 اسلام آباد
- مکتبہ عمر فاروق، کراچی
- مکتبۃ العارفی، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- مکتبہ امام محمد، بنوری ٹاؤن، کراچی
- مکتبۃ الھدیٰ، ناصر آباد، ژوب، بلوچستان

اسٹاکسٹ

ادارۃ الانور

بالمقابل جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی
021-34914596, 34919673

ہول سیل سنٹر، اردو بازار، لاہور
0333-2349656, 0321-2659744

فہرست

ہاتھ بٹائی

از حضرت مفتی ابولبابہ صاحب دامت برکاتہم، استاذ الحدیث، جامعۃ الرشید، کراچی

اسلامی احکام کا خلاصہ تین چیزیں ہیں: عبادات، معاملات اور عقوبات۔

پہلی کا تعلق ذاتی زندگی سے ہے اور آخری دو کا اجتماعی زندگی سے۔ جب سے اسلامی خلافت مفقود ہوئی اور اسلامی سلطنتوں کو زوال ہوا (1924 میں خلافت عثمانیہ اور 1857ء میں مغلیہ سلطنت کا سقوطِ ہوا) اس کے بعد سے مسلمان ممالک مغربی استعمار (جو یہودیت، عیسائیت اور لا مذہبیت کا علَم بردار ہے) کی ہمہ گیر یلغار کی زد میں ہیں۔ لیکن الحمدللہ مسلمانوں نے ناگفتہ بہ حالات کے باوجود اپنے دین کے دفاع، تحفظ اور ترقی کیلئے مقدور بھر کوششیں کی ہیں اور یہ اسلام کا زندہ معجزہ ہے کہ دشمنان اسلام کی اتنی ہمہ گیر کوششوں کے باوجود شریعت کی تعلیمات محفوظ ہیں اور آج اگر کوئی شخص شریعت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کو علمائے اسلام کی طرف سے ہر شعبہ زندگی میں بھرپور رہنمائی ملے گی۔ علمائے اسلام نے دین کے تینوں شعبوں پر تحقیقی کام کو جاری رکھا ہے اور حوادث زمانہ کی تیز رفتاری سے پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کے لیے انفرادی و اجتماعی کوششیں اپنی استطاعت کے مطابق جاری و ساری رکھی ہیں۔

زمانے کی تیز رفتاری کے سبب سب سے زیادہ جس شعبے میں مسائل جدیدہ کو حل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے، وہ معاملات کا شعبہ ہے اور کچھ وجوہات ایسی رہی ہیں جن کی بناء پر اسلامی تحقیقی مراکز (دار الافتاء) میں اس پر ویسا کام نہیں ہو سکا جیسا کہ دوسرے شعبوں میں ہوا ہے، لیکن اس کمی کی تلافی ”فقہ المعاملات“ کے حوالے سے عالمی سطح پر معروف شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے ہاتھوں اللہ پاک نے کروائی اور انہوں نے اس حوالے سے جو گرانقدر کام کیا ہے، وہ علمائے اسلام کی ذاتی کاوشوں کے اعلیٰ معیار اور ہمہ گیر افادیت کی شاندار مثال ہے۔ آپ نے آج سے پندرہ سال قبل اسلامی معیشت پر پندرہ روز کورس کروایا جو اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد دورہ تھا۔ اس پر پاکستان بھر کے قابل ذکر مدارس سے دو دو مفتیان کرام کو مدعو کیا گیا تھا اور اس میں جو نصاب پڑھایا گیا، وہ جدید اسلامی معیشت کی پہلی اینٹ تھی۔ آج یہ کتاب الحمدللہ بہت سے مدارس میں شاملِ نصاب ہے

اور علماء وطلبہ اس سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔

جیسا کہ اہلِ علم کے ہاں معروف ہے کہ جب کسی علم کا کوئی متن لکھا جاتا ہے تو اس پر مختلف حوالوں سے کام ہوتا ہے۔ بعد میں آنے والے اس کتاب کے لیے تلخیص تشریح وغیرہ کے ذریعے فن کی خدمت میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

مولانا شمس الحق شہاب زئی صاحب نے اسی روایت کو اپناتے ہوئے ''جدید اسلامی معیشت'' کے نام سے اس بنیادی کتاب کا خلاصہ سوالاً جواباً تیار کیا ہے، نیز آخر میں فرہنگ دی ہے جس میں اس فن کی تمام مصطلحات کی تعریفیں الف بائی ترتیب سے یکجا مل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا صاحب موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے، طلبہ کے لیے اس کو نافع بنائے اور مؤلف کو ایسے مزید علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے!...... آمین!

(حضرت مفتی ابولبابہ) شاہ منصور (صاحب دامت برکاتہم)

آخر ربیع الاول 1929ھ

کلماتِ تبرک

از حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم، استاذ الحدیث، دار العلوم، کراچی

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم!

أما بعد:

قدیم فقہی کتابوں میں بیان ہونے والے مالی معاملات کی مثالیں جدید دور کے مالی معاملات کا تعارف پیش نہیں کرتیں، اس لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ ان معاملات کا تعارف فقہ کے طلباء کے سامنے پیش کیا جائے۔ تقریباً دس بارہ سال قبل ہمارے مخدوم، مکرم استاذ الاساتذہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے فضلائے جامعہ اور مفتیان کرام کی آگاہی کے لیے جدید مالی معاملات پر دروس کا سلسلہ جاری کیا تھا جو بعد میں مرتب ہوا اور کتابی شکل میں ''اسلام اور جدید معیشت وتجارت'' کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے اور اس وقت بہت سے مدارس میں درجات عالیہ کے طلباء کو معیشت وتجارت سے روشناس کرانے کے لیے نصاب کا حصہ ہے۔

محترم مولانا شمس الحق شہاب زئی صاحب نے یہ ضرورت محسوس کی کہ طلباء کے سامنے اس کتاب کی ابحاث ایک خلاصے کی شکل میں بھی موجود ہوں تاکہ وہ پڑھے ہوئے سبق کو ایک نگاہ ڈال کر محفوظ کرسکیں، چنانچہ موصوف نے اس طرح خلاصہ مرتب کیا ہے کہ کتاب کے مباحث اختصار وتلخیص کے ساتھ طلبہ کے سامنے آجاتے ہیں اور یہ خلاصہ گویا ایک متن کا کام دیتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کاوش طلباء واساتذہ کے لیے اس کتاب سے استفادہ کو مزید آسان بنادے گی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو ان کی سعی پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو علمی وعملی ترقیات سے نوازے!... آمین!

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن (صاحب دامت برکاتہم)

1429ھ

کچھ اپنی بات

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم، وعلی آله وصحبه أجمعین!

أما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور اسے اس دھرتی پر خلافت قائم کرنے اور اس کے آفاقی ابدی اصولوں کے سامنے سرنگوں ہونے، اسلام کے نظریاتی اور عملی احکام پر عمل کرنے اور آپس میں شخصی اور شہری تعلقات کو اسلامی ضابطۂ اخلاق کے دائرے میں لانے کی تلقین فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن امور کا عملاً مکلّف بنایا ہے، ان تمام امور کو فقہائے کرام نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد جہاں جہاں ان امور کی خارجی صورتوں میں تبدیلی آتی رہی، وہاں وہاں علمائے اسلام موقع محل کی مناسبت سے ان کی وضاحت اور رائج تعبیر میں ان کی تشریح کرتے رہے۔ عقائد اور عبادات چونکہ ہر مسلمان کے اپنے پروردگار سے نظریاتی اور عملی تعلق کے عنوانات ہیں، اس لیے ان میں تبدیلی کی گنجائش ہی نہیں اور ''مناکحات'' میں مسلمان معاشرے کے ازدواجی تعلقات کے مسائل واحکام بیان ہوتے ہیں، اس لیے اس میں بھی کوئی خاطر خواہ تبدیلی اور نت نئی صورتیں سامنے نہیں آئیں، البتہ خلافت کی ذمہ داری سے متعلق ''عقوبات'' میں ذکر کردہ مسائل کی حقیقی صورتوں، ان کی خارجی تطبیق اور انہیں جاری کرنے کے طریقۂ کار میں کافی تبدیلی آئی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے اس حصے کو بھی رائج الوقت تعبیر کے سانچے میں ڈھال دیا جائے، لیکن ابھی تک اس حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔

''شہری تعلقات'' چونکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں معاشروں میں ہوتے ہیں، اس لیے غیر مسلم خصوصاً مغربی لوگوں کی مادہ پرستی اور زمانے کی تیز رفتار تبدیلی نے کاروبار کی رائج صورتوں کو یکسر تبدیل کر دیا ہے اور عام لوگ تو کیا، مذہبی طبقہ بھی قدیم فقہاء کرام کی تعبیر سے ان نت نئے مسائل اور تجارتی امور کے شرعی احکام سمجھنے میں مشکل محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے میں حالات کا تقاضا یہ تھا کہ کوئی خدا ترس عالم اس ذمہ داری کی نزاکت اور سنگینی کو محسوس کرتے

ہوئے کاروبار کے جدید تصورات اور عصر حاضر میں تجارت کی رائج صورتوں، نیز قدیم تعبیرات میں بیان شدہ اسلامی احکام کو سلیس تعبیر، عمدہ اسلوب اور نئی ترتیب میں بیان کرے، چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جمادی الاولیٰ 1414GD میں دارالعلوم کراچی میں ایک پندرہ روزہ کورس کرایا اور اس حوالے سے کام کرنے کے لیے پہلی اینٹ رکھ دی۔ اس کورس میں ملک بھر کے ممتاز دینی اداروں کے علماء کرام اور مفتی حضرات نے شرکت کی۔ حضرت نے جدید معاشی تصورات اور عصر حاضر میں کاروبار کی مختلف صورتوں سے متعلق بنیادی معلومات سے ان حضرات کو روشناس کرایا۔ بعد میں اس درس کو مستقل افادیت کے لیے اور جن حضرات نے کورس میں شرکت نہیں کی تھی، ان کی سہولت کے لیے کتابی صورت میں بھی شائع کیا گیا اور آج کل بہت سارے مدارس میں اس کتاب کو نصاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے جس سے علماء اور طلبہ مسلسل استفادہ کر رہے ہیں۔ چونکہ کتاب دراصل حضرت کی سلسلہ وار تقاریر کی تحریری صورت ہے اور اس میں حضرت کے افادات کو لفظ بہ لفظ ضبط نہیں کیا گیا، بلکہ ان کے شاگرد نے ان کی افادات کو اپنے الفاظ اور تعبیرات میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے، اس لیے اسے مختصر اور مرتب انداز میں ضبط کرنے کی ضرورت تھی تاکہ تمام طلبہ کے لیے اسے سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو۔ بندہ نے اسی ضرورت کے پیش نظر اس پر کام کیا اور الحمد للہ اس کاوش کے ذریعے اصل کتاب کا ایسا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جو مفہوم اور مباحث کے اعتبار سے اصل کے مطابق اور تعبیر کے لحاظ سے مختصر اور جامع ہے اور ساتھ ساتھ اصل کتاب میں استعمال ہونے والے مصطلحات کے اردو عربی نام، انگریزی تلفظ اور ان کی تعریفات الف بائی ترتیب سے ''فرہنگ'' کے نام سے کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے اور اس خلاصے کو اس فن کی ترویج کا وسیلہ بنائے!... آمین!

شمس الحق شہاب زئی

صفر 1429ھ، جامعۃ الرشید، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر 1: معیشت کیا ہے اور اس کے بنیادی مسائل کون کون سے ہیں؟

جواب: معیشت:

انسانی ضروریات اور خواہشات لامحدود ہیں، جبکہ دستیاب انسانی وسائل محدود ہیں۔ ان محدود وسائل کو اس طرح استعمال کرنا کہ ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ضرورتیں اور خواہشات پوری ہوسکیں۔ اس سے بحث کرنے والے علم کو اردو میں ''معاشیات''، عربی میں ''الاقتصاد'' اور انگریزی میں ''اِکنامکس'' (Economics) کہتے ہیں۔

معیشت کے بنیادی مسائل:

معیشت کے بنیادی مسائل چار ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1 – ترجیحات کا تعین:

بے شمار ضروریات اور خواہشات میں سے اہم ضروریات اور خواہشات کو مقدم کرنے، پھر ان میں دستیاب وسائل خرچ کرنے کو اردو میں ''ترجیحات کا تعین'' اور انگریزی میں ''ڈِٹرمینیشن آف پرائیارٹیز'' (Determination of Priorities) کہتے ہیں۔

2 – وسائل کی تخصیص:

دستیاب وسائل، منتخب کردہ ضروریات اور خواہشات میں کس مقدار سے استعمال کیے جائیں؟ اسے اردو میں ''وسائل کی تخصیص'' اور انگریزی میں ''ایلوکیشن آف ریسورسز'' (Allocation of Resources) کہتے ہیں۔

3 – آمدنی کی تقسیم:

وسائل کو عملِ پیدائش میں لگانے کے بعد حاصل شدہ پیداوار اور آمدنی کو مستحقین میں کس طرح اور کس بنیاد پر تقسیم کیا جائے؟ اسے اردو میں ''آمدنی کی تقسیم'' اور انگریزی میں ''ڈِسٹری بیوشن آف اِنکم'' (Distribution of Income) کہتے ہیں۔

4 – ترقی:

پیداوار میں معیار کے لحاظ سے اچھائی، مقدار کے اعتبار سے اضافہ اور نت نئے وسائل

اور نئی ایجادات و مصنوعات کے حصول کو اردو میں ''ترقی'' اور انگریزی میں ''ڈیولپمنٹ'' (Development) کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: اس وقت دنیا میں اسلام کے علاوہ کتنے معاشی نظام رائج ہیں؟ ان کے مختصر تعارف کے ساتھ ساتھ معیشت کے بارے میں ان کے بنیادی اصول بھی بیان کریں۔

جواب:

اس وقت اسلام کے علاوہ دنیا میں دو معاشی نظام رائج ہیں: سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت۔

سرمایہ دارانہ نظام:

یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہونے کے بعد چند شاطر اور عیار سرمایہ داروں نے ایک نظامِ تجارت کی داغ بیل ڈالی، جسے بعد میں اردو میں ''سرمایہ دارانہ نظام''، عربی میں ''الرأس المالیۃ'' اور انگریزی میں ''کیپٹل ازم'' (Capitalism) کا نام دیا گیا۔ یہ بنیادی طور پر ''مادر پدر آزاد نظام معیشت'' ہے جو مذہب، اخلاقیات، انسانیت کی فلاح و بہبود اور ہمدردی سے بالکل عاری ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے بنیادی اصول:

سرمایہ دارانہ نظام کے بنیادی اصول تین ہیں:

1 – ذاتی ملکیت:

''ذاتی ملکیت'' سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان اپنی ملکیت میں ''ذاتی استعمال کی اشیاء اور وسائلِ پیداوار، مثلاً: زرعی زمین'' وغیرہ جتنی مقدار میں چاہے، رکھ سکتا ہے۔ اسے انگریزی میں ''پرائیویٹ پراپرٹی'' (Private Property) کہتے ہیں۔

2 – ذاتی منافع کا محرک:

ذاتی منافع کے حصول کا وہ جذبہ جو عمل پیداوار میں کارفرما ہوتا ہے اور اس کے ہوتے ہوئے انسان زیادہ سے زیادہ کمانے کی دھن میں مگن رہتا ہے۔ اسے انگریزی میں ''پرافٹ موٹو'' (Profit Motive) کہتے ہیں۔

3 – حکومت کی عدم مداخلت:

یعنی حکومت تاجروں، صنعت کاروں اور زمینداروں کی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں

کرے گی۔ اسے انگریزی میں ”لے سے فیئر“[1] (Laissez Faire) کہتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ایک دلچسپ جملہ مشہور ہوا کہ ”سب سے اچھی حکومت وہ ہے جو کم سے کم حکومت کرے“ اور چونکہ سرمایہ دارانہ نظام کا دارومدار ”مارکیٹ فورسز“ (Market Forces) یعنی بازاری قوتوں پر ہوتا ہے، اس لیے اس کو اردو میں ”بازار پر مبنی معیشت“ اور انگریزی میں ”مارکیٹ اکانومی“ (Market Economy) بھی کہتے ہیں۔

اشتراکیت:

سرمایہ دارانہ نظام میں جب ظلم وستم اور طبقاتی تفاوت حد سے بڑھا تو اشتراکیت نے جنم لیا۔ اشتراکیت سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس صرف نظامِ معیشت ہی نہیں، بلکہ تمام مذاہب سے ہٹ کر ایک الگ اور مستقل نظریۂ حیات ہے۔ یہ بعد میں اردو میں ”اشتراکی نظام“ عربی میں ”الاشتراکیة“ اور انگریزی میں ”سوشل ازم“ (Socialism) کے نام سے مشہور ہوا۔

اس کو بنیادی طور پر کارل مارکس[2] نے ترتیب دیا تھا اور اس کے معاونین میں فریڈک، اینگلز اور لینن کا نام آتا ہے۔ 1917ء میں روس اس کی پہلی آماجگاہ بنا اور تقریباً پون صدی تک اس نظریے نے آدھی دنیا پر حکومت کی تا آنکہ 1991ء میں اس نظریے نے دم توڑ دیا۔

اشتراکیت کے بنیادی اصول:

اشتراکیت کے بنیادی اصول چار ہیں:

---

(1) ”Laissez Faire“ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے جس کا تلفظ ”Les-ey fair“ اور معنیٰ ”کرنے دو“ ہے جس سے مراد ”حکومت کی عدم مداخلت کی پالیسی“ ہوتی ہے۔

(2) اس کا پورا نام ”کارل ہائن ریخ مارکس“ (1883ء-1818ء) تھا۔ یہ جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس کا خاندان پہلے یہودی تھا، بعد میں اس کے والد نے عیسائی مذہب ”پروٹسٹینٹ“ قبول کیا تھا۔ یہ خود ایک ذہین اور غیر معمولی عزم وارادہ رکھنے والا شخص تھا، لیکن مردم بیزار طبیعت پائے جانے کی وجہ سے لوگ اس سے دور دور رہتے تھے حتیٰ کہ اس کے دفن کے وقت بھی اس کی قبر پر ایک درجن سے زیادہ افراد نہیں تھے۔ (یورپ کے تین معاشی نظام: 66 بحوالۂ کارل مارکس اور اس کے نظریات: 3)

1 – اجتماعی ملکیت:

یہ اصول درحقیقت ”ذاتی ملکیت“ کے اصول کا ردِعمل تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام وسائلِ پیداوار، قومی ملکیت میں ہوں گے، البتہ ذاتی استعمال کی چیزیں ذاتی ملکیت میں ہوسکتی ہیں۔ اسے انگریزی میں ”کلیکٹو پراپرٹی“ (Collective Property) کہتے ہیں۔

2 – منصوبہ بندی:

اسے ”لَے سے فیئر“ کے ردِعمل کے طور پر وضع کیا گیا تھا۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ حکومت تمام معاشی ضروریات اور وسائل کے اعداد و شمار جمع کرے گی اور یہ فیصلہ کرے گی کہ کون سے وسائل کس چیز کی پیداوار میں لگائے جائیں؟ کون سی چیز کس مقدار میں پیدا کی جائے؟ اور کس شعبے میں محنت کرنے والوں کی اُجرت کتنی ہونی چاہیے؟ اس کو انگریزی میں ”پلاننگ“ (Planning)[1] کہا جاتا ہے۔

3 – اجتماعی مفاد:

یہ ”ذاتی منافع کے محرک“ کے مدِمقابل کے طور پر وجود میں آیا تھا، یعنی منصوبہ بندی کرتے وقت بنیادی طور پر اجتماعی مفاد کو مدِنظر رکھا جائے گا۔ اسے انگریزی میں ”کلیکٹو اِنٹرسٹ“ (Collective Interest) کہا جاتا ہے۔

4 – آمدنی کی مساویانہ تقسیم:

اس کا مطلب یہ ہے کہ پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی مساویانہ طور پر تقسیم کی جائے گی اور لوگوں کی تنخواہوں اور اُجرتوں میں زیادہ تفاوت نہیں ہوگا۔ اسے انگریزی میں ”ایکوٹ ایبل ڈسٹری بیوشن آف اِن کم“ (Equitable Distribution of Income) کہتے ہیں۔

---

(1) سرمایہ دار ممالک نے بھی اس اصول کو اپناتے ہوئے تجارت وصنعت کے کچھ شعبے، مثلاً: ریلوے، بجلی، ٹیلیفون اور فضائی سروس وغیرہ سرکاری تحویل میں لے رکھے ہیں۔ ان کے علاوہ شعبے، نجی طور پر چلتے ہیں۔ سرکاری شعبے کو ”پبلک سیکٹر“ (Public Sector) اور نجی شعبے کو ”پرائیویٹ سیکٹر“ (Private Sector) کہتے ہیں۔ جس نظام میں یہ طریقہ ہوتا ہے، اس کو اردو میں ”مخلوط معیشت“ اور انگریزی میں ”مِکسڈ اِکانومی“ (Mixed Economy) کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 3: سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت نے معیشت کے چار بنیادی مسائل کس طرح حل کیے ہیں؟

جواب: سرمایہ دارانہ نظام:

سرمایہ دارانہ نظام نے ان چار مسائل کا حل یہ بتایا ہے کہ ہر انسان کو ''صنعت وتجارت'' میں آزاد چھوڑ دیا جائے، ''قانونِ رسد وطلب''[1] کے سائے میں چاروں مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔

1 - ترجیحات کا تعین:

جب ہر شخص منافع کے حصول کے لیے آزاد ہوگا تو وہ بازار کی طلب کے مطابق رسد فراہم کرنے کی کوشش کرے گا، چنانچہ زراعت پیشہ افراد وہی اُگانے اور صنعت کار وہی مصنوعات تیار کرنے کی کوشش کریں گے جن کی بازار میں طلب اور مانگ زیادہ ہو، نتیجتاً ہر شخص قدرتی طور پر معاشرے کی طلب اور ضرورت کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہوگا اور یہی ترجیحات کا تعین ہے۔

2 - وسائل کی تخصیص:

جب کوئی شخص ترجیحات کا باقاعدہ تعین کرلے گا تو وہ طلب ورسد ہی کو مدنظر رکھتے

قانون رسد وطلب:

رسد وطلب کا قدرتی قانون یہ ہے کہ ''بازار میں جس چیز کی رسد طلب سے زیادہ ہو، اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے اور جس چیز کی طلب، رسد سے بڑھ جائے تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے''۔

(1) رسد: سامانِ تجارت کی اس مجموعی مقدار سے عبارت ہے جو بازار میں فروخت کے لیے لائی گئی ہو، اسے انگریزی میں ''سپلائی'' (Supply) کہا جاتا ہے۔

طلب: خریداری کی اس خواہش کا نام ہے جس کی وجہ سے گاہک سامانِ تجارت بازار سے قیمتاً خریدتا ہے، اسے انگریزی میں ''ڈیمانڈ'' (Demand) کہا جاتا ہے۔

اسے انگریزی میں ''لاء آف ڈیمانڈ اینڈ سپلائی'' (Law of Demand and Supply) کہتے ہیں۔

ہوئے اپنے وسائل، یعنی زمین، سرمایہ اور محنت وغیرہ کو مختلف کاموں میں لگائے گا اور یوں وسائل کی تخصیص بھی ہوجائے گی۔

3 - آمدنی کی تقسیم:

سرمایہ دارانہ نظام میں ''آمدنی'' انہی عوامل کے درمیان تقسیم ہوتی ہے جنہوں نے عملِ پیدائش میں حصہ لیا ہو اور وہ عوامل چار ہیں: زمین، محنت یعنی مزدور، سرمایہ اور آجر[1] یا تنظیم۔

لہٰذا زمین کو کرایہ، محنت یعنی مزدور کو اجرت اور سرمایے کو سود ملے گا، باقی بچ جانے والا آجر کا منافع ہے۔

رسد وطلب کی بنیاد پر ان سب کا تعین بھی اس طرح ہوگا کہ مثلاً اگر زمین، محنت اور سرمایے کی طلب، رسد کے مقابلے میں زیادہ ہے تو کرایہ، اجرت اور سود بھی زیادہ ہوگا اور اگر طلب کم ہو تو کرایہ، اجرت اور سود بھی کم ہوگا۔

4 - ترقی:

ترقی کا مسئلہ بھی اس طرح حل ہوگا کہ ہر شخص رسد وطلب کے قدرتی قانون کے پیش نظر نئی سے نئی چیزیں، زیادہ سے زیادہ مقدار اور بہتر سے بہتر کوالٹی بازار میں لانے کی کوشش کرے گا اور ایجادات میں جدت، ان کی مقدار میں کثرت اور معیار میں بہتری آئے گی تو خود بخود ترقی ہوگی۔

اشتراکیت:

اس نظام کا کہنا ہے کہ معیشت کے چاروں بنیادی مسائل کو صرف ''قانونِ رسد وطلب'' کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جاسکتا، نہ اس سے ترجیحات کا صحیح تعین ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے ذریعے آمدنی کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے، کیونکہ سرمایہ دار اجرت کے تعین میں مزدور کی محنت اور ضروریات کو مدِ نظر نہیں رکھتا، بلکہ رسد زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے کم سے کم اجرت پر استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

---

(1) آجر یا تنظیم سے مراد وہ شخص ہے جو نفع ونقصان کا خطرہ مول لے کر کوئی صنعت قائم کرنے کے لیے عواملِ پیداوار اکٹھا کرتا ہے۔ اس کو معاشی اصطلاح میں ''آجر'' اور ''انٹر پرینیر'' (Enterpreneur) کہا جاتا ہے۔

اسی طرح عملی دنیا میں تاجر اور کاشتکار کے پاس رسد وطلب کا تناسب معلوم کرنے کے لیے کوئی پیمانہ نہیں ہوتا اور وہ بسا اوقات رسد کو طلب کے مقابلے میں کم سمجھ کر پیداوار میں اضافہ کرتا ہے، حالانکہ رسد زیادہ ہوتی ہے، نتیجتاً تاجر اور کسان دیوالیہ ہو جاتے ہیں۔

چونکہ اصل خرابی "وسائلِ پیداوار" یعنی زمینوں اور کارخانوں وغیرہ کو انفرادی ملکیت میں دینا ہے، اس لیے ان چار بنیادی مسائل کا بہترین حل یہ ہے کہ "وسائل پیداوار" شخصی ملکیت میں ہونے کی بجائے ریاست کی اجتماعی ملکیت میں دیے جائیں اور یہ مسائل: "ترجیحات کا تعین، وسائل کی تخصیص، آمدنی کی تقسیم[1] اور ترقی" یعنی معاشرے کی کن ضروریات کو مقدم رکھا جائے؟ پھر منتخب کردہ ضروریات میں دستیاب وسائل کس مقدار میں استعمال کیے جائیں؟ اور محنت کو کتنی اجرت دی جائے؟ یہ ساری چیزیں حکومت منصوبہ بندی کے تحت انجام دے گی۔ اس لیے اشتراکیت کو اردو میں "منصوبہ بند معیشت" عربی میں "اقتصاد مخطط" اور انگریزی میں "پلانڈ اکانومی" (Planned Economy) کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 4: اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کی خامیوں پر تفصیل سے لکھیں۔

جواب: اشتراکیت کی خامیاں:

اشتراکی نظام میں مندرجہ ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں:

1 – اشتراکیت نے قدرتی قانون رسد وطلب سے بالکلیہ انکار کر کے "منصوبہ بندی" کو ہر مرض کا علاج قرار دیا، حالانکہ منصوبہ بندی کرنے والی حکومت ہوگی جو افراد کا مجموعہ ہے، ان کی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔

2 – اگر سرمایہ دارانہ نظام میں ایک چھوٹا سرمایہ دار محدود وسائل کی وجہ سے چند افراد کو ظلم کا نشانہ بنا سکتا ہے تو اشتراکیت میں چند افراد اقتدار کی وجہ سے پورے ملک کے وسائل پر قبضہ کر کے اس سے کہیں زیادہ ظلم وستم کر سکتے ہیں، بلکہ بسا اوقات لاشعوری طور

(1) آمدنی کی تقسیم کے بارے اشتراکیت کا فلسفہ یہ ہے کہ آمدنی عوامل پیداوار ہی میں تقسیم ہوگی اور وہ صرف دو ہیں: زمین اور محنت یعنی مزدور۔ زمین چونکہ حکومت کی ہوگی، اس لیے اس کا کرایہ نہیں ہوگا اور محنت یعنی مزدور کی اجرت منصوبہ بندی کے تحت مقرر ہوگی۔

پر بھی منصوبہ بندی میں غلطی ہو جاتی ہے۔

3 – اشتراکی نظام ریاستی جبر، سیاسی آزادی کے خاتمے اور فرد کی فطری آزادی ختم کیے بغیر نہیں چل سکتا۔

4 – اس سے ذاتی منافع کا محرک بالکلیہ ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بہتر کارکردگی کا جذبہ اور انسان کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کی خامیاں:

دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام میں ہر شخص کو ذاتی منافع کے حصول کے لیے حلال وحرام میں تمیز کیے اور اجتماعی فلاح پر توجہ دیے بغیر کھلی چھوٹ دے دی گئی جس کی وجہ سے زیادہ دولت کے حصول کے لیے بازار پر اجارہ داریاں[1] قائم ہوئیں۔ نیز معاشرے پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوئے:

1 – معاشرے میں اخلاقی برائیاں، مثلاً: عریانی اور فحاشی وغیرہ پھیلیں۔

2 – ترجیحات کے تعین اور وسائل کی تخصیص وغیرہ میں اجتماعی مفاد کا کما حقہ لحاظ رکھنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول منتہائے مقصود ٹھہرا۔

3 – سود، سٹہ اور قمار وغیرہ جیسے معاملات کی وجہ سے معیشت کے فطری توازن میں بگاڑ پیدا ہوا جس کی وجہ سے قانونِ رسد وطلب مفلوج ہو کر رہ گیا[2]۔

4 – سرمایہ دارانہ نظام میں بھی حکومت کی طرف سے عدم مداخلت ناممکن ہے اور بسا اوقات یہ مداخلت نوکر شاہی (سرکاری کارندوں) اور سرمایہ داروں کے باہمی گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہوتی ہے جس کا فائدہ صرف بااثر سرمایہ داروں کو پہنچتا ہے اور اگر یہ پابندیاں باہمی گٹھ جوڑ کا

(1) اجارہ داری یعنی مناپلی (Monopoly) کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی رسد یعنی "فراہمی" کسی ایک شخص یا گروپ میں اس طرح منحصر ہو جائے کہ اس شخص یا گروپ کے سوا کوئی اور وہ چیز فراہم نہ کر سکے۔

(2) کیونکہ قانونِ رسد وطلب اس وقت کارآمد ہوتا ہے جب بازار میں "آزاد مقابلے" یعنی "فری کمپیٹیشن" (Free Competition) کی فضا ہو اور اجارہ داریاں قائم نہ ہوں۔

نتیجہ نہ بھی ہوں تب بھی یہ انسانی عقل کی بنائی ہوتی ہیں اور عقل کبھی خطا کر جاتی ہے۔

5 ــ سود اور قمار کی وجہ سے تقسیمِ دولت کے بہاؤ کا رخ امیروں کی طرف رہتا ہے۔

سوال نمبر 5: معیشت کے چار بنیادی مسائل کے حل کے لیے اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب: معیشت کے اسلامی احکام:

اسلام نے ''قانونِ رسد وطلب'' کو تسلیم کرتے ہوئے اسے چاروں مسائل کے حل کے لیے فی الجملہ کار آمد قرار دیا ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل نصوص ہیں:

1 ــ ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً سُخْرِيًّا﴾ (زخرف:32)

2 ــ "دعوا الناس يرزُقُ الله بعضَهم عن بعضٍ".

3 ــ "إن الله هو المسعِّر القابضُ الباسطُ الرازق".

ان تینوں نصوص میں معیشت کی تقسیم، رزق اور نرخ مقرر کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے جو کہ قدرتی قانونِ رسد وطلب کی طرف اشارہ ہے اور اسلام نے ذاتی منافع کے محرک کو فی الجملہ تسلیم کرنے کے بعد اسے بے لگام چھوڑنے کی بجائے اس پر چند پابندیاں عائد کردی ہیں جن پر عمل کرنے کی صورت میں ذاتی منافع کا محرک غلط رخ اختیار نہیں کرسکتا۔ وہ پابندیاں درج ذیل ہیں:

1 ــ خدائی پابندی:

معیشت کے فطری توازن میں بگاڑ یا بداخلاقی پیدا کرنے والی چیزوں پر ابدی پابندیاں عائد کردیں جو ہر علاقے اور ہر زمانے کے لیے ہیں، نیز عارضی نہیں ابدی ہیں، جیسے: سود، قمار، سٹہ، احتکار، اکتناز اور بیوع باطلہ وفاسدہ وغیرہ۔

2 ــ ریاستی پابندی:

حکومت کو عوام کی مصلحت کے تحت کسی مباح چیز یا فعل پر پابندی عائد کرنے کا اختیار ہوتا ہے، البتہ یہ پابندی دائمی نہیں، بلکہ وقتی ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بازاری قیمت سے کم قیمت پر چیز بیچنے والے تاجر سے فرمایا: ''**إما أن تزيد في السعر، وإما ترفع عن سوقي**'' یعنی یا تو قیمت بڑھا دو، یا یہاں سے چلے جاؤ! یہ پابندی بھی دو

شرطوں کے ساتھ واجب العمل ہوتی ہے:

1 ــ قرآن وسنت کے کسی حکم سے متصادم نہ ہو۔

2 ــ اجتماعی مصلحت اس کی طرف داعی ہو، جب تک وہ مصلحت ہے، اس وقت تک ہو، اس کے بعد ختم کردی جائے۔ اس اختیار کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء:59)

3 ــ اخلاقی پابندی:

انسان کو چاہیے کہ اس چند روزہ زندگی کی بجائے ابدی زندگی کو ملحوظ نظر رکھے اور دنیا میں وہ کام کرے جو اس کے لیے زیادہ اجر وثواب کا موجب ہوں۔ جب یہ ذہنیت ہوتی ہے تو بسا اوقات معاشی اور تجارتی فیصلے اس بنیاد پر ہوتے ہیں کہ کون سے کام میں آخرت کا زیادہ فائدہ ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ شریعت کی طرف سے ایسے معاملات میں وجوبی حکم یعنی ''مینڈٹری آرڈر'' (Mandatory Order) نہیں ہوتا، صرف ترغیب دی جاتی ہے، مثلاً: ایک مسلمان شخص کو اپنی رقم ایک جائز تفریح والے تجارتی منصوبے کی بجائے بے گھر لوگوں کو مکان تعمیر کرکے سستے داموں فروخت کرنے کے منصوبے میں اپنی رقم لگانی چاہیے، اگرچہ پہلے منصوبے میں متوقع نفع زیادہ اور دوسرے میں کم ہو۔ یہاں اخلاقی پابندی کی وجہ سے ترجیحات کا بہتر تعین اور وسائل کی بہتر تخصیص عمل میں آتی ہے۔ یہ پابندی اختیاری ہوتی ہے اضطراری نہیں۔ محض ترغیب اور تحریض کے ذریعہ اس پر عمل کروایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 6: پیدائشِ دولت اور تقسیمِ دولت سے کیا مراد ہے؟ ان کے بارے میں تینوں نظاموں کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب:

ہر نظامِ معیشت کو اپنے بنیادی نظریات پر کاربند رہنے کے لیے چار چیزیں زیرِ بحث لانی پڑتی ہیں۔

1 ــ پیدائشِ دولت:

یعنی پیداوار حاصل کرنے کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ اس کو عربی میں ''إنتاج الثروة'' اور انگریزی میں ''پروڈکشن آف ویلتھ'' (Production of Wealth) کہتے ہیں۔

2 – تقسیمِ دولت:

حاصل شدہ پیداوار کو مستحقین میں کس طریقِ کار کے تحت تقسیم کیا جائے؟ اسے عربی میں ''توزیع الثروۃ'' اور انگریزی میں ''ڈسٹری بیوشن آف ویلتھ'' (Distribution of Wealth) کہتے ہیں۔

3 – مبادلۂ دولت:

اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ ایک چیز کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے کے لیے کن طریقوں کو استعمال کر سکتے ہیں؟ اس کو عربی میں '' مبادلۃ الثروۃ'' اور انگریزی میں ''ایکسچینج آف ویلتھ'' (Exchange of Wealth) کہتے ہیں۔

4 – صرفِ دولت:

یعنی حاصل شدہ پیداوار یا دولت کو کس طریقے سے خرچ کیا جائے؟ اسے عربی میں ''استھلاک الثروۃ'' اور انگریزی میں ''کنزمپشن آف ویلتھ'' (Consumption of Wealth) کہتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام میں پیدائش اور تقسیمِ دولت:

سرمایہ دارانہ نظام میں عواملِ پیدائش چار ہیں جن کو عربی میں ''عوامل الإنتاج'' اور انگریزی میں ''فیکٹرز آف پروڈکشن'' (Factors of Production) کہتے ہیں۔

1 – **زمین:** یہ قدرتی عاملِ پیدائش ہے جو براہ راست اللہ کی تخلیق ہے اسے انگریزی میں ''لینڈ'' (Land) کہتے ہیں۔

2 – **محنت:** اس سے مراد انسانی عمل ہے جسے انگریزی میں ''لیبر'' (Labour) کہتے ہیں۔

3 – **سرمایہ:** پیدا کردہ عاملِ پیدائش،[1] یعنی سرمایہ وہ ہے جو کسی عملِ پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہو اور اگلے عملِ پیدائش میں استعمال ہو رہا ہو، اسے انگریزی میں ''کیپٹل'' (Capital) کہتے ہیں۔

4 – **آجر:** وہ شخص یا ادارہ جو کسی عملِ پیدائش کا محرک ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں

---

(1) اسے انگریزی میں ''پروڈیوسڈ فیکٹر آف پروڈکشن'' (Produced Factor of Production) کہتے ہیں۔

''انٹرپرینیر'' (Enterpreneur) کہتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کا نظریۂ تقسیم یہ ہے کہ چونکہ عملِ پیدائش میں سب مشترک ہیں، اس لیے زمین کو کرایہ (رینٹ:Rent)، مزدور اور محنت کو اجرت (ویجز:Wage)، سرمایے کو سود (انٹرسٹ:Interest) اور آجر کو نفع (پرافٹ:Profit) ملے گا۔

اشتراکیت میں پیدائش اور تقسیمِ دولت:

اشتراکیت کے نزدیک عواملِ پیدائش صرف دو ہیں: زمین اور محنت۔ زمین چونکہ حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، اس لیے اس کا کرایہ نہیں ہوگا، اجرت صرف محنت کو ملے گی جس کا تعین سرکاری منصوبہ بندی کے تحت ہوگا۔ اور اس کے پیچھے ''کارل مارکس'' کا یہ نظریہ ہے: ''کسی چیز کی قدر میں اضافہ صرف محنت سے ہوتا ہے، اس لیے اجرت کا استحقاق صرف محنت کو ہے''۔ اس نظریے کو اردو میں ''قدرِ زائد کا نظریہ''، عربی میں ''نظریۃ القدر'' اور انگریزی میں ''تھیوری آف سرپلس ویلیو'' (Theory of Surplus Value) کہتے ہیں۔

اسلام میں پیدائش اور تقسیمِ دولت:

اسلام میں سرمایہ اور آجر کی تفریق کو تسلیم نہیں کیا گیا، یہ دونوں ایک عامل کی طرح یا ایک ہی عامل ہیں، کیونکہ اسلام میں سود حرام ہونے کی وجہ سے سرمایہ فراہم کرنے والا بھی آجر کی طرح خطرہ مول لیتا ہے، لہٰذا ان دونوں کا صلہ منافع ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایے کو زمین پر قیاس کر کے معین سود دیا جاتا ہے، حالانکہ سرمایے کو زمین پر قیاس کرنا درست نہیں، اس لیے کہ ان دونوں کے درمیان تین وجوہ سے فرق پایا جاتا ہے:

1 – زمین بذاتِ خود قابلِ انتفاع چیز ہے، اس کے وجود کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے، لہٰذا اس کا کرایہ اس سے حاصل ہونے والے فوائد کا معاوضہ ہوگا، جبکہ سرمایہ بذاتِ خود قابلِ انتفاع چیز نہیں، اسے خرچ کیے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا، لہٰذا اس کا کرایہ نہیں ہوگا، کیونکہ کرایہ اس چیز کا ہوتا ہے جس سے اس کا وجود برقرار رکھتے ہوئے فائدہ اٹھایا جائے۔

2 – زمین، مشینری اور دیگر آلات وغیرہ کے استعمال سے ان کی قدر میں کمی آجاتی

ہے، لہٰذا ان کا کرایہ ان کے نقصان کی تلافی کے طور پر ہوگا اور سرمایے، مثلاً: روپیہ وغیرہ کے استعمال سے اس کی قدر میں کمی نہیں آتی۔

3 ۔ زمین، مشینری اور دیگر آلات وغیرہ جب کرایے پر لیے جائیں تو خراب ہونے کی صورت میں ان کا نقصان کرایہ دار پر نہیں ہوتا، بلکہ یہ چیزیں مالک کی ضمان (رسک: Risk) میں ہوتی ہیں، لہٰذا مالک ان چیزوں کے معین کرایے کا حقدار ہوتا ہے، جبکہ سرمایہ (روپیہ وغیرہ) بطور قرض لینے کے بعد اس کا نقصان قرض دار پر ہوتا ہے، مالک پر نہیں، لہٰذا مالک معین کرایے کا حقدار نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اور دوسرے نظاموں میں بنیادی فروق دو ہیں:

پہلا یہ کہ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایے کو متعین سود ملتا ہے، جبکہ اسلام میں سرمایے کا حق متعین سود نہیں، بلکہ متوقع منافع ہے اور وہ بھی اس وقت جب وہ نقصان میں بھی شریک رہے۔

دوسرا یہ کہ اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کا استحقاق صرف عاملینِ پیدائش تک محدود رکھا گیا ہے، جبکہ اسلام میں ان کے علاوہ ثانوی مستحقین کو بھی ''زکاۃ، عشر، صدقات، کفارات، خراج، قربانی اور وراثت'' کی صورت میں دولت کی تقسیم میں شریک کرلیا گیا ہے۔

سوال نمبر 7: پیدائشِ دولت اور تقسیمِ دولت پر تینوں نظاموں میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: پیدائشِ دولت پر اثرات:

سرمایہ دارانہ نظام نے ذاتی منافع کے محرک کو آزاد چھوڑ کر معاشی بگاڑ، اجارہ داری، ظلم وستم اور اخلاقی برائیوں کو خود دعوت دی ہے۔

اشتراکیت نے ذاتی منافع کے محرک کو بالکلیہ ختم کیا ہے جس سے پیداوار کی کمیت (کوانٹیٹی: Quantity) میں کمی اور کیفیت (کوالٹی: Quality) میں نقصان پیدا ہوا ہے۔ پاکستان میں بھی مختلف صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے کے بعد وہ ادارے مسلسل انحطاط پذیر رہے اور بالآخر انہیں نجکاری (پرائیویٹائزیشن: Privatization) کے ذریعے دوبارہ ذاتی ملکیت میں دیا جا رہا ہے۔

اسلام نے ذاتی منافع کے محرک کو فی الجملہ تسلیم کیا ہے جو پیداوار کی کمیت اور کیفیت میں

اضافے کا بنیادی سبب ہوتا ہے، لیکن اس پر چند ایسی پابندیاں عائد کی ہیں جو اسے معاشی اور اخلاقی برائیوں سے باز رکھ سکے۔

اس کے علاوہ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ فراہم کرنے والے کو معین سود سے غرض ہوتی ہے، کاروبار کی بہبود سے اس کا تعلق نہیں ہوتا، جبکہ اسلام میں، سود حرام ہونے کی وجہ سے، سرمایہ فراہم کرنے (فنانسنگ: Financing) کی بنیاد شرکت اور مضاربت پر ہی ہوسکتی ہے جس کی وجہ سے سرمایہ فراہم کرنے والوں کی بھی یہی کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ ان کا یہ کاروبار ترقی کرے اور ان کو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو۔

تقسیمِ دولت پر اثرات:

اشتراکیت نے دعویٰ کیا تھا کہ آمدنی میں مساوات ہوگی، لیکن عملی میدان میں یہ محض ایک خواب ثابت ہوا اور کبھی بھی اجرتوں میں مساوات قائم نہیں ہوسکی۔ دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام میں سود، سٹہ اور قمار وغیرہ کی وجہ سے تقسیم دولت کا نظام ہمیشہ ناہمواری کا شکار رہا جس کے نتیجے میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا گیا، جبکہ اسلام نے سود، سٹہ اور قمار وغیرہ کو بالکلیہ ممنوع قرار دینے کے بعد مضاربت اور مشارکت کا نظام متعارف کرایا اور پھر حاصل ہونے والی آمدنی میں بھی ثانوی مستحقین کو زکاۃ، صدقات وغیرہ کے ذریعے شامل کرکے دولت کے بہاؤ کا رخ چند سرمایہ داروں کی بجائے معاشرے کے عام افراد کی طرف پھیر دیا۔

سوال نمبر 8: کمپنی کیا ہے؟ اس کے پس منظر پر روشنی ڈالیں۔ نیز کمپنی کیسے تشکیل پاتی ہے؟

جواب: کمپنی:

کمپنی کا لغوی معنیٰ ''شرکت'' ہے اور کبھی ''رفقائے کار'' کو بھی ''کمپنی'' کہا جاتا ہے۔

سترہویں صدی کے آغاز میں یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہونے کے بعد بڑے بڑے کارخانوں اور منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم کرنا کسی ایک فرد کی طرف سے ممکن نہ تھا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے عام لوگوں کی منتشر بچتیں یکجا کرکے ان سے اجتماعی فائدہ اٹھانے کے لیے کمپنی کا نظام رائج ہوا۔

کمپنی کی تشکیل:

کمپنی کی تشکیل چار مراحل پر مشتمل ہوتی ہے:

1– سب سے پہلے ماہرین سے ایک رپورٹ تیار کروائی جاتی ہے جس میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ کاروبار کے امکانات کس حد تک ہیں؟ کتنے وسائل اور کتنا سرمایہ درکار ہوگا؟ اور یہ کس حد تک نفع بخش ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کو عربی میں ''تقریر الإمکانیات'' اور انگریزی میں ''فیزبلٹی رپورٹ''(Feasibility Report) کہتے ہیں۔

2 – پھر کمپنی کا اجمالی ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے جس میں کمپنی کا نام، کاروبار کی نوعیت، مطلوبہ سرمایہ، ڈائریکٹرز اور آیندہ کے لیے ان کا طریقۂ نصب وعزل لکھا جاتا ہے۔ اسے عربی میں ''مذکرۃ'' اور انگریزی میں ''میمورنڈم''(Memorandum) کہا جاتا ہے۔

3– پھر کمپنی کے انتظامی ضوابط لکھے جاتے ہیں جسے عربی میں ''نظام الجمعیة'' یا ''لائحة الجمعیة'' اور انگریزی میں ''آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن''(Articles of Association) کہا جاتا ہے۔

4– پھر کمپنی کی منظوری کے لیے مذکرۃ اور لائحۃ الجمعیۃ کے ساتھ حکومت کو درخواست دے دی جاتی ہے۔ پھر جب ''سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان''[1] کی طرف سے اجازت مل جائے تو کمپنی وجود میں آجاتی ہے اور قانون اب اسے ''شخصِ قانونی''(لیگل پرسن: Legal Person) کہتا ہے۔ اسے ''فرضی شخص''(فکٹیشس پرسن: Fictitious Person) بھی کہتے ہیں۔

اس کے بعد لوگوں کو حصہ دار بننے کی دعوت دینے کے لیے ایک ''تعارف نامہ'' شائع کیا جاتا ہے جس میں کمپنی کا پورا طریق کار اور ترکیبی ڈھانچہ لکھا ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں ''نشرۃ الإصدار'' اور انگریزی میں ''پراسپیکٹس''(Prospectus) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 9: کمپنی کے سرمایے اور شیئرز پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: کمپنی کا سرمایہ:

1 – حکومت کمپنی کی منظوری دینے کے ساتھ ہی سرمایے کی تحدید بھی کر دیتی ہے کہ

---

(1) اس سے پہلے اجازت وزارت خزانہ کے ذیلی ادارے ''کارپوریٹ لاء اتھارٹی'' نامی ادارے سے لینی پڑتی تھی جو اَب ختم ہوگیا ہے۔ اس کی جگہ مذکورہ ادارے نے لے لی ہے۔

اتنے سرمایے کے حصص لوگوں کو جاری کیے جاسکتے ہیں۔ اس کو اردو میں ''منظور شدہ سرمایہ'' عربی میں ''رأس المال المسموح'' یا '' رأس المال المصرّح به'' اور انگریزی میں ''اتھارائزڈ کیپٹل''(Authorised Capital) کہتے ہیں۔

2 – پھر اس میں کچھ سرمایہ تو کمپنی بنانے والے مالکان کی طرف سے ہوتا ہے جسے انگریزی میں ''اسپانسرز کیپٹل''(Sponsors Capital) کہتے ہیں۔

3 – مالکان کے سرمایے کے علاوہ مزید سرمایے کے حصص جاری کر کے لوگوں کو حصے لینے کی دعوت دی جاتی ہے۔ جتنے سرمایے کے حصص جاری کیے جاتے ہیں، اس کو اردو میں ''جاری کردہ سرمایہ''، عربی میں ''رأس المال المعز'' اور انگریزی میں ''ایشوڈ کیپٹل''(Issued Capital) کہا جاتا ہے۔

4– پھر لوگ فارم پُر کر کے جتنے سرمایے کے حصص لینے کا وعدہ کریں، اسے اردو میں ''اشتراک شدہ [یا اشتراک کردہ] سرمایہ'' عربی میں '' رأس المال المساهم'' یا [المکتتب] اور انگریزی میں ''سبسکرائبڈ کیپٹل''(Subscribed Capital) کہتے ہیں۔

5 – پھر یہ سہولت بھی دی جاتی ہے کہ اشتراک شدہ سرمایہ تدریجاً ادا کریں۔ چنانچہ سرمایے کا جتنا حصہ ادا کر دیا گیا ہو، اس کو اردو میں ''اداشدہ سرمایہ''، عربی میں ''رأس المال المدفوع'' اور انگریزی میں ''پیڈاپ کیپٹل''(Paid Up Capital) کہتے ہیں۔

نوٹ:

اگر درخواستیں زیادہ ہوں اور ''جاری کردہ سرمایہ'' کم ہو تو قرعہ اندازی کی جاتی ہے جن کا نام نکلتا ہے، ان کو حصص دیے جاتے ہیں اور اگر درخواستیں سرمایے سے کم وصول ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے نمٹنے کے لیے کسی بینک یا دوسرے مالیاتی اداروں سے یہ ضمانت لی جاتی ہے کہ جو حصے لوگوں نے نہ لیے، وہ یہ بینک یا مالیاتی ادارہ لے گا۔ اس ضمانت کو عربی میں ''ضمان الاکتتاب'' اور انگریزی میں ''انڈر رائٹنگ''(Under Writing) کہتے ہیں۔ بینک یا مالیاتی ادارہ اس ضمانت پر کمپنی سے کمیشن لیتا ہے۔

کمپنی کے شیئرز:

جب لوگ کمپنی کے حصے لے کر سرمایہ دے دیتے ہیں تو کمپنی ان کو ایک سرٹیفکیٹ دیتی ہے

کہ اس شخص کا کمپنی میں اتنا حصہ ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں ''حصہ''، عربی میں ''السھم'' اور انگریزی میں ''شیئر'' (Share) کہتے ہیں۔ کمپنی کے کل سرمایے کو اکائیوں میں تقسیم کر کے ایک اکائی کو ایک شیئر کی قیمت قرار دی جاتی ہے اور یہ قیمت اس پر درج ہوتی ہے جس کو عربی میں ''القیمة الاسمیة'' انگریزی میں ''فیس ویلیو'' (Face Value) یا ''پار ویلیو'' (Par Value) کہا جاتا ہے۔

شیئر پر اگر حصہ دار کا نام لکھا ہوا ہو تو اسے عربی میں ''السھم المسجّل'' اور انگریزی میں ''رجسٹرڈ شیئر'' (Resgistered Share) کہتے ہیں اور اگر نام نہ ہو، بلکہ جس کے ہاتھ میں ہو، وہی اس کا مالک متصور ہو تو ایسے حصے کو عربی میں ''السھم لحاملہ'' اور انگریزی میں ''بیئرر شیئر'' (Bearer Share) کہتے ہیں۔

شیئر کی اقسام:

شیئر کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: عام حصہ اور ترجیحی حصہ۔

عام حصہ:

اس کو ''السھم العادی'' آرڈینری شیئر'' (Ordinary Share) کہتے ہیں۔

ترجیحی حصہ:

اسے عربی میں ''السھم الممتاز'' اور انگریزی میں ''پریفرینس شیئر'' (Preference Share) کہتے ہیں۔ اس کو تقسیمِ نفع یا حقِ رائے دہی میں پہلی قسم پر ترجیح دی جاتی ہے اور ترجیح کی پانچ صورتیں ہیں:

1 – سہمِ ممتاز کا نفع خاص شرح کے مطابق، مثلاً: لگائے ہوئے سرمایے کا دس فیصد طے ہوتا ہے، سہمِ عادی کا نہیں، یعنی پہلے سہمِ ممتاز کو اس کا متعین نفع ملے گا، پھر اگر کچھ بچا تو سہمِ عادی کو ملے گا، ورنہ نہیں۔

2 – سہمِ ممتاز کا نفع محفوظ رہتا ہے، جبکہ سہمِ عادی کا نفع محفوظ نہیں ہوتا، لہٰذا اگر ایک سال نفع نہ ہوا تو آیندہ سال نفع پہلے سہمِ ممتاز کو دیں گے، پھر اگر کچھ بچے تو سہمِ عادی کو ملے گا، ورنہ نہیں۔

3 – کبھی سہمِ ممتاز کے نفع کی شرح سہمِ عادی سے زیادہ ہوتی ہے۔

4 – کبھی سہمِ ممتاز کے حامل کو سالانہ اجلاس میں ووٹ کا حق ہوتا ہے اور سہمِ عادی کے حامل کو نہیں ہوتا۔

5 – کبھی سہمِ ممتاز کے حامل کو زیادہ ووٹوں کا حق ہوتا ہے اور سہمِ عادی کے حامل کو کم۔

خلاصۂ کلام یہ کہ سہمِ ممتاز ترجیحی حصے کا نام ہے، اس کی ضرورت کسی خاص بڑی پارٹی، مثلاً: انشورنس کمپنی وغیرہ سے سرمایہ لینے کے وقت پیش آتی ہے۔

سوال نمبر 10: کمپنی کے انتظامی ڈھانچے اور اس کے ختم ہونے کے طریقے پر نوٹ لکھیں۔

جواب: کمپنی کا انتظامی ڈھانچہ:

کمپنی چونکہ شخصِ قانونی ہے نہ کہ حقیقی، اس لیے اس کی نمایندگی کے لیے حصہ داروں میں سے چند افراد پر مشتمل ایک مجلس بنائی جاتی ہے جو کاروبار کرتی ہے۔ اس کو عربی میں ''مجلس الإدارة'' اور انگریزی میں ''بورڈ آف ڈائریکٹرز'' (Board of Directors) کہتے ہیں۔

ان کا انتخاب تمام شیئر ہولڈرز کی ووٹنگ سے ہوتا ہے، پھر یہ بورڈ اپنے میں سے یا باہر سے کسی شخص کو سربراہ منتخب کرتا ہے جو بورڈ کی پالیسی کے تحت کام کرتا ہے۔ اس کو عربی میں ''العضو المنتدب'' اور انگریزی میں ''چیف ایگزیکٹو'' (Chief Executive) کہتے ہیں۔

تمام شیئر ہولڈرز کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جس میں '' کاروبار کی پالیسی، اکاؤنٹس (حسابات) اور آڈٹ رپورٹ'' وغیرہ کے بارے میں گفتگو کی جاتی ہے اور آیندہ کے لیے ڈائریکٹران کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں ''الجمعیة العمومیة السنوی'' انگریزی میں ''اینول جنرل میٹنگ'' (Annual General meeting) کہتے ہیں جس کا مخفف ''اے، جی، ایم'' (A.G.M) ہے۔

کمپنی کے وجود میں آنے کے بعد ختم ہونے کی دو صورتیں ہیں:

1 – ''A.G.M'' میں کمپنی تحلیل ہونے کا فیصلہ ہو جائے۔

2 – کمپنی دیوالیہ ہو جائے یعنی دیون اثاثوں سے بڑھ جائیں۔

دونوں صورتوں میں متعلقہ قانونی ادارے سے کمپنی ختم کرنے کی اجازت لینا ضروری

ہے۔ عموماً ایسی صورت میں حکومت کی طرف سے ایک منتظم مقرر کیا جاتا ہے جو کمپنی کے اثاثوں کو قرض خواہوں اور حصہ داروں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ریسیور''(Receiver) یا ''لیکویڈیٹر''(Liquidator) اور اردو میں ''تحلیل کنندہ'' کہتے ہیں۔

سوال نمبر 11: کمپنی حاملانِ حصص میں نفع کس طرح تقسیم کرتی ہے؟

جواب: منافع کی تقسیم:

کمپنی سال بھر کاروبار کرنے کے بعد نفع کا حساب لگاتی ہے۔ جو کل نفع ہوا ہے، اس کو عربی میں ''الربح'' اور انگریزی میں ''پرافٹ''(Profit) کہا جاتا ہے۔

پھر کمپنی اس کا کچھ حصہ بطور احتیاط کے محفوظ کر لیتی ہے تا کہ آیندہ اگر نقصان ہو جائے تو اس سے اس کا تدارک ہو سکے۔ اس کو اردو میں ''محفوظ فنڈ''، عربی میں ''الاحتیاطی'' اور انگریزی میں ''ریزرو''(Reserve) کہتے ہیں۔ احتیاطی کا تعین ''بورڈ آف ڈائریکٹرز'' کرتا ہے اور قانوناً بھی اس کی تحدید ہوتی ہے۔

احتیاطی نکالنے کے بعد بقیہ منافع شیئر ہولڈرز میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس بقیہ قابلِ تقسیم نفع کو عربی میں ''الربح الموزّع'' اور انگریزی میں ''ڈیویڈنڈ''(Dividend) کہتے ہیں۔

پھر ڈیویڈنڈ تقسیم کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں:

1 — کمپنی حصہ داروں کو نقد (کیش:Cash) نفع فراہم کر دیتی ہے۔

2 — اگر کمپنی کی کیش پوزیشن کمزور ہو تو کمپنی اس نفع کے دوبارہ حصص جاری کر دیتی ہے جن کو ''بونس شیئر''(Bonus Share) کہتے ہیں، لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ''منظور شدہ سرمایے'' میں اس کی گنجائش ہو اور اگر گنجائش نہ ہو تو دوبارہ اجازت لی جاتی ہے۔ بونس شیئر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کی بازاری قیمت، ''قیمۃ اسمیۃ'' سے کم نہ ہو۔

سوال نمبر 12: کمپنی کی کتنی قسمیں ہیں اور ان میں کیا فرق ہے؟ نیز لمیٹڈ کمپنی کسے کہتے ہیں؟

جواب: کمپنی کی اقسام:

پبلک کمپنی:

اسے عربی میں ''شرکۃ عامۃ'' کہتے ہیں۔ گزشتہ تفصیلات پبلک کمپنی کی ہے۔

پرائیویٹ کمپنی:

اسے عربی میں ''شرکۃ خاصۃ'' کہتے ہیں۔ پرائیویٹ کمپنی بھی شخصِ قانونی ہے، مگر شرکاء کی تعداد محدود ہوتی ہے۔

پبلک کمپنی اور پرائیویٹ کمپنی میں چند فروق ہیں:

1 — پرائیویٹ کمپنی میں شرکاء کی تعداد محدود ہوتی ہے۔

2— پرائیویٹ کمپنی کے شیئرز جاری نہیں کیے جاتے اور نہ ہی پراسپیکٹس شائع کیا جاتا ہے۔

3 — قانوناً پرائیویٹ کمپنی کے ساتھ ''پرائیویٹ'' لکھنا ضروری ہوتا ہے۔

لمیٹڈ کمپنی:

لمیٹڈ کمپنی اور اس کے حاملانِ حصص کی ذمہ داری (لائبیلٹی Liability) ان کے لگائے ہوئے سرمایے تک محدود ہوتی ہے، لہٰذا اگر کمپنی خسارے میں گئی تو حاملانِ حصص کا زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہوگا کہ ان کا لگایا ہوا سرمایہ ڈوب جائے گا، یا اگر کمپنی پر قرض زیادہ ہو گیا تو حاملانِ حصص سے ان کے سرمایے سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کمپنی سے اس کے اثاثوں سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ لمیٹڈ کمپنی کو عربی میں ''الشرکۃ المحدودۃ'' کہتے ہیں اور اس کے ساتھ ''لمیٹڈ'' لکھنا ضروری ہوتا ہے۔

سوال نمبر 13: معروف ''شرکت'' اور کمپنی میں کیا فرق ہے؟

جواب:

معروف شرکت اور کمپنی میں چند فروق ہیں:

1 — شرکت میں شرکاء کاروبار کے تمام اثاثوں کے مشاع طور پر مالک ہوتے ہیں اور ہر شریک کو اثاثوں میں تصرف کا حق ہوتا ہے، جبکہ کمپنی میں شیئر ہولڈرز کمپنی کے اثاثوں میں تحلیل ہونے سے پہلے تصرف کا حق نہیں رکھتے اور شرکت میں ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے، کمپنی میں ایسا نہیں ہوتا۔

2- شرکت میں تمام شرکاء مدعی اور مدعیٰ علیہ ہوتے ہیں، جبکہ کمپنی خود مدعی اور مدعیٰ علیہ ہوتی ہے۔

3 — شرکت کا الگ قانونی وجود نہیں ہوتا، جبکہ کمپنی کا الگ قانونی وجود ہوتا ہے۔

4-شریک شرکت منسوخ کر کے اپنا سرمایہ نکال سکتا ہے، جبکہ کمپنی میں ایسا نہیں ہوسکتا۔

5-شرکت میں عموماً ذمہ داری محدود نہیں ہوتی، جبکہ کمپنی میں ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔

سوال نمبر 14: کمپنی مزید سرمایہ حاصل کرنے کے لیے کیا طریقے اختیار کرتی ہے؟

جواب: کمپنی کے لیے فنڈز کی فراہمی:

ابتداء کمپنی بنانے والوں کی طرف سے کچھ سرمایہ لگایا جاتا ہے اور باقی سرمایہ حصص جاری کر کے دوسرے لوگوں سے حاصل کیا جاتا ہے، اس کے بعد جب مزید سرمایے کی ضرورت پڑ جائے تو مندرجہ ذیل تین طریقوں سے سرمایہ حاصل کیا جاتا ہے:

1 – بونس شیئرز:

کمپنی مزید حصص جاری کرتی ہے بشرطیکہ منظور شدہ سرمایے میں اس کی گنجائش ہو یا دوبارہ اجازت لے لی گئی ہو۔ نئے جاری کردہ حصص میں قدیم شیئر ہولڈرز کا ترجیحی حق ہوتا ہے، ان کو "سهام الأولوية" اور انگریزی میں "رائٹ شیئرز" (Right Shares) کہتے ہیں۔

2 – قرض:

کمپنی قرض لیتی ہے، اس کے لیے دو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں:

(1) بینک یا مالیاتی ادارے سے عموماً سود پر قرض لیا جاتا ہے۔

(2) عوام کو قرضے دینے کی دعوت دی جاتی ہے، اس کے لیے دو طرح کی دستاویزات جاری کی جاتی ہیں:

i – سند:

یہ معینہ مدت کے لیے جاری ہوتا ہے، اس وقت تک اس پر سالانہ سود ملتا رہتا ہے۔ اس کا حامل مدت پوری ہونے سے پہلے اس کو فروخت بھی کرسکتا ہے۔ اس کو انگریزی میں "بانڈ" (Bond) کہا جاتا ہے۔

بانڈ کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کو شیئر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ایسے بانڈز کو عربی میں "سندات قابلة للتحويل" اور انگریزی میں "کنورٹیبل بانڈز" (Convertible Bonds) کہتے ہیں۔

ii – شہادۃ الاستثمار:

اس کو انگریزی میں "ڈبینچر" (Debenture) کہتے ہیں۔ یہ بانڈ ہی ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں قرضے کو کمپنی کی کسی ایک یا زیادہ جائیداد سے متعلق کر دیا جاتا ہے کہ اگر قرضہ ادا نہ ہوسکا تو اس جائیداد سے قرضہ ادا کیا جائے گا۔ گویا بانڈ قرض کی دستاویز اور ڈبینچر اس کے رہن کا وثیقہ ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اگر کمپنی دیوالیہ ہو کر تحلیل ہو جائے تو جن کا حق متعلق ہوتا ہے، ان کی قانوناً ترتیب ہوتی ہے، اس میں ڈبینچر پہلے اور بانڈ کا نمبر اس کے بعد ہوتا ہے۔

3 – اجارۃ:

اجارہ کی چار قسمیں ہیں:

حقیقی اجارہ:

اسے عربی میں "الإجارة التشغيلية" اور انگریزی میں "آپریٹنگ لیز" (Opearting Lease) کہتے ہیں۔ یہ سرمایہ حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ اس میں فریقین کے درمیان عام موجر اور مستاجر والا تعلق ہوتا ہے۔

اجارہ تمویلیہ:

اسے عربی میں "الإجارة التمويلية" اور انگریزی میں "فنانشل لیز" (Financial Lease) کہتے ہیں۔ یہ سرمایہ حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کمپنی کو جامد اثاثوں، مثلاً مشینری وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے تو کمپنی بینک یا مالیاتی ادارے سے کہتی ہے کہ یہ چیز لے کر ہمیں لیز پر دو۔ کرایہ ایک مخصوص مدت تک اس تناسب سے طے پاتا ہے کہ اس میں مشینری کی قیمت اور اس سرمایے سے حاصل ہونے والا متوقع منافع بھی حاصل ہو جاتا ہے اور معینہ مدت کے بعد وہ چیز کمپنی کی مملوک بن جاتی ہے۔ اس طریقے سے ٹیکس میں رعایت اور قرض کی وصولیابی میں سہولت ہوتی ہے۔

ہائر پرچیز:

ہائر پرچیز سے مراد وہ اجارہ ہے جس کے عقد، یعنی معاہدے ہی میں یہ طے ہوجاتا ہے کہ کمپنی آخر میں متعلقہ چیز کی مالک بن جائے گی۔ اس کو عربی میں "الإجارة التمليكية"

اور جج حضرات اس کو ''ہائبرڈ''، یعنی ''مخنث'' کہتے ہیں۔

الإجارة المنتهية بالتمليك:

اجارہ تمویلیہ کے شرعی مفاسد کو ختم کر کے اس کو متعارف کرایا گیا ہے جس کا دوسرا نام ''الإجارة والاقتناء'' ہے۔

اجارہ تمویلیہ میں مندرجہ ذیل شرعی مفاسد اور خرابیاں پائی جاتی ہیں:

1 — جس دن پیسے دیے، اس دن سے اجارہ منعقد ہو جاتا ہے، حالانکہ مطلوبہ اثاثہ کافی عرصہ بعد ملتا ہے۔

2 — عقد اور معاہدے کے اندر ملکیت منتقل ہونے کی شرط لگائی جاتی ہے۔

3 — رسک اور فائدہ مستاجر کے ذمے ہوتا ہے۔

4 — ملکیت کے انتقال کے لیے مستقل کوئی عقد اور معاہدہ نہیں کیا جاتا۔

سوال نمبر15: کمپنی کے اثاثوں اور ذمہ داریوں سے کیا مراد ہے؟ نیز کمپنی حسابات میں ان کو مرتب رکھنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرتی ہے؟

جواب:

کمپنی کی املاک کو اردو میں ''اثاثے'' عربی میں ''موجودات'' یا ''أصول'' اور انگریزی میں ''ایسٹس'' (Assets) کہتے ہیں اور دوسروں کے جو حقوق کمپنی پر واجب ہیں، ان کو اردو میں ''ذمہ داریاں'' عربی میں ''دیون''، ''حقوق'' یا ''مطلوبات'' اور انگریزی میں ''لائبیلیٹیز'' (Liabilities) کہتے ہیں۔

اثاثے:

اثاثے تین قسم کے ہوتے ہیں:

1 — رواں اثاثے:

وہ اثاثے جو نقد ہوں یا بسہولت نقد پذیر ہوں۔ ان کو عربی میں ''موجودات متداولة'' اور انگریزی میں ''کرنٹ ایسٹس'' (Current Assets) کہتے ہیں۔ اس میں چار چیزیں داخل ہیں:

1 — نقد: جسے ''کیش'' (Cash) کہتے ہیں۔

2— کمپنی جو رقم کسی سے وصول کرنی ہو۔ اسے ''اکاؤنٹس ریسیوایبل'' (Accounts Receivable) کہتے ہیں۔

3— کمپنی کی طرف سے کسی دوسرے ادارے وغیرہ کو دیے گئے قرض کی دستاویزات اور رسیدیں، جیسے بانڈز وغیرہ۔ ان کو ''نوٹس ریسیوایبل'' (Notes Receivable) کہتے ہیں۔

4 — کسی کمپنی یا ادارے میں سرمایہ کاری کی گئی ہے اور وہاں سے رقم کی وصولی متوقع ہے۔ اس کو ''انویسٹ منٹس'' (Investments) کہتے ہیں۔

2 — جامد اثاثے:

اس سے مراد غیر نقد اثاثے ہیں جو نقد پذیر نہیں ہوتے۔ ان کو عربی میں ''موجودات ثابتة'' اور انگریزی میں ''فکسڈ ایسٹس'' (Fixed Assets) کہتے ہیں۔ اس میں مشینری، بلڈنگ وغیرہ شامل ہیں۔

3 — غیر مادی اثاثے:

اس سے مراد وہ اثاثے ہیں جن کو مادی طور پر محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو عربی میں ''موجودات غیر ملموسة'' انگریزی میں ''انٹین جیبل ایسٹس'' (Intangible Assets) کہتے ہیں۔ اس میں گڈ ول، ایڈورٹائزنگ (تشہیر) وغیرہ شامل ہیں۔

ذمہ داریاں:

ذمہ داریوں سے مراد کمپنی پر واجب الاداء رقوم ہیں، جیسے: تنخواہیں، خریدی ہوئی چیز کی قیمت اور ٹیکس وغیرہ۔

تختۂ توازن:

کمپنی سال میں ایک بار یا کسی معینہ تجارتی دورانیے میں اپنی ذمہ داریوں اور اثاثوں کی تفصیل تیار کرتی ہے۔ اس کو اردو میں ''تختۂ توازن'' عربی میں ''لائحة الرصيد'' اور انگریزی میں ''بیلنس شیٹ'' (Balance Sheet) کہتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف اثاثوں کو اور دوسری طرف ذمہ داریوں کو لکھتے ہیں، پھر اثاثوں میں سب سے پہلے رواں اثاثے، پھر جامد اثاثے اور اخیر میں غیر مادی اثاثے لکھتے ہیں۔ اثاثے لکھنے کے بعد اثاثوں کے ذرائع اور ان کے لیے سرمایہ کہاں سے

آیا؟ یہ بھی لکھا جاتا ہے۔

اثاثے لکھتے وقت ان کی قیمتِ خرید، یعنی کتابی قیمت (بک ویلیو: Book Value) لکھی جاتی ہے۔

ذمہ داریوں میں سب سے پہلے طویل المیعاد ذمہ داریاں لکھی جاتی ہیں، مثلاً: وہ قرض جو پانچ سال بعد ادا کرنا ہے۔ طویل المیعاد ذمہ داریوں کو "لانگ ٹرم لائبیلیٹیز" (Long Term Liabilities) کہتے ہیں۔ اس کے بعد رواں ذمہ داریاں لکھی جاتی ہیں، جو تھوڑی مدت میں ادا کرنی ہوتی ہیں، مثلاً: تنخواہیں، ٹیکس وغیرہ اور طویل المیعاد قرضوں کا وہ حصہ جو اس سال ادا کرنا ہے۔ ایسی ذمہ داریوں کو انگریزی میں "کرنٹ لائبیلیٹیز" (Current Liabilities) کہتے ہیں۔

پھر ان دونوں میں تناسب دیکھا جاتا ہے، اگر اثاثے، ذمہ داریوں کے مقابلے میں دگنے ہوں تو کمپنی خوب مستحکم سمجھی جاتی ہے۔

صافی مالیت:

اثاثوں سے ذمہ داریوں کو منفی کر کے باقی ماندہ مال درحقیقت حصہ داروں کی ملکیت ہے۔ اس کو عربی میں "المالیۃ الصافیۃ" اردو میں "صافی مالیت" اور انگریزی میں "نیٹ ورتھ" (Net Worth) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 16: کمپنی کے نفع ونقصان پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: نفع ونقصان کا میزانیہ:

نفع ونقصان کو ظاہر کرنے والی رپورٹ کو عربی میں "البیان المالی" یا "اللائحۃ المالیۃ" اور انگریزی میں "اِن کم سٹیٹ منٹ" (Income Statement) کہتے ہیں۔ اس میں درج ذیل چیزیں ذیل کی ترتیب سے لکھی جاتی ہیں جس سے نفع ونقصان خود بخود معلوم ہو جاتا ہے:

1 – مجموعی فروختگی (گراس سیلز: Gross Sales): کل پروڈکشن جو فروخت کے لیے مارکیٹ میں لائی گئی۔

2 – واپسی (ریٹرنز: Returns): وہ اشیاء جو بیچنے کے بعد ناقص میٹریل وغیرہ کی

وجہ سے واپس لینی پڑیں۔

3 – صافی فروختگی (نیٹ سیلز: Net Sales): مجموعی فروختگی سے "واپسی" کو منہا کر کے جو کچھ بچ جائے، اسے صافی فروختگی کہتے ہیں۔

4 – براہ راست اخراجات (ڈائریکٹ ایکسپینسز: Direct Expenses): اصل سامان تجارت کی تیاری پر ہونے والے اخراجات، جیسے خام مال وغیرہ کی خریداری۔

5 – بالواسطہ اخراجات (ان ڈائریکٹ ایکسپینسز: Indirect Expenses): جیسے عمارت، دفتر کا کرایہ اور ملازمین کی تنخواہ وغیرہ۔

6 – اجمالی منافع (گراس پرافٹ: Gross Profit): صافی فروختگی سے براہ راست اخراجات کو منہا کر کے جو رقم باقی بچے، وہ اجمالی منافع کہلاتا ہے۔

7 – صافی منافع قبل ٹیکس (نیٹ پرافٹ پری ٹیکس: Net Profit Pre-Tax): یعنی اجمالی منافع سے بالواسطہ اخراجات منہا کر کے جو رقم باقی بچے۔

8 – ٹیکس (Tax): حکومت کو ادا کیا جانے والا محصول، ٹیکس کہلاتا ہے۔

9 – صافی منافع بعد ٹیکس (نیٹ پرافٹ آفٹر ٹیکس: Net Profit After Tax): ٹیکس منفی کر کے بقیہ "صافی منافع بعد ٹیکس" کہلاتا ہے۔

10 – محفوظ فنڈ (ریزرو: Reserve): ناگہانی صورت یا آفت سے نمٹنے کے لیے محفوظ رکھی ہوئی رقم۔

11 – قابل تقسیم منافع (ڈیویڈنڈ: Dividend): حصہ داروں میں تقسیم کیا جانے والا منافع، اسے (ڈسٹری بیوٹیبل پرافٹ: Distributable Profit) بھی کہتے ہیں اور کمپنی کا اصل نفع یہی ہوتا ہے۔

سوال نمبر 17: بازارِ حصص کسے کہتے ہیں؟ نیز اس میں شیئرز کی خرید وفروخت کیسے ہوتی ہے؟

جواب: بازارِ حصص:

کمپنی کے حصہ دار اپنی شرکت ختم کر کے کمپنی سے تو اپنا سرمایہ واپس نہیں لے سکتے لیکن بوقت ضرورت وہ اپنے حصے کسی اور کو بیچ سکتے ہیں۔ جس جگہ شیئرز کی خرید وفروخت ہوتی ہے، اس کو اردو میں "بازارِ حصص" اور انگریزی میں "اسٹاک مارکیٹ" (Stock Market)

کہتے ہیں۔

جو ادارہ "اسٹاک مارکیٹ" میں شیئرز کی خرید وفروخت میں واسطہ بن کر اس کی نگرانی کرتا ہے، اس کو عربی میں "بورصة" اور انگریزی میں "اسٹاک ایکسچینج" (Stock Exchange) کہتے ہیں۔

پھر شیئرز کی خرید وفروخت کبھی اسٹاک ایکسچینج کے توسط سے ہوتی ہے اور کبھی اسٹاک ایکسچینج کے توسط کے بغیر۔ اس دوسری قسم کو عربی میں "عملیات من وراء المنصة" اور انگریزی میں "اوور دی کاؤنٹر ٹرانزیکشنز" (Over The Counter Transactions) کہتے ہیں۔

پھر اسٹاک ایکسچینج جن کمپنیوں کے شیئرز کا کاروبار کرتا ہے، ان کو اردو میں "رجسٹرڈ کمپنی" اور انگریزی میں "لسٹڈ کمپنیز"[1] (Listed Companies) کہتے ہیں۔ اسٹاک ایکسچینج جن کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت نہیں کرتا، ان کو انگریزی میں "اَن لسٹڈ کمپنیز" (Unlisted Companies) کہتے ہیں۔

پھر لسٹڈ کمپنیز کے شیئرز کی خرید وفروخت اسٹاک ایکسچینج میں بھی ہو سکتی ہے اور اوور دی کاؤنٹر بھی، جبکہ "اَن لسٹڈ کمپنیز" کے شیئرز کی خرید وفروخت صرف اوور دی کاؤنٹر ہو سکتی ہے، اسٹاک ایکسچینج میں نہیں۔

ممبرشپ:

اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کا کاروبار بہت وسیع، نازک اور مخصوص اصطلاحات پر مبنی ہوتا ہے اور اسٹاک ایکسچینج وہاں ہونے والے تمام معاملات کی ادائیگیوں کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے، اس لیے یہ ادارہ ہر شخص کو شیئرز کی خرید وفروخت کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اس کے لیے ممبر ہونا ضروری ہے جسے آج کل "بروکر" (Broker) کہتے ہیں۔ بروکر لوگوں کے لیے بطور دلال کے شیئرز خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔

پھر شیئرز خریدنے کے لیے بروکر کو آرڈر دینے کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

---

(1) کمپنی کی لسٹنگ کبھی اس کے وجود میں آنے کے بعد اور کبھی منظور ہونے کے بعد، کاروبار شروع کرنے سے پہلے اور کبھی شیئرز فلوٹ (جاری) ہونے سے بھی پہلے ہوتی ہے۔ اس آخری قسم کو اردو میں "عبوری لسٹنگ" اور انگریزی میں "پروویژنل لسٹنگ" (Provisional Listing) کہتے ہیں۔

1 – مارکیٹ آرڈر (Market Order): جس میں بروکر سے یہ کہا جاتا ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر فلاں کمپنی کے شیئرز خرید لیے جائیں۔ یہ شرعاً وکالت بالشراء ہوتی ہے۔

2 – لمیٹڈ آرڈر (Limited Order): یعنی ایک قیمت مقرر کر کے اس قیمت پر شیئرز خریدنے کا آرڈر دیا جاتا ہے، مثلاً یہ کہہ دینا کہ اگر فی شیئر بارہ (12) روپے ہو تو خرید لینا، ورنہ نہیں۔

3 – اسٹاپ آرڈر (Stop Order): یعنی شیئرز کا مالک اپنے شیئرز بیچنے کا مشروط آرڈر دیتا ہے کہ اگر قیمت گرنے لگے تو بیچ دینا، ورنہ نہیں۔ یہ وکالت بالبیع ہوتی ہے۔

سوال نمبر (18): شیئرز کی قیمتوں میں کمی بیشی کے اسباب کیا ہیں؟ نیز خریدارِ حصص کی قسمیں بیان کریں۔

جواب:

کمپنی کے اثاثوں کا بڑھنا، گھٹنا، منافع کے امکانات، طلب ورسد کا رجحان، سیاسی اور موسمی حالات، افواہیں اور تخمینے وغیرہ شیئرز کی قیمتوں میں کمی بیشی کے اسباب میں شامل ہیں۔

کسی کمپنی کے شیئرز کی قیمت بڑھ جائے تو ان شیئرز کی مارکیٹ کو انگریزی میں "بُل مارکیٹ" (Bull Market) جبکہ قیمت کم ہونے کی صورت میں "بیئر مارکیٹ" (Bear Market) کہتے ہیں۔

خریدارِ حصص کی قسمیں:

حصص خریدنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں:

1 – کچھ لوگ کمپنی میں حصہ دار بننے کے لیے شیئرز خرید لیتے ہیں۔

2 – اکثر لوگ مالِ تجارت کے طور پر شیئرز کی خرید وفروخت کرتے ہیں۔ شیئرز کی قیمت کم ہو تو خرید لیتے ہیں، قیمت بڑھ جائے تو بیچ دیتے ہیں۔ دونوں قیمتوں میں فرق ان کا نفع ہوتا ہے جسے "کیپٹل گین" (Capital Gain) کہتے ہیں۔

اس کاروبار میں پہلے اندازہ لگانا ہوتا ہے کہ آئندہ کون سے شیئرز کی قیمتیں کم یا زیادہ ہو جائیں گی، اس عمل تخمین کو انگریزی میں "اسپیکولیشن" (Speculation) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 19: شیئرز کی خرید و فروخت کے طریقے بیان کریں۔ نیز حاضر اور غائب سودے کس طرح انجام پاتے ہیں؟

جواب:

شیئرز کی خرید و فروخت کے تین طریقے ہیں:

1 – اسپاٹ سیل (Spot Sale):

خرید و فروخت کا سادہ انداز جس میں شیئرز دے کر قیمت وصول کر لی جاتی ہے۔

2 – سیل آن مارجن (Sale On Margin):

اس قسم کے سودے میں شیئرز خریدنے والا شیئرز کی کچھ قیمت اپنی طرف سے ادا کرتا ہے اور باقی ادائیگی کے لیے بروکر سے قرض لیتا ہے۔ بروکر بھی اپنے تعلق، سودا اور کمیشن کی وجہ سے قرض دینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

3 – شارٹ سیل (Short Sale):

یہ درحقیقت ایسے شیئرز کو فروخت کرنا ہوتا ہے جو ابھی بیچنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتے، لیکن اسے یہ توقع ہوتی ہے کہ سودا ہونے کے بعد میں یہ شیئرز لے کر خریدار کو دے دوں گا۔

حاضر اور غائب سودے دو طرح کی چیزوں میں ہوتے ہیں:

(1) شیئرز میں حاضر اور غائب سودے:

شیئرز میں حاضر سودے اس طرح ہوتے ہیں کہ ان میں عموماً اور اصولاً شیئرز کی بیع اور حقوق کی منتقلی ایک ساتھ ہوتی ہے، مگر بعض انتظامی مجبوریوں کی وجہ سے شیئرز کے سرٹیفکیٹ کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ عام طور پر رجسٹرڈ شیئرز کے حامل کا نام بدلنے کے لیے کمپنی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے تاخیر ہوتی ہے۔

حاضر سودے میں خریدار، سرٹیفکیٹ پر قبضہ سے پہلے شیئرز آگے بیچ دیتا ہے۔ اس دوران اگر کمپنی نفع تقسیم کر دے تو کمپنی نفع بائع کے نام ہی جاری کرتی ہے، مگر بائع اسے خریدار کو دے دیتا ہے۔

شیئرز میں غائب سودے اس طرح ہوتے ہیں کہ ان میں بیع کے وقت تسلیم ثمن اور تسلیم

مبیع کو مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ تاریخ آنے پر بعض اوقات شیئرز خریدار کے حوالے کر دیے جاتے ہیں اور بعض اوقات بائع اور خریدار شیئرز لینے دینے کی بجائے خریداری اور ادائیگی کی تاریخوں کی قیمتوں کا آپس میں فرق برابر کر لیتے ہیں۔ اگر قیمت بڑھ گئی ہے تو بائع خریدار کو شیئرز دینے کی بجائے جتنی قیمت بڑھ گئی ہے، اتنی رقم دے دیتا ہے اور اگر قیمت گھٹ گئی ہے تو خریدار بائع کو جتنی قیمت کم ہوگئی ہے، اتنی رقم دے دیتا ہے۔

اس میں بھی ادائیگی کی تاریخ آنے تک پہلا خریدار دوسرے کو، دوسرا تیسرے کو، اور تیسرا اگلے کو شیئرز بیچ دیتا ہے، آخر میں قیمتوں کا فرق برابر کر لیا جاتا ہے۔

(2) اجناس میں حاضر اور غائب سودے:

اجناس میں حاضر سودا یہ ہے کہ ابھی جنس کی بیع ہوئی، حقوق بھی منتقل ہو گئے اور خریدار ابھی سے قبضے کا حقدار قرار پایا، لیکن اتنی بات ہے کہ انتظامی مجبوری کی بنا پر قبضے میں کبھی تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

اجناس میں غائب سودا یہ ہے کہ جنس کی بیع فی الحال ہو جاتی ہے، مگر قبضے کے لیے آیندہ کی کوئی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ اس کو اصولی طور پر "فارورڈ سیل" (Forward Sale) اور "فیوچر سیل" (Future Sale) کہتے ہیں، مگر آج کل فارورڈ سیل اس غائب سودے کو کہتے ہیں جس میں مقررہ تاریخ پر مشتری کا مقصد چیز لینا اور بائع کا مقصد قیمت لینا ہوتا ہے اور فیوچر سیل جسے عربی میں "مستقبلیات" کہتے ہیں، اس غائب سودے کو کہتے ہیں جس میں جانبین کا مقصد مقررہ تاریخ پر لینا دینا نہیں ہوتا، بلکہ مقصد درج ذیل دو باتوں میں سے ایک بات ہوتی ہے:

1– مقررہ تاریخ پر چیز لینے دینے کی بجائے، قیمتوں کا فرق برابر کر کے نفع کمانا مقصود ہوتا ہے۔ اس کو اردو میں "سٹہ" اور انگریزی میں "اسپیکولیشن" (Speculation) کہتے ہیں۔

2- کوئی شخص کسی چیز کا غائب سودا کرتا ہے اور مقصد چیز لینا ہی ہوتا ہے، لیکن یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر مقررہ تاریخ تک اس چیز کی قیمت گر گئی تو مجھے نقصان ہوگا، اس لیے وہ اس نقصان سے بچنے کے لیے اس چیز کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ مقررہ تاریخ کے لیے فیوچر سیل پر فروخت کرتا ہے تاکہ اگر اس چیز کی قیمت گر گئی تو پہلے معاملے میں جتنا نقصان ہوگا، اتنا ہی دوسرے معاملے میں وصول ہو جائے گا۔ اس کو عربی میں "تامین ضد الخسارۃ

اور انگریزی میں ''ہیجنگ'' (Hedging) کہتے ہیں۔

فیوچر سیل کا کاروبار بعض ممالک میں اسٹاک ایکسچینج ہی میں ہوتا ہے اور بعض ممالک میں اس کا الگ بازار ہوتا ہے جسے ''فیوچر مارکیٹ'' (Future Market) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 20: ''بیع الخیارات'' اور ''السوق المالیۃ'' کسے کہتے ہیں؟ السوق المالیہ میں کس قسم کا کاروبار ہوتا ہے؟

جواب: بیع الخیارات:

کسی خاص چیز کو خاص قیمت پر بیچنے یا خریدنے کے حق کو عربی میں ''خیـــارات'' انگریزی میں ''آپشنز'' (Options) کہتے ہیں، مثلاً: کوئی شخص دوسرے سے وعدہ کرتا ہے کہ فلاں چیز اتنی قیمت میں فلاں تاریخ تک میں خریدنے کا معاہدہ کرتا ہوں، تم جب چاہو مجھے بیچ سکتے ہو۔ آپشن دینے والا اس تاریخ تک اس چیز کو اسی قیمت پر خریدنے کا پابند ہوتا ہے، لیکن آپشن لینے والا بیچنے کا پابند نہیں ہوتا، اسے ''بیچنے کا آپشن'' کہتے ہیں۔

بعض اوقات ایک شخص دوسرے شخص سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ میں تم کو فلاں چیز، فلاں تاریخ تک، فلاں نرخ پر بیچنے کی ذمہ داری لیتا ہوں، اس تاریخ تک تم جب چاہو مجھ سے اس نرخ پر یہ چیز خرید لینا۔ یہ ''خریداری کا آپشن'' کہلاتا ہے۔

آپشن کرنسی کے علاوہ دوسری چیزوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپشن دینے والا، لینے والے کو اس کرنسی یا چیز کی قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ سے مطمئن کرتا ہے اور اسے اطمینان دلانے پر کمیشن بھی لیتا ہے۔

السوق المالیہ:

اسٹاک ایکسچینج ایک بڑے بازار کا حصہ ہے جس کو عربی میں ''السـوق المـالیۃ'' اور انگریزی میں ''فنانشل مارکیٹ'' (Financial Market) یا ''کیپٹل مارکیٹ'' (Capital Market) کہتے ہیں۔ اس میں کمپنیوں کے شیئرز کے علاوہ بینک اور دیگر مالیاتی اداروں کی جاری کردہ مالیاتی دستاویزات اور سرکاری تمسکات کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

سرکاری تمسکات:

جب حکومت کے ذرائع آمدنی، یعنی ٹیکس وغیرہ بجٹ کے لیے ناکافی ہوں تو حکومت

عوام سے قرض لینے کے لیے بطور سند کے کچھ مالیاتی دستاویزات جاری کرتی ہے جنہیں اردو میں ''سرکاری تمسکات'' اور انگریزی میں ''گورنمنٹ سیکیورٹیز'' (Government Securities) کہا جاتا ہے، جیسے:

1 – انعامی بانڈ (پرائز بانڈ): اس میں ہر بانڈ پر نفع نہیں ہوتا، بلکہ تمام بانڈز سے حاصل شدہ رقم پر مجموعی نفع قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم ہوتا ہے۔

2 – ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ: یہ وہ دستاویز ہے جو دفاعی ضروریات کیلیے لیے گئے قرضے کی سند کے طور پر جاری کی گئی ہو۔

3 – خاص ڈپازٹ سرٹیفکیٹ: اس سے مراد کسی خاص ضرورت کیلیے لیے گئے قرضے کی سند کے طور پر جاری کردہ دستاویز ہے۔

4 – فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹ: حکومت نے لوگوں سے بیرونی کرنسی بطور قرض لینے کے لیے جو دستاویز جاری کردی ہے، اس کو انگریزی میں ''فارن ایکسچینج بیئرر سرٹیفکیٹ'' (F.E.B.C) کہتے ہیں۔ اس کا حامل حکومت کا دائن ہوتا ہے، وہ جب چاہے یہ سرٹیفکیٹ پیش کرکے بیرونی کرنسی دوبارہ حاصل کرسکتا ہے۔ اس پر سالانہ بارہ فیصد سود بھی ملتا ہے اور وہ اس کو بیچ بھی سکتا ہے۔ جس بازار میں شیئرز یا قرضے کی دستاویزات حامل کے علاوہ کسی اور شخص کو فروخت کی جاتی ہو، اس کو اردو میں ''ثانوی بازار'' اور انگریزی میں ''سیکنڈری مارکیٹ'' (Secondary Market) کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 21: کمپنی کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب:

کمپنی کی شرعی حیثیت، یعنی کمپنی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں بنیادی طور پر علمائے معاصرین کے تین نقطہ نظر ہیں:

1 – کمپنی شرکت کی ایک صورت تو ہے، لیکن شرکت کی معروف چار اقسام اور مضاربت میں سے کسی میں بھی مکمل طور پر داخل نہیں، اس لیے جائز نہیں۔

2 – چونکہ فقہائے کرام نے شرکت کی مروجہ صورتوں کا استقراء کرکے یہ اقسام بیان فرمائی ہیں اور یہ اقسام منصوص نہیں، لہٰذا صرف اس وجہ سے کہ کمپنی شرکت کی مذکورہ اقسام میں

داخل نہیں، اس کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا بشرطیکہ وہ شرکت کے اصولِ منصوصہ کے خلاف نہ ہو۔

3 — حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کمپنی اپنی حقیقی روح کے اعتبار سے شرکت عنان میں داخل ہے''۔ (امداد الفتاویٰ: 349/4)

کمپنی میں دو چیزیں شرعاً خاص طور پر قابلِ غور ہیں: قانونی وجود اور محدود ذمہ داری۔

قانونی وجود:

پہلا یہ کہ کمپنی کا مستقل قانونی وجود ہوتا ہے جس کو ''شخصِ قانونی'' کہتے ہیں، مگر شرکت کا الگ کوئی قانونی وجود نہیں۔ شریعت میں اگرچہ ''شخصِ قانونی'' کی اصطلاح موجود نہیں، لیکن اس کے درج ذیل نظائر موجود ہیں:

1 — وقف:

وقف درحقیقت ایک شخص قانونی ہے، اس لیے کہ یہ شخص حقیقی کی طرح، مالک، دائن اور مدیون ہوتا ہے، مدعی اور مدعی علیہ بنتا ہے۔

2 — بیت المال:

یہ بھی ایک شخص قانونی ہے، اس لیے کہ بیت المال کے مال میں کوئی شخص، ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا، بیت المال ہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ پھر بیت المال کے دو حصے ہوتے ہیں: بیت مال الصدقۃ اور بیت مال الخراج۔

امام زیلعی فرماتے ہیں ''اگر ایک حصے میں مال نہ ہو تو بوقت ضرورت دوسرے حصے سے قرض لیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ایک حصہ دائن اور دوسرا حصہ مدیون ہوگا''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المال کی ہر مد ایک مستقل شخص قانونی ہے۔

3 — ترکہ مستغرقہ بالدین:

اگر کسی میت پر اتنا قرضہ ہو کہ پورے ترکے سے ادا نہ ہوسکتا ہو تو اسے ''ترکہ مستغرقہ بالدین'' کہتے ہیں۔ اس صورت میں دائنین کا مدیون، نہ میت ہوتا ہے اور نہ ورثہ، بلکہ ترکہ ہی مدیون ہوتا ہے جو اس کے شخص قانونی ہونے کی علامت ہے۔

4 — خلطۃ الشیوع:

اگر چند لوگوں کا مال مشاع طور پر مشترک ہو تو اسے ''خلطۃ الشیوع'' کہتے ہیں۔ ائمہ

ثلاثہ کے ہاں زکاۃ اس مال کے مجموعے پر ہوتی ہے، انفراداً ہر شخص پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''خلطۃ الشیوع'' ائمہ ثلاثہ کے ہاں ایک شخص قانونی ہے۔

محدود ذمہ داری:

دوسری قابل غور چیز کمپنی کی ''محدود ذمہ داری'' ہے کمپنی اور شیئرز ہولڈرز کی ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں دونوں کی نظیر موجود ہے۔

شیئرز ہولڈرز کی محدود ذمہ داری کی نظیر یہ ہے کہ رب المال جب مضارب کو دوسرے سے قرض لینے کی اجازت نہ دے تو مضاربت میں رب المال کی ذمہ داری اس کے سرمایے تک محدود ہوتی ہے۔

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ مضاربت میں مضارب کی ذمہ داری محدود نہیں ہوتی، لہٰذا قرض دینے والا، رب المال کے سرمایے سے زائد دیون، مضارب سے وصول کرسکتا ہے، لہٰذا اگر کوئی فرد یا ادارہ کمپنی کو کمپنی کے اثاثوں سے زائد قرض دے دے تو اثاثوں سے زائد دین کسی سے وصول نہیں کیا جاسکے گا، بلکہ ضائع ہوجائے گا۔

اسی اشکال کی بناء پر بعض علمائے عصر نے فرمایا ہے کہ محدود ذمہ داری کا تصور شرعاً درست نہیں، کیونکہ اس سے لوگوں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں، لہٰذا کم از کم ڈائریکٹران کی ذمہ داری غیر محدود ہونی چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کمپنی کو شخص قانونی مان لیا جائے تو پھر کمپنی کی محدود ذمہ داری کو ماننا مشکل نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس کی نظیر یہ ہے کہ شخص حقیقی جب مفلس اور دیوالیہ ہوجائے تو قرض خواہ صرف اس کے اثاثوں سے دین وصول کرسکتے ہیں، اس سے مزید کا مطالبہ نہیں کرسکتے اور اگر وہ حالت افلاس میں مرجاتا ہے تو قرض خواہوں کے دیون ضائع ہوجائیں گے۔

اسی طرح کمپنی اگر دیوالیہ ہوکر تحلیل ہوجائے تو یہ اس کا مفلس ہونا اور پھر بحالت افلاس مرجانا ہے، لہٰذا اس کی ذمہ داری بھی اس کے اثاثوں تک محدود ہوگی۔

لمیٹڈ کمپنی کی نظیر:

لمیٹڈ کمپنی کی نظیر ''عبد ماذون فی التجارۃ'' ہے، یعنی آقا جب اپنے غلام کو تجارت کی

اجازت دے دیتا ہے تو وہ جو تجارت کرتا ہے، وہ بھی اس کے آقا کی مملوک ہوتی ہے۔ اس تجارت میں اگر اس غلام پر دیون واجب ہوں تو وہ اس غلام کی قیمت کی حد تک محدود ہوں گے، اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ غلام سے ہو سکتا ہے اور نہ ہی مالک سے، بلکہ وہ دیون ضائع ہو جائیں گے۔ جس طرح مالک کے زندہ ہونے کے باوجود دائنین کا حق ضائع ہو جاتا ہے، اسی طرح شیئر ہولڈرز کے زندہ ہوتے ہوئے بھی دائنین کا حق ضائع ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر 22: ضمان الاکتتاب (انڈر رائٹنگ) کی شرعی حیثیت بیان کریں۔

جواب:

جب کوئی نئی کمپنی قائم ہو جائے تو وہ کسی مالیاتی ادارے یا بینک سے ضمانت لیتی ہے کہ اگر اس کے جاری کردہ شیئرز لوگوں نے نہ لیے تو وہ لے لے گا اور وہ اس ضمانت پر کمیشن لیتا ہے۔ اس کو عربی میں "ضمان الاکتتاب" اور انگریزی میں "انڈر رائٹنگ" کہتے ہیں، شرعاً اس کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں:

1 ۔ فقہی اعتبار سے یہ ضمانت "ضمان یا کفالت" نہیں ہے، اس لیے کہ کفالت یا ضمان تو دیون واجبہ میں ہوتی ہے اور شیئرز لینا واجب نہیں، بلکہ یہ صرف "اپنے اوپر کسی چیز کو لازم کر لینا" ہے جس کو احناف "وعدہ" کہتے ہیں جو دیانتاً لازم اور قضاءً غیر لازم ہوتا ہے اور مالکیہ اس کو "التزام" کہتے ہیں جو بعض صورتوں میں قضاءً بھی لازم ہوتا ہے۔ یہاں بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مالکیہ کے قول پر یہ التزام قضاءً بھی لازم ہوگا۔

2 ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر لیے جانے والا کمیشن بلاعوض ہے جو فقہی اعتبار سے رشوت کے دائرے میں آتا ہے، البتہ مالیاتی ادارہ یا بینک ضمانت دینے سے پہلے کمپنی کے بارے میں تحقیق کرنے اور جائزہ لینے کا حقیقی خرچ لے سکتا ہے۔

اس کمیشن کا متبادل یہ ہو سکتا ہے کہ بینک یا مالیاتی ادارہ ضمانت دینے کی بجائے یہ معاہدہ کر لے کہ جو شیئرز نہیں خریدے جائیں گے، میں ان کے خریدار مہیا کروں گا۔ یہ دلالی سمسرہ کے دائرے میں آتا ہے جس پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔

بعض معاصرین نے اس ضمانت پر کمیشن لینے کی بجائے یہ تجویز پیش کی ہے کہ "ضمان الاکتتاب"، یعنی بینک یا مالیاتی ادارے کو کمیشن دینے کی بجائے حصے کم قیمت پر فروخت کر دے

جائیں، لیکن یہ صورت بھی شرعاً جائز نہیں، اس لیے کہ حصہ لینے سے کمپنی کے ساتھ شرکت قائم ہوتی ہے اور شرکت کے آغاز میں اثاثوں کا ایک خاص حصہ کسی شریک کو دوسرے شرکاء سے کم قیمت پر بیچنا جائز نہیں۔

سوال نمبر 23: شیئرز کی شرعی حیثیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

جواب:

بعض علمائے عصر کی رائے یہ ہے کہ شیئرز دیگر قرضوں کی دستاویزات، مثلاً بانڈز وغیرہ کی طرح اس بات کی دستاویز ہیں کہ اس شخص نے کمپنی کو اتنی رقم دے رکھی ہے۔ اس نقطۂ نظر کی بنا پر شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں اور ان پر زکاۃ بھی نہیں، لیکن یہ قول مرجوح ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ شیئرز محض قرضے کی شہادت نہیں، بلکہ یہ کمپنی کے اثاثوں میں شیئر ہولڈرز کی متناسب ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں، لہٰذا شیئرز کی خرید و فروخت دراصل کمپنی کے اثاثوں، یعنی "نقد، دیون، جامد اثاثوں اور اموال تجارت" میں سے ہر ایک میں اپنی متناسب ملکیت کی خرید و فروخت ہے، اس قول کے مطابق شیئرز کی خرید و فروخت کے جواز کے لیے چار شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

1 ۔ کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہو۔

2 ۔ قیمت اسمیہ سے کم و بیش پر بیچنے کے لیے ضروری ہے کہ کمپنی کے اثاثے صرف نقدی کی شکل میں نہ ہوں، بلکہ بلڈنگ، مشینری یا سامان تجارت بھی ہو، کیونکہ یہ مسئلہ "مدِ عجوہ، سیف محلّی اور منطقہ مفضضہ" والے مسئلے کی طرح ہے جس میں ربوی اور غیر ربوی سے مخلوط مال کو خالص مال ربوی کے عوض بیچا جاتا ہے اور یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہوتا ہے کہ خالص مالِ ربوی، مخلوط ربوی سے زیادہ ہو۔ لہٰذا یہاں بھی یہ شرط ہوگی کہ ہر شیئر کے حصے میں کمپنی کے نقود اور دیون کی جتنی مقدار آتی ہے، کل قیمت اس سے زیادہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں مخلوط کی خالص مال ربوی سے بیع ہونے کی وجہ سے شیئرز کی خرید و فروخت جائز نہیں، البتہ بعض شافعیہ کے ہاں اگر کمپنی کے اثاثے نقود سے زیادہ ہیں تو شیئرز کی خرید و فروخت جائز ہوگی، ورنہ نہیں۔

3 ۔ اگر کمپنی سود پر قرضہ لیتی ہو تو مالکِ حصص، سود لینے کے خلاف مؤثر آواز اٹھائے

گا۔ بعض معاصرین نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اگر کمپنی کسی بھی درجے میں سود لینے میں ملوث ہو تو اس کے شیئرز لینا جائز نہیں، شرعاً احتیاط اسی میں ہے۔

4 – اگر کمپنی کی آمدنی میں سود شامل ہو تو نفع کی اتنی مقدار صدقہ کر دے۔

شیئرز کی تجارت:

شیئرز اس نیت سے خریدنا کہ قیمت بڑھنے کی صورت میں فروخت کر کے نفع کماؤں گا، شیخ محمد صدیق الضریر کے ہاں جائز نہیں، کیونکہ یہ صرف تخمین (اسپیکولیشن:Speculation) پر مبنی ہے، البتہ اگر کمپنی کے نفع ونقصان میں شریک ہو کر سرمایہ کاری کے لیے شیئرز خریدے جائیں تو یہ جائز ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ جب شیئرز کو قابل خرید وفروخت مان لیا گیا ہے تو نیت کی بنیاد پر جواز اور عدم جواز کی تفریق صحیح نہیں، کیونکہ تخمین بذات خود حرام نہیں، کیونکہ وہ تو ہر تجارت میں ہوتی ہے۔ البتہ بیع وشراء کی شرعی شرائط کی رعایت نہ رکھنا صحیح نہیں، لہٰذا:

1 – اگر کمپنی ابھی تک وجود میں نہیں آئی تو اس کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

2 – اگر شیئرز کا لینا دینا مقصود نہ ہو، صرف نفع ونقصان برابر کر کے نفع کمانا مقصود ہو تو یہ بھی جائز نہیں۔

3 – غائب سودے جن میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہے جائز نہیں۔

4 – حاضر سودے جائز ہیں۔

5 – حاضر سودے میں بھی شیئرز کے قبضے میں دو یا تین ہفتے تاخیر ہوتی ہے، لہٰذا حاضر سودا کرنے کے بعد شیئرز وصول کرنے سے پہلے بھی اس کا آگے بیچنا فی نفسہ جائز ہے، کیونکہ اس خریداری سے اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کے تمام حقوق اور ذمہ داریاں خریدار کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں اور یہ مشتری کے ضمان میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع قبل القبض دو وجہوں سے ممنوع ہوتی ہے:

اول یہ کہ مبیع مقدور التسلیم نہیں ہوتی اور دوسری یہ کہ قبضے سے پہلے مبیع بائع کے ضمان میں نہیں آتی اور ''ربح مالم یضمن'' لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں، مگر عرف میں شیئر کا قبضہ اس وقت سمجھا جاتا ہے جب وہ سرٹیفکیٹ ہاتھ میں آجائے، اس لیے یہ بیع جائز نہیں ہونی چاہیے، لہٰذا ان متعارض جہات کی موجودگی میں احتیاطاً سرٹیفکیٹ پر قبضہ کرنے سے پہلے اس

کی بیع نہ کی جائے۔

سوال نمبر 24: کمپنی کے شیئرز پر زکاۃ کے کیا احکام ہیں؟ وضاحت سے تحریر کریں۔

جواب: شیئرز پر زکاۃ:

ائمہ ثلاثہ کے ہاں زکاۃ کمپنی پر واجب ہے، شیئر ہولڈرز پر نہیں، کیونکہ ان کے ہاں خلطۃ الشیوع کی صورت میں بھی زکاۃ مجموعہ پر ہوتی ہے، اسی طرح امام شافعی کے ہاں زکاۃ مال پر واجب ہوتی ہے، انسان پر نہیں۔

حنفیہ کے ہاں چونکہ خلطۃ الشیوع کا اعتبار نہیں اور زکاۃ بھی انسان پر واجب ہوتی ہے، اس لیے کمپنی پر بحیثیت شخصِ قانونی زکاۃ واجب نہیں، بلکہ شیئر ہولڈرز پر واجب ہے۔

دوسری بات:

اگر بریک اپ ویلیو (Break Up Value) یعنی کمپنی تحلیل ہو جانے کی صورت میں ہر شیئر کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جتنا حصہ آتا ہے، وہ معلوم ہو سکتا ہو تو اسی قیمت کے اعتبار سے زکاۃ دی جائے، ورنہ بازاری قیمت، زکاۃ کے حساب کی بنیاد بنے گی۔ اس پر معاصرین علماء کا اتفاق ہے۔

تیسری بات:

شیخ ابو زہرہ مرحوم کی رائے یہ ہے کہ شیئرز خود عروض تجارت ہیں، لہٰذا ان کی پوری مارکیٹ ویلیو پر زکاۃ ہوگی۔ اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ شیئر کے پیچھے کتنے اثاثے قابلِ زکاۃ، یعنی ''نقود، اموال تجارت وغیرہ'' ہیں اور کتنے ناقابل زکاۃ، یعنی ''بلڈنگ، مشینری وغیرہ''۔

دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ شیئرز کے پیچھے قابلِ زکاۃ اثاثوں پر زکاۃ واجب ہے، ناقابل زکاۃ اثاثوں پر زکاۃ نہیں۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی رائے یہ ہے کہ اگر شیئر ہولڈر نے کمپنی کے منافع میں شرکت کے لیے شیئرز لیے ہیں اور قابل زکاۃ وناقابل زکاۃ اثاثوں کی تحقیق بھی ممکن ہے تو زکاۃ صرف قابل زکاۃ اثاثوں پر ہوگی اور اگر یہ تحقیق ممکن نہ ہو یا تجارت کے لیے شیئرز خریدے ہیں تو احتیاطاً پوری بازاری قیمت پر زکاۃ ہوگی۔

چوتھی بات:

کمپنی پر جو دیون ہیں، وہ منہا کر کے زکاۃ دی جائے یا ان کو منہا نہیں کیا جائے گا؟

حضرت کی رائے یہ ہے کہ اگر لیے ہوئے قرضے سے قابل زکاۃ چیزیں خریدی گئی ہیں تو یہ قرضے مستثنیٰ ہوں گے اور اگر نا قابل زکاۃ چیزیں خریدی گئی ہیں تو مالکیہ اور شافعیہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے یہ قرضے مستثنیٰ نہیں ہوں گے۔

سوال نمبر 25: زر اور کرنسی سے کیا مراد ہے؟ ان میں فرق کیا ہے؟ نیز کرنسی کی اقسام بیان کریں۔

جواب: زر:

زر وہ چیز ہے جو عرفاً آلۂ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہو، قدر کا پیمانہ ہو اور اس کے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہو۔ اسے عربی میں "النقد" اور انگریزی میں "منی" (Money) کہتے ہیں۔

مالیت کے تحفظ سے مراد یہ ہے کہ عام حالات میں (برخلاف دوسری چیزوں کے) اس کی ذاتی قیمت یکساں رہتی ہے اور جب چاہیں، اس سے کوئی بھی چیز خریدی جاسکتی ہے۔

کرنسی:

کرنسی وہ زر ہے جس کو کسی خاص ملک میں قانوناً آلۂ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، جیسے: پاکستان میں روپیہ۔ اس کو اردو میں "زرِ قانونی" عربی میں "عملة قانونية" اور انگریزی میں "لیگل ٹینڈر" (Legal Tender) کہتے ہیں۔

زر اور کرنسی میں فرق:

زر عام ہے اور کرنسی خاص، یعنی زر میں [تین خصوصیت کے باوجود] یہ ضروری نہیں کہ قانوناً بھی اس کو جبری آلۂ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، جیسے: چیک، انعامی بانڈ وغیرہ، مثلاً اگر کوئی شخص اپنا حق انعامی بانڈ کی صورت میں لینے پر آمادہ نہ ہو تو اس کو قانوناً بانڈ لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

کرنسی کی اقسام:

کرنسی کی دو قسمیں ہیں: محدود زرِ قانونی اور غیر محدود زرِ قانونی۔

محدود زرِ قانونی:

یہ وہ کرنسی ہے جس میں ایک خاص حد تک قانوناً ادائیگی کی جاسکتی ہے، اگر اس سے زائد مقدار میں ادائیگی کرنی ہو تو قانوناً کسی کو اسے لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، جیسے: "چونی"۔ اسے اردو میں "محدود زرِ قانونی" عربی میں "عملة قانونية محدودة" اور انگریزی میں "لمیٹڈ لیگل ٹینڈر" (Limited Legal Tender) کہتے ہیں۔

غیر محدود زر قانونی:

یہ وہ کرنسی ہے جس میں قانوناً ادائیگی کی حد مقرر نہ ہو، جیسے: کاغذ کا روپیہ وغیرہ۔ اسے اردو میں "غیر محدود زر قانونی" عربی میں "عملة قانونية غير محدودة" اور انگریزی میں "اَن لمیٹڈ لیگل ٹینڈر" (Unlimited Legal Tender) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 26: نظام زر کی ابتدا کیسے ہوئی؟ نیز مختلف نظامہائے زر کو مرحلہ وار ذکر کریں۔

جواب:

1 – انسانی ارتقاء کے ابتدائی مراحل میں لوگ سامان کے بدلے سامان کی بیع کرتے تھے، اس کو عربی میں "مقايضة" اور انگریزی میں "بارٹر" (Barter) کہتے ہیں۔ اس میں دو خامیاں تھیں:

پہلی یہ کہ سامان کا نقل وحمل مشکل تھا اور دوسری یہ کہ طلب ورسد کا ایک جگہ ملاپ کم ہوتا تھا۔

2 – اس کے بعد اہم اشیاء، مثلاً گندم، جو، چمڑا وغیرہ کے بدلے لوگ سامان کی بیع کرتے تھے۔

3 – اس کے بعد سونے اور چاندی کو ثمن قرار دیا گیا، اس لیے کہ یہ ہر جگہ عالمی طور پر قابل قبول تھے اور ان کا نقل وحمل بھی آسان تھا۔

پھر شروع میں سونے کے سکے ڈھالے بغیر وزن کی بنیاد پر مبادلات ہوتے تھے، اس کے بعد سکوں کا رواج ہوگیا۔

4 – شروع شروع میں ہر ایک کو سکے ڈھالنے کی اجازت تھی، اس دور کے نظام کو اردو میں "طلائی معیار" عربی میں "قاعدة الذهب" اور انگریزی میں "گولڈ اسٹینڈرڈ" (Gold Standard) کہتے ہیں۔

5- بعد میں چاندی کے سکے بھی شروع ہوئے۔ اس دور کے نظام کو اردو میں "دودھاتی معیار"، عربی میں "نظام المعدنين" اور انگریزی میں "بائی میٹلک اسٹینڈرڈ" (Bi Metallic Standard) کہتے ہیں۔

6 – اس کے بعد لوگ اپنا سونا اور چاندی صرافوں اور امانت دار لوگوں کے پاس

رکھواتے اور رسید لے لیتے۔ پھر بوقت ضرورت رسید دکھا کر اپنا سونا یا چاندی واپس لیتے، لیکن رفتہ رفتہ لوگوں نے سونے، چاندی کی بجائے انہی رسیدوں سے خرید و فروخت شروع کر دی۔ یہ درحقیقت نوٹ کی ابتدا تھی۔ پھر شروع شروع میں ہر شخص کو رسید، یعنی نوٹ جاری کرنے کی اجازت تھی، لیکن یہ نوٹ ''زرِ قانونی'' نہیں تھے۔

7 – بعد میں یہ نوٹ ''زرِ قانونی'' قرار پائے اور حکومت کے منظور کردہ ادارے، یعنی بینک ہی اسے جاری کر سکتے تھے۔ پھر شروع شروع میں عام تجارتی بینک بھی نوٹ جاری کرتے تھے، لیکن بعد میں یہ اختیار صرف مرکزی بینک کو دے دیا گیا۔

8 – نوٹ کے زرِ قانونی بننے کے بعد ابتداءً اس کے پیچھے سو فیصد سونا ہوتا تھا اور قانوناً یہ پابندی تھی کہ کسی بھی ملک کے پاس جتنا سونا ہو، وہ اتنے ہی نوٹ جاری کر سکے گا۔ اس نظام کو عربی میں ''قاعدة سبائک الذهب'' اور انگریزی میں ''گولڈ بلین اسٹینڈرڈ'' (Gold Bullion Standard) کہتے ہیں۔

9 – پھر نوٹ کے پیچھے سونے کی فیصد شرح گھٹتی چلی گئی۔ ایسے نوٹ کو جن کے پیچھے سو فیصد سونا نہ ہو، عربی میں ''نقود الثقة'' اور انگریزی میں ''فیجو شری منی'' (Fiduciary Money) کہتے ہیں۔

10 – پھر رفتہ رفتہ سونے کی شرح صفر فیصد رہ گئی اور ملکی معاملات میں نوٹ کی پشت پر سونے کا وجود ضروری نہ رہا۔ ایسے نوٹوں کو عربی میں ''النقود الرمزية'' اور انگریزی میں ''ٹوکن منی'' (Token Money) کہتے ہیں۔ اس دوران بیشتر ممالک نے اپنے نوٹوں کو ڈالر سے وابستہ کر دیا اور چونکہ امریکا نے ڈالر کی پشت پر سونا رکھا ہوا تھا، اس لیے ان ملکوں کے نوٹوں کی پشت پر بھی بالواسطہ سونا تھا۔

11 – امریکا نے بھی 1971ء میں سونے سے ڈالر کی وابستگی ختم کر دی اور ڈالر صرف ایک بین الاقوامی آلۂ تبادلہ رہ گیا۔ اب نوٹ صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے جس کو اصطلاحی ثمن کہتے ہیں۔

سوال نمبر 27: مختلف ملکوں کی کرنسیوں کے باہمی تبادلے کی شرح کیسے متعین ہوتی ہے؟

جواب: شرح مبادلہ کا تعین:

1880ء سے 1913ء تک دنیا میں طلائی نظام رائج تھا جس میں ہر ملک کی کرنسی سونے کی

ایک مخصوص مقدار کی نمائندگی کرتی تھی۔ اس وقت دو ملکوں کی کرنسیوں میں تبادلے کی شرح ان کرنسیوں کی پشت پر موجود سونے کی مقدار کے تناسب سے طے ہوتی تھی، مثلاً: انگلینڈ کے پاؤنڈ کے پیچھے چار تولے اور امریکی ڈالر کے پیچھے دو تولے سونا ہو تو ایک پونڈ کا دو ڈالر سے تبادلہ ہوگا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد عالمی اقتصادی نظام درہم برہم ہوا اور 1930ء میں تمام ممالک نے کساد بازاری کی وجہ سے نوٹ پر سونا دینا بند کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ اقتصادی طور پر تباہ ہوا، جبکہ امریکا سونے کے ذخائر کی وجہ سے اقتصادی طور پر مستحکم تھا۔

1944ء میں امریکا کے تعاون سے متعدد ممالک نے یورپ کی تعمیر نو کے لیے امریکی شہر ''بریٹن ووڈز'' میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں ''عالمی تجارت، سرمایہ کاری اور نیا عالمی نظامِ زر'' بنانے پر بحث ہوئی۔ اس کانفرنس میں اس مقصد کے لیے تین ادارے قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور ساتھ ساتھ ایک نظام طے کیا گیا جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

بریٹن ووڈز کانفرنس کے تین ادارے درج ذیل ہیں:

1 – بین الاقوامی تجارتی تنظیم:

اسے عربی میں ''منظمة التجارة الدولية'' اور انگریزی میں ''انٹرنیشنل ٹریڈ آرگنائزیشن'' کہتے ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سولہویں صدی سے اٹھارویں صدی تک ''مرکنٹائل ازم'' (Mercantilism) یعنی ''مذهب التجاريين'' کا نظریہ بہت مقبول تھا، وہ یہ تھا کہ ہر ملک اقتصادی ترقی کے لیے اپنا سونا بڑھائے، برآمدات کو فروغ دے اور درآمدات میں رکاوٹیں ڈالے۔

بعد میں اس نظریے کے بجائے دوسرا نظریہ مقبول ہوا، وہ یہ کہ اقتصادی ترقی کے لیے عالمی تجارت کو فروغ دیا جائے اور عالمی تجارت میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ''بریٹن ووڈز کانفرنس'' میں مذکورہ ادارے کا قیام طے پایا گیا۔

امریکا چونکہ زرعی ملک تھا اور اگر بیرونی تجارت فروغ پاتی تو اس کے کسان زراعت چھوڑ کر تجارت کا پیشہ اختیار کر لیتے، اس لیے ابتدا میں امریکا اس ادارے کے قیام کا مخالف تھا اور دوسرے ممالک قیام کا مطالبہ کر رہے تھے۔ آخر کار 1948ء میں باہمی مصالحت سے ایک اور ادارے ''محصولات و تجارت کا معاہدۂ عام'' وجود میں آیا جسے انگریزی میں ''جنرل ایگریمنٹ آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ'' (General AGreement On Tariff

and Trade) عربی میں ''الاتفاقیة العامة للتصرفات الجمرکیة والتجارۃ'' اور اختصار کے ساتھ ''گیٹ'' (GATT) بھی کہتے ہیں۔

اس معاہدے میں زرعی چیزوں کو مستثنیٰ کر کے دیگر مصنوعات میں عالمی تجارت کو فروغ دینے کے لیے درج ذیل اصول طے ہوئے:

1 – کوئی ملک عالمی تجارت میں کوئی پابندی یا رکاوٹ عائد نہیں کرے گا۔

2 – کوئی ملک کسی ملک کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرے گا۔

3 – کسی ملک پر امتیازی محصول نہیں لگایا جائے گا۔

4 – غریب ممالک کو بیرونی مصنوعات پر زیادہ محصول لگانے کی اجازت ہوگی تاکہ ان کے مقابلے میں ملکی مصنوعات سستی ہوں اور وہ فروغ پائیں۔

5 – کوئی بھی تجارتی نزاع ''گیٹ'' (GATT) کے ذریعے باہمی افہام و تفہیم سے حل کیا جائے گا۔

2 – عالمی مالیاتی فنڈ:

اسے عربی میں ''صندوق النقد الدولی'' اور انگریزی میں ''انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ'' (International Monetary Found) کہتے ہیں جس کا مخفف ''آئی، ایم ایف'' (I.M.F) ہے۔ 1944ء میں اس ادارے کا قیام طے ہوا اور 1948ء میں یہ وجود میں آیا۔

☆ جس طرح ایک ملک کے کئی بینکوں کا مرکزی بینک ''سینٹرل بینک'' ہوتا ہے، اسی طرح کئی ممالک کے سینٹرل بینکوں کا مرکزی بینک ''آئی، ایم، ایف'' ہے۔

☆ یہ مختلف ملکوں کو قلیل المیعاد قرضے دیتا ہے۔

☆ ہر ملک کا ''آئی، ایم، ایف'' میں ایک ''کوٹا'' (Quota) ہوتا ہے جو اس ملک کی تجارت کا عالمی تجارت کے ساتھ تناسب دیکھ کر مقرر کیا جاتا ہے، مثلاً فلاں ملک کا ''عالمی تجارت'' میں پانچ فیصد حصہ ہے، لہٰذا اس ملک کو پانچ فیصد کوٹہ ملے گا جو اتنے ڈالروں میں ہوگا۔

☆ ہر ملک اپنے کوٹے کا پچیس فیصد (25%) سونے اور پچھتر فیصد (75%) اپنی ملکی کرنسی میں ''آئی، ایم، ایف'' کے پاس جمع کراتا ہے۔ پھر ہر ملک کو فنڈ جمع کرانے پر ''آئی، ایم، ایف'' سے قرض لینے کا حق ملتا ہے، جس کو عربی میں ''حقوق السحب'' اور انگریزی

میں ''ڈرائنگ رائیٹس'' (Drawing Rights) کہتے ہیں۔

☆ قرض لینے کا حق ''جمع کرائی ہوئی رقم'' کی متناسب شرح پر ملتا ہے، مثلاً ہر ملک اپنی جمع کرائی ہوئی رقم کا پانچ گنا قرض لے سکے گا۔

☆ پھر اس قرضے کو کئی حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر حصے کو ''ٹرانچ'' (Tranche) کہتے ہیں۔ پہلی ٹرانچ اس قرضے کا پچیس فیصد ہوتا ہے۔ یہ ٹرانچ بغیر کسی شرط کے اور کم سود پر ملتی ہے۔ اس کو ''گولڈ ٹرانچ'' (Gold Tranche) کہتے ہیں۔ اس کے بعد والی ٹرانچوں میں ''آئی، ایم، ایف'' بہت سی شرائط عائد کر دیتا ہے اور سود بھی بڑھا دیتا ہے۔ ان کو ''کنڈیشنلیٹی ٹرانچ'' (Conditionality Tranche) کہتے ہیں۔

☆ ''آئی، ایم، ایف'' کی پالیسیاں ممبر ممالک کی ووٹنگ سے بنتی ہیں اور ووٹنگ کا حق کوٹے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

☆ ''آئی، ایم، ایف'' میں ایک اکاؤنٹ ہوتا ہے جس کو عربی میں ''حقوق السحب الخاصة'' اور انگریزی میں ''اسپیشل ڈرائنگ رائٹس'' (Special Drawing Rights) کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے ''S.D.R'' کہتے ہیں۔ اس میں ممبران یہ طے کر لیتے ہیں کہ اس سال مجوزہ قرضوں کے علاوہ مزید اتنے قرضے دیے جا سکتے ہیں۔ ان قرضوں کی تقسیم بھی کوٹے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

3 – عالمی بینک:

تیسرا ادارہ ''عالمی بینک'' ہے، جس کو عربی میں ''البنک الدولی للانشاء والتعمیر'' اور انگریزی میں ''انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ'' (International Bank for Reconstruction and Development) کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے ''آئی، بی، آر، ڈی'' کہتے ہیں۔ آج کل اس کا معروف نام ''ورلڈ بینک'' (World Bank) ہے۔

یہ طویل المیعاد قرضے دیتا ہے جن کی مدت پندرہ سے تیس سال تک ہوتی ہے اور اس کے علاوہ یہ پالیسی ساز قرضے بھی دیتا ہے۔

سوال نمبر 28: ''بریٹن ووڈز کانفرنس'' کا نظام شرح مبادلہ کیا تھا؟ وہ کیوں زوال پذیر ہوا؟ اور اس کے بعد شرح مبادلہ کے لیے کون کون سے نظریے پیش کیے گئے؟

جواب:

کانفرنس نے نیا نظامِ مبادلہ بنام ''بریٹن ووڈز سسٹم آف ایکسچینج ریٹ'' (Bretton woods System of Exchange Rate) متعارف کرایا جس میں کرنسی کی قدر کا پیمانہ بنیادی طور پر سونا ہی تھا، لیکن عالمی تجارت میں آلۂ تبادلہ ڈالر کو قرار دیا گیا، کیونکہ امریکا نے ڈالر کو سونے سے وابستہ کر دیا تھا اور طریقہ یہ تھا کہ ہر ملک کا صرف مرکزی بینک امریکا کو ڈالر دے کر اس سے سونا لے سکتا تھا۔ اس طرح تمام ممالک کی کرنسی بواسطہ ڈالر کے سونے سے وابستہ تھی۔

اس مرحلے پر ''آئی، ایم، ایف'' میں دو معاہدے بھی ہوئے:

☆ ایک یہ کہ ہر ملک اپنی کرنسی کی شرح بیک وقت ڈالر اور سونے دونوں سے بتائے گا۔

☆ دوسرا یہ کہ کسی ملک کی کرنسی کی جو قیمت ڈالر سے طے ہوئی ہے، اگر اس کرنسی کی قیمت طے شدہ ریٹ سے دو فیصد سے زیادہ بڑھ گئی یا گر گئی تو مرکزی بینک قیمتوں پر اثر انداز ہو کر کرنسی کو طے شدہ قیمت پر لائے گا۔

اس نظام میں چونکہ شرح مبادلہ طے شدہ تھا، اس لیے اس کو ''فکسڈ ایکسچینج ریٹ سسٹم'' (Fixed Exchange Rate System) اور ''نظام سعر الصرف الثابت'' کہتے ہیں۔

اس نظام میں ''طلائی نظام'' کی ایک خوبی کہ ''ریٹ ایک ہی رہتا تھا'' کو برقرار رکھا گیا اور اس کی ایک خامی کہ ''شرح مبادلہ کی تبدیلی میں حکومت کا عمل دخل نہ تھا'' کو اس طرح دور کیا گیا کہ شرح مبادلہ میں تبدیلی کی گنجائش رکھی گئی۔

اس نظام کا مدار اس پر تھا کہ کوئی سرمایہ دار ملک اپنی کرنسی پر سونا دینے کے لیے تیار ہو، چنانچہ اس وقت امریکا اس کے لیے تیار تھا، مگر عملاً امریکا سے کسی نے مطالبہ نہیں کیا۔ بعد میں فرانس نے امریکا سے ڈالر پر سونا دینے کا مطالبہ کیا جس سے دونوں ملکوں کے حالات اور تعلقات سازگار نہ رہے اور 1971ء میں امریکا نے ڈالر کے بدلے سونا دینے سے انکار کیا

اور یوں یہ نظام ختم ہوا۔

اس کے بعد شرح مبادلہ کے نظام کے لیے دو نظریے پیش کیے گئے:

1- ایک یہ کہ جس طرح باقی چیزوں کا ریٹ ''طلب و رسد'' کی بنیاد پر طے ہوتا ہے، اسی طرح کرنسی ریٹ بھی بین الاقوامی تجارتی منڈی میں ''طلب و رسد'' کی بنیاد پر طے ہوتا رہے گا۔ اس نظریے کو انگریزی میں ''فری فلوٹنگ ایکسچینج ریٹس'' (Freely Floating Exchange Rates) اور عربی میں ''أسعار الصرف العائمة الحرة'' کہتے ہیں۔

2- دوسرا یہ کہ اگرچہ اصولی طور پر کرنسی کا ریٹ ''طلب و رسد'' سے طے ہوتا رہے گا لیکن اگر ریٹ میں بہت زیادہ افراط یا تفریط ہونے لگے تو حکومت مداخلت کرے گی۔ اس نظریے کو انگریزی میں ''منیجڈ فلوٹنگ ایکسچینج ریٹس'' (Managed Floating Exchange Rates) اور عربی میں ''أسعار الصرف العائمة'' کہتے ہیں۔

سوال نمبر 29: موجودہ دور میں کرنسی (کاغذی نوٹ) کے بارے میں ماہرین معاشیات اور فقہائے کرام کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب: ماہرین معاشیات کا نقطۂ نظر:

1- اکثر ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ نوٹ ایک آلۂ تبادلہ ہے اور اب اس کے پیچھے سونے کی بجائے متفرق اشیاء کا مجموعہ ہے۔ جس کو عربی میں ''سلة البضائع'' اور انگریزی میں ''باسکٹ آف گڈز'' (Basket of Goods) کہتے ہیں۔

2- بعض ماہرین یہ کہتے ہیں کہ نوٹ کی ذاتی قیمت کچھ نہیں، بلکہ یہ ایک زر اصطلاحی اور ثمن عرفی ہے۔

فقہائے کرام کا نقطۂ نظر:

1- ماضی قریب میں علمائے ہند نے کہا تھا کہ نوٹ صرف ''دین'' (قرض) کی رسید ہے اور نوٹ کسی کو دینا ''دین'' کا حوالہ ہے۔ اسی نظریے پر درج ذیل احکام متفرع ہوتے ہیں:

☆ نوٹ سے اس وقت تک زکاۃ ادا نہیں ہوگی جب تک فقیر اس سے کوئی چیز نہ خریدے۔

☆ نوٹ سے سونے اور چاندی کی خریداری جائز نہیں۔

☆ دونوٹوں کا آپس میں تبادلہ بھی جائز نہیں۔ (لأنه بيع الكالي بالكالي)

یہ نقطۂ نظر اس لیے مخدوش ہے کہ چونکہ نوٹ کے پیچھے سونا نہ رہا، اس لیے اب اسے دَین کی رسید نہیں کہا جاسکتا۔

2 - ایک نظریہ یہ ہے کہ ایک روپیہ کا نوٹ خود مال ہے اور باقی نوٹ اس کی رسیدیں ہیں، اس لیے کہ ایک روپیہ کا نوٹ حکومت جاری کرتی ہے اور دیگر نوٹ اسٹیٹ بینک جاری کرتا ہے۔ یہ نظریہ اس لیے درست نہیں کہ بڑے نوٹوں کا ایک روپیہ کے نوٹوں سے ربط نہیں ہوتا۔

3 - اکثر علمائے عرب کہتے ہیں کہ نوٹوں نے سونے اور چاندی کی جگہ لے لی ہے، لہٰذا زکاۃ، بیع صرف اور ربوا وغیرہ تمام مسائل میں نوٹوں کا حکم سونے چاندی والا ہے۔ یہ نقطۂ نظر اس لیے صحیح نہیں کہ سونا اور چاندی ثمن حقیقی اور ثمن شرعی ہیں، جبکہ نوٹ ثمن اعتباری ہے، یہ سونا اور چاندی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

4- صحیح اور درست نظریہ یہ ہے کہ نوٹ خود مال ہے، مگر ثمن حقیقی نہیں، بلکہ ثمن عرفی ہے، لہٰذا نوٹ سے زکاۃ ادا ہوجاتی ہے اور نوٹ کی بیع نوٹ سے بیع صرف نہیں۔ اسی طرح اگر ایک ہی ملک کے نوٹوں کا آپس میں تبادلہ ہو تو اگر دونوں غیر متعین ہوں تو پھر باتفاقِ احناف تفاضل جائز نہیں ہے اور اگر دونوں متعین ہیں تو شیخین کے نزدیک تفاضل جائز ہے ؛(لإبطال الثمنية بتعيين العاقدين) جبکہ امام محمد کے ہاں جائز نہیں (لأن الثمنية لاتبطل بتعيين العاقدين، وعليه الفتوى سدًا لباب الربوا) اور اگر دو ملکوں کے نوٹوں میں تبادلہ ہو تو اختلافِ جنس کی وجہ سے تفاضل جائز ہے، مگر دونوں صورتوں میں ''احد البدلین'' پر قبضہ ضروری ہے۔

سوال نمبر 30: قدرِ زر، افراطِ زر، تفریطِ زر، قیمتوں کا اشاریہ اور افراطِ زر کا ادائیگیوں پر اثر کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

جواب: قدرِ زر:

کاغذی نوٹ کی اپنی حقیقی قیمت کچھ نہیں، یہ صرف کچھ اشیاء اور خدمات (گڈز اینڈ سروسز: Goods and Services) کی قوتِ خرید کی نمایندگی کرتا ہے، اسی قوت خرید کو اردو میں ''زر کی قدر'' اور انگریزی میں ''ویلیو آف منی'' (Value of Money) کہتے ہیں۔

افراطِ زر:

یہ ایک مسلمہ ضابطہ ہے کہ جب اشیاء کی قیمت کم ہوجائے تو نوٹ یعنی زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور جب اشیاء کی قیمت بڑھ جائے تو نوٹ کی قدر کم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا زر کے پھیلاؤ کے زیادہ ہونے یا دیگر عوامل، مثلا: مزدور کی اجرت بڑھ جانے کی وجہ سے اشیاء کی طلب زیادہ اور ان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں جس کی وجہ سے زر کی قدر خود بخود کم ہوجاتی ہے۔ قیمتوں کے اس اضافے اور زر کی قدر کی کمی کو اردو میں ''افراطِ زر''، عربی میں ''تَضَخُّم'' اور انگریزی میں ''انفلیشن'' (Inflation) کہتے ہیں۔

پھر افراطِ زر اگر اشیاء کی طلب بڑھ جانے کی وجہ سے ہو تو اسے عربی میں ''تضخُّم بسبب الطلب'' اور انگریزی میں ''ڈیمانڈ پل انفلیشن'' (Demand Pull Inflation) کہتے ہیں اور اگر دیگر عوامل کی وجہ سے ہو تو اسے عربی میں ''تضخم بسبب رفع الأسعار'' اور انگریزی میں ''کاسٹ پش انفلیشن'' (Cost Push Inflation) کہتے ہیں۔

تفریطِ زر:

افراطِ زر کے برعکس اگر قیمتوں میں کمی ہوجائے تو زر کی قدر میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ قیمتوں کی اس کمی اور زر کی قدر میں اضافے کو اردو میں ''تفریطِ زر'' عربی میں ''انکماش'' اور انگریزی میں ''ڈی فلیشن'' (Deflation) کہتے ہیں۔

قیمتوں کا اشاریہ:

اشیاء کی قیمتوں کو دیکھ کر قدرِ زر، افراطِ زر اور تفریطِ زر کی پیمائش معلوم کی جاتی ہے، اس کے لیے ایک حسابی طریقہ ہے جسے اردو میں ''قیمتوں کا اشاریہ'' عربی میں ''قائمة الأسعار'' اور انگریزی میں ''پرائس انڈیکس'' (Price Index) کہتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس مدت کے دوران افراط یا تفریطِ زر معلوم کرنا ہو، اس مدت کی ابتداء اور انتہاء کے وقت عام ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں لے کر ان کا اوسط معلوم کیا جاتا ہے، یعنی ان قیمتوں میں اوسطاً کتنے فیصد اضافہ یا کمی ہوئی ہے۔ یہ سادہ اوسط ہے جو قدرِ زر کی صحیح پیمائش نہیں کرسکتی، لہٰذا صحیح پیمائش کے لیے ہر چیز کی اہمیت کے مطابق [illegible] وزن دیا

جاتا ہے جسے عربی میں ''وزن البضائع'' اور انگریزی میں ''ویٹ آف کماڈٹی'' (Weight of Commodity) کہتے ہیں۔اس وزن کو سادہ اوسط میں ضرب دے کر جو اوسط حاصل ہوتی ہے، وہ اردو میں ''وزن دار اوسط'' عربی میں ''المعدل الموزون'' اور انگریزی میں ''ویٹیڈ ایوریج'' (Weighted Average) کہلاتی ہے۔اس سے قدرِ زر میں کمی بیشی معلوم کی جاتی ہے جو درحقیقت خود ایک تخمینی چیز ہے۔

افراطِ زر کا ادائیگیوں پر اثر:

نوٹ کی ایک قیمت اسمیہ ہوتی ہے جو ہمیشہ ایک ہی رہتی ہے اور دوسری قوتِ خرید ہوتی ہے جس کو عربی میں ''القیمۃ الحقیقۃ'' اور انگریزی میں ''رئیل ویلیو'' (Real Value) کہتے ہیں جو افراطِ زر کی صورت میں کم ہو جاتی ہے۔اب اگر ایک شخص کا دوسرے کے ذمے قرض ہے تو اس کی ادائیگی قیمت اسمیہ کے مطابق کی جائے گی یا قوتِ خرید کے مطابق، اس بارے میں تین نظریے ہیں:

1 ۔ نوٹ دراصل سونے کی رسید ہے، اس لیے اصل دَین سونا ہے، لہٰذا اسی مقدار کا سونا یا اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

2 ۔ نوٹ کا لین دین دراصل سونے کا لین دین ہے، لہٰذا ادائیگی سونے کی قیمت سے وابستہ ہوگی، کیونکہ اگر فلوس کی قیمت بڑھ گئی یا کم ہوگئی تو امام ابو یوسف کے ہاں ادائیگی قیمت کے اعتبار سے ہوگی۔اس کا جواب یہ ہے کہ فلوس سونے اور چاندی سے مربوط ہوتے تھے اور نوٹ مربوط نہیں، لہٰذا نوٹ کو فلوس پر قیاس کرنا صحیح نہیں، بلکہ مستقل ثمن اصطلاحی ہے۔

3 ۔ ادائیگیوں کو ''قیمتوں کے اشاریے'' سے وابستہ کیا جائے، کیونکہ نوٹ کے پیچھے آج کل صرف اشیاء کا مجموعہ ہے، لہٰذا درحقیقت اشیاء کا مجموعہ ہی قرض ہے اور ''الأ قراض تقضی بأ مثالھا'' والے قاعدے کا تقاضا یہ ہے کہ اشیاء کا مجموعہ یا اس کی قیمت ادا کی جائے جو ''قیمتوں کے اشاریے'' ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، لیکن یہ نظریہ کئی وجوہ سے صحیح نہیں:

☆ اولاً تو اس لیے کہ نوٹ کے پیچھے متعین اشیاء کا مجموعہ نہیں اور قیمتوں کا اشاریہ خود ایک تخمینی چیز ہے جس کو معیار بنانا درست نہیں۔

☆ دوسرا اس لیے کہ اس نظریے کے مطابق ادائیگی میں مثلیت باعتبار قیمت حقیقیہ ہونی

چاہیے، جبکہ شریعت میں قرض کی ادائیگی میں مثلیت کا اعتبار مقدار میں ہے، حقیقی قیمت میں نہیں۔

☆ تیسرا اس لیے کہ قیمتوں کا اشاریہ ایک تخمینی چیز ہے جس سے اموال ربویہ میں مجازفت لازم آتی ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

البتہ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ نوٹ کی قوت خرید کم ہونے کے بعد نوٹوں کی اتنی ہی مقدار واپس کرنا جتنی لی تھی، قرض خواہ پر ظلم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ روپے کی قدر کم ہونے میں قرض لینے والے کا کوئی دخل نہیں کہ ذمہ داری اس پر ڈالی جاسکے اور ہمدردی کے لیے دوسرے کو قرض دینا ایسا ہے جیسا کہ اپنے پاس رقم محفوظ کر لی جائے اور اس صورت میں تو کوئی بھی ذمہ دار نہیں، لہٰذا یہاں بھی کوئی ذمہ دار نہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ اصول صحیح ہے تو بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں بھی جاری ہونا چاہیے، حالانکہ وہاں کسی کے ہاں بھی ایسا نہیں ہوتا۔

اسی طرح افراطِ زر کی صورت میں اگر زیادہ ادائیگی ضروری ہے تو تفریطِ زر کی صورت میں کمی بھی ہونی چاہیے، حالانکہ اس کا بھی کوئی قائل نہیں۔

سوال نمبر 31: بینک کیا ہے؟ اس کے پس منظر، سرمایے اور اس کے استعمال پر روشنی ڈالیے۔

جواب: بینک:

بینک وہ تجارتی ادارہ ہے جو لوگوں کی رقمیں جمع کر کے تاجروں، صنعتکاروں، زمینداروں اور دیگر ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے۔

پس منظر:

بینک کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ لوگ اپنا سونا صرافوں کے پاس امانت رکھوا دیتے تھے اور سونا ران کو اس کی رسید تھما دیتے۔رفتہ رفتہ سونے کی بجائے ان رسیدوں سے معاملات ہونے لگے۔صرافوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو لوگوں کا رکھا ہوا سونا دوسرے لوگوں کو قرض دینا شروع کر دیا۔یہی شکل بعد میں ایک منظم ادارے، یعنی بینک کی صورت اختیار کر گئی۔

سرمایہ:

بینک میں لوگوں کی رکھی ہوئی رقوم بینک کا سرمایہ ہوتا ہے جسے اردو میں ''امانتیں'' عربی میں ''ودائع'' اور انگریزی میں ''ڈپازٹس'' (Deposits) کہتے ہیں۔اس کی تین قسمیں ہیں۔

قرض دینے کا طریقۂ کار:

بینکوں کو مرکزی بینک کی طرف سے مقرر کردہ حد کے اندر قرضے دینے کی اجازت ہوتی ہے، اس حد کو عربی میں ''سقف الاعتماد'' اور انگریزی میں ''کریڈٹ سیلنگ'' (Credit Ceiling) کہتے ہیں۔ حد مقرر کرنے کے بہت سارے فوائد ہوتے ہیں، مثلاً کسی خاص شعبے، جیسے زراعت یا صنعت وغیرہ میں زیادہ سرمایہ کاری کرنے کی طرف بینکوں کا رخ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی افراطِ زر کنٹرول کرنے کے لیے حد مقرر کی جاتی ہے... وغیرہ وغیرہ۔

''سقف الاعتماد'' کے اندر رہتے ہوئے بینک قرض لینے والے شخص کے کوائف کا جائزہ لے کر ایک حد مقرر کر دیتا ہے کہ اتنی مدت میں ہم اتنا قرض دے سکتے ہیں۔ اس حد مقرر کرنے کو عربی میں ''تحدید السقف'' اور انگریزی میں ''سینکشن آف دی لیمٹ'' (Sanction of the Limit) کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس شخص کے لیے بینک میں اکاؤنٹ کھول دیا جاتا ہے، اس مدت کے دوران وہ جتنی رقم جتنے دن کے لیے قرض لیتا ہے، اس حساب کے مطابق بینک اس سے سود لیتا ہے۔

بینک کی اقسام:

تمویل، یعنی سرمایہ کاری کے اعتبار سے بینک کی چھ اقسام ہیں:

1 – زرعی بینک:

وہ بینک جو زراعت کے شعبے میں قرض فراہم کرتا ہے۔ اسے عربی میں ''المصرف الزراعی'' اور انگریزی میں ''ایگریکلچرل بینک'' کہتے ہیں۔

2 – صنعتی بینک:

وہ بینک جو صنعتی شعبے میں قرض فراہم کرتا ہے، اس کو عربی میں ''المصرف الصناعی'' اور انگریزی میں ''انڈسٹریل بینک'' کہتے ہیں۔

3 – ترقیاتی بینک:

وہ بینک جو کسی بھی شعبے میں ترقیاتی کاموں کے لیے قرض فراہم کرتا ہے۔ اس کو عربی میں ''بنك التنمية'' اور انگریزی میں ''ڈیولپمنٹ بینک'' کہتے ہیں۔

4 – کوآپریٹو بینک:

وہ بینک جو امداد باہمی کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور ممبران ہی کو قرض فراہم کرتا ہے۔ اسے عربی میں ''المصرف التعاونی'' کہتے ہیں۔

5 – انوسٹمنٹ بینک:

وہ بینک جس میں ڈپازٹ متعینہ مدت کے لیے ہوتے ہیں اور قرضے بھی محدود مدت کے لیے فراہم کیے جاتے ہیں۔

6 – کمرشل بینک:

وہ بینک جو تمام شعبوں میں قرض فراہم کرتا ہے۔ اسے عربی میں ''البنك التجّار'' کہتے ہیں۔

سوال نمبر 33: ایل سی کیا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب:

بین الاقوامی تجارت میں جب کوئی شخص دوسرے ملک سے کوئی چیز درآمد کرنا چاہتا ہے تو وہ برآمد کنندہ شخص کو اعتماد دلانے کے لیے اپنے بینک سے ایک ضمانت نامہ (کہ یہ چیز فلاں شخص کو فروخت کر دی جائے تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں) وصول کرتا ہے جس کو عربی میں ''خطاب الضمان'' یا ''خطاب الاعتماد'' اور انگریزی میں ''لیٹر آف کریڈٹ'' (Letter of Credit) اور آسانی کے لیے ''ایل، سی'' (L,C) بھی کہتے ہیں۔

بینک یہ ضمانت نامہ (ایل، سی) برآمد کنندہ کے بینک (جسے نگوشی ایٹنگ بینک کہتے ہیں) کو بھیج دیتا ہے۔ ایل، سی پہنچنے پر وہاں سے مال جہاز میں بک کرا دیا جاتا ہے اور جہاز ران کمپنی مال بک ہونے کی رسید جاری کرتی ہے جسے عربی میں ''بولیصة الشحن'' اور انگریزی میں ''بل آف لوڈنگ'' کہتے ہیں۔ ''نگوشی ایٹنگ بینک'' یہ بل وغیرہ ایل سی کھولنے والے بینک کے پاس بھیجتا ہے اور وہ یہ کاغذات دکھا کر بندرگاہ سے مال وصول کرتا ہے۔ پھر بینک یہ کاغذات اور مال درآمد کنندہ کو دے کر اس سے رقم وصول کرتا ہے۔

اب اگر درآمد کنندہ نے ایل سی کھلواتے وقت پوری رقم ادا کر دی تھی تو اس کو اردو میں ''فل مارجن پر ایل سی کھولنا'' اور عربی میں ''فتح الاعتماد بغطاء کامل'' کہتے ہیں اور اگر

اس سے پہلے کچھ رقم بھی ادا نہیں کی تھی تو اسے ''زیرو مارجن پر ایل سی کھولنا'' کہتے ہیں۔

اور اگر کچھ ادائیگی ایل سی کھولتے وقت ہو چکی ہو تو جتنا فیصد ادا کیا گیا تھا، اتنے ہی فیصد مارجن پر ایل سی کھولنا کہتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درآمد کنندہ مال وصول کرنے کے بعد ایک معین مدت میں ادائیگی کرتا ہے۔

ایل سی کھولنے والا بینک درآمد کنندہ کی طرف سے تمام معاملات کی وکالت اور ادائیگی کی ضمانت لیتا ہے۔ اس وکالت اور ضمانت پر وہ اجرت لیتا ہے اور اگر درآمد کنندہ کے پاس ادائیگی کے لیے رقم نہ ہو تو وہ اسے قرض بھی دیتا ہے جس پر اسے سود ملتا ہے۔ اس کو عربی میں ''تمویل الواردات ''اور انگریزی میں ''امپورٹ فائنانسنگ''(Import Financing) کہتے ہیں۔

دوسری طرف ''نگوشی ایٹنگ بینک'' صرف وکالت کرتا ہے جس پر اسے اجرت ملتی ہے اور اگر خریدار بروقت ادائیگی نہ کرے تو وہ برآمد کنندہ کو اپنی طرف سے فوراً ادائیگی کرتا ہے جو اس کے ذمے قرض بن جاتا ہے اور کبھی برآمد کنندہ مصنوعات تیار کر کے باہر ملک بھیجنے کے لیے اسی بینک سے قرض لیتا ہے۔ اس کو عربی میں '' تمویل الصادرات'' اور انگریزی میں'' ایکسپورٹ فائنانسنگ''(Export Fianancing) کہتے ہیں۔

سوال نمبر 34: بل آف ایکسچینج کسے کہتے ہیں؟ نیز تخلیقِ زر کا عمل کس طرح انجام پاتا ہے؟

جواب:

بیع مؤجل میں بائع کو رقم کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ خریدار کے نام بل بناتا ہے جس پر خریدار یہ تحریر لکھ کر دستخط کرتا ہے کہ میرے ذمے فلاں تاریخ کو اس بل کے ذریعے اتنی رقم کی ادائیگی واجب ہے۔ اس بل کو اردو میں ''ہنڈی'' عربی میں ''کمبیالة ''اور انگریزی میں ''بل آف ایکسچینج''(Bill of Exchange) کہتے ہیں۔ اس دستخط شدہ بل کی پشت پر بائع دستخط کر کے اس کو لکھی ہوئی قیمت سے کچھ کم پر آگے فروخت کر دیتا ہے۔ تیسرا شخص بھی رقم میں کٹوتی کر کے آگے فروخت کر سکتا ہے۔ کٹوتی کرنے کے اس عمل کو اردو میں ''بٹہ لگانا'' عربی میں '' خصم الکمبیالة ''اور انگریزی میں ''ڈسکاؤنٹنگ آف دی بل آف ایکسچینج'' کہتے ہیں۔

تخلیقِ زر کا عمل:

بینک پہلے سے موجود زر میں اضافہ کر کے زر کے پھیلاؤ کو بڑھاتا ہے۔ اس کو ''تخلیق زر'' یا ''تخلیق اعتبار'' کہتے ہیں۔

لوگ اپنی رقم کا زیادہ حصہ بینک میں رکھتے ہیں اور بینک کی طرف سے لوگوں کو قرض دینے کی عموماً صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک قرض لینے والے کے لیے اکاؤنٹ کھول کر اس کو چیک بک دے دیتا ہے تاکہ وہ بوقت ضرورت چیک کے ذریعے رقم نکالے۔ اب جس نے قرض لیا ہے یا تو اس نے صرف اکاؤنٹ کھلوا کر چیک بک لی ہے یا نقد رقم لے کر دوبارہ اسی بینک میں رکھوائے گا۔ اس سے جتنی رقم کا مزید اکاؤنٹ کھولا گیا، اتنا ہی زر میں اضافہ ہوا اور اگر وہ کسی اور بینک میں رقم رکھوا دیتا ہے تو اس بینک کے ڈپازٹ بڑھ جائیں گے، حالانکہ نوٹ اتنے ہی تھے جتنے پہلے سے تھے۔ اس کو ''تخلیق زر'' کہتے ہیں۔

بینک کے زر کو بڑھانے میں ''فلوٹ''(Float) یعنی وہ رقم جس پر بینک کو سود ادا نہیں کرنا پڑتا ہے، کو بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس میں فل مارجن ایل سی سے حاصل شدہ رقم اور حج درخواستوں سے حاصل شدہ رقم وغیرہ شامل ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بینک اپنے پاس موجود رقم سے کئی گنا زیادہ کا فائدہ اٹھاتا ہے۔

سوال نمبر 35: مرکزی بینک کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔ نیز اس کے وظائف بھی بیان کریں۔

جواب:

مرکزی بینک تمام تجارتی بینکوں کا نگران ہوتا ہے۔ ملک کے مالیاتی نظام میں اس کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں '' البنک الرئیسی'' یا ''المصرف الرئیسی'' اور انگریزی میں ''سینٹرل بینک''(Central Bank) کہتے ہیں۔

مرکزی بینک کے وظائف:

مرکزی بینک متعدد وظائف (فنکشنز: Functions) انجام دیتا ہے:

1 ۔ یہ حکومت کا بینک ہوتا ہے۔ حکومت کی رقمیں اس میں رکھی جاتی ہیں۔ بوقتِ ضرورت معمولی شرح سود پر حکومت کو قرضہ بھی دیتا ہے۔

2 ۔ مرکزی بینک زرِ مبادلہ کو محفوظ رکھتا ہے، اس کو ذخیرہ کرتا ہے اور بوقت ضرورت

اس کا اجرا کرتا ہے۔

3 ۔ مرکزی بینک معاشی پالیسیوں میں حکومت کا مشیر ہوتا ہے۔

4 ۔ وہ تمام تجارتی بینکوں کی نگرانی کرتا ہے اور ان کا نظم وضبط برقرار رکھتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مرکزی بینک مختلف کام کرتا ہے:

اول یہ کہ کسی بھی بینک کے قیام سے پہلے تمام ضروری باتوں کا جائزہ لے کر اسے لائسنس جاری کر دیتا ہے۔

دوسرا یہ کہ معاشی نقطہ نظر سے جہاں کسی علاقے یا خاص شعبے، مثلاً زراعت، تجارت یا صنعت وغیرہ میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہو تو وہ دوسرے تجارتی بینکوں کو وہاں زیادہ قرضے دینے کا پابند بناتا ہے۔

تیسرا یہ کہ کھاتہ داروں کی رقوم کے تحفظ کے لیے قواعد وضوابط بناتا ہے۔

چوتھا یہ کہ اس بات کی نگرانی کرتا ہے کہ ہر بینک مالی طور پر مستحکم ہو اور اس میں اپنے ذمے حقوق کی ادائیگی کی صلاحیت رہے۔

پانچواں یہ کہ تجارتی بینکوں کے باہمی لین دین کا تصفیہ کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مرکزی بینک میں ایک شعبہ کام کرتا ہے جسے اردو میں ''تصفیہ گھر'' عربی میں ''غرفة المقاصة'' اور انگریزی میں ''کلیرنگ ہاؤس'' (Clearing House) کہا جاتا ہے۔

چھٹا یہ کہ دوسرے بینکوں کو بوقت ضرورت قرضے دیتا ہے۔

5 ۔ مرکزی بینک ملک بھر میں زر کے بہاؤ، افراطِ زر اور تفریطِ زر کو کنٹرول کرتا ہے۔ زر کو پھیلانے یا سکیڑنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو جس شرح سود پر قرضہ دیتا ہے، اگر مرکزی بینک اسے بڑھا دے تو تجارتی بینک بھی عوام کو زیادہ سود پر قرضہ دیں گے جس کی وجہ سے لوگ قرضہ کم لیں گے اور زر کی گردش کم ہو جائے گی۔ اس کے برعکس اگر مرکزی بینک شرح سود کو گھٹائے گا تو تجارتی بینک بھی اسے گھٹا دیں گے جس کی وجہ سے لوگ قرضہ زیادہ لیں گے اور زر کی رسد اور گردش بڑھ جائے گی۔

دوسرے طریقے کو سمجھنے سے پہلے ٹریژری بل کو سمجھنا ضروری ہے۔ تجارتی بینکوں سے

قرض حاصل کرنے کے لیے ''مرکزی بینک'' ایک بل جاری کرتا ہے جس کو عربی میں ''سندات الخزینة'' انگریزی میں ''ٹریژری بل'' (Treasury Bill) کہتے ہیں۔ ایک بل کی ''قیمة اسمیة'' سو روپے مقرر کر کے اس سے کم قیمت پر متعین مدت (عموماً چھ ماہ) کے لیے تجارتی بینکوں کو بیچا جاتا ہے۔ ہر بینک کی طلب کے مطابق بل دے کر رقم اس سے وصول کر لی جاتی ہے۔ اب جس بینک نے یہ بل، مثلاً: 86 روپے میں خریدا، وہ چھ ماہ کے بعد اس کے پورے سو روپے وصول کرے گا اور چودہ روپے اس کا سود ہوگا۔ ہنڈی کی طرح اس بل کی ڈسکاؤنٹنگ کر کے، یعنی بٹہ لگا کر دوسرے لوگوں کو بھی فروخت کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب زر کا پھیلاؤ کم کرنا مقصود ہو تو مرکزی بینک ''ٹریژری بل'' کم قیمت پر فروخت کرنے لگتا ہے، جس کے نتیجے میں تجارتی بینک زیادہ سے زیادہ بل خریدنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے بینکوں کا زر مرکزی بینک میں چلا جاتا ہے اور بینکوں کے پاس سرمایہ کم رہ جانے کی وجہ سے قرضوں کی فراہمی کم ہو کر تخلیق زر کا عمل بھی کم ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر زر کا پھیلاؤ بڑھانا مقصود ہو تو مرکزی بینک ٹریژری بل زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے کھلے بازار میں آ جاتا ہے۔ لوگ بل بیچ کر مرکزی بینک سے رقم لیتے ہیں جس کی وجہ سے مرکزی بینک کا زر عام لوگوں کے پاس چلا جاتا ہے اور زر پھیل جاتا ہے۔

اس طریقے کو عربی میں ''عمليات السوق المفتوحة'' اور انگریزی میں ''اوپن مارکیٹ آپریشن'' (Open Market Operation) کہتے ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مرکزی بینک ریزرو کی شرح کم یا زیادہ کر کے بھی زر کی رسد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مرکزی بینک اگر ریزرو کم کرے تو بینکوں کے پاس قرضہ دینے کے لیے سرمایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے تخلیق زر کا عمل بڑھ جاتا ہے اور اگر وہ ریزرو زیادہ کر لے تو بینک کے پاس قرضہ دینے کے لیے سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے تخلیق زر کا عمل بھی کم ہو جاتا ہے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ سود کی شرح کم یا زیادہ کر کے بھی زر کے بہاؤ کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ قرضہ جاری کرنے کی حد بندی کر کے یا مختلف شعبوں کے کوٹے مقرر کر کے بھی زر کے بہاؤ کو کم کیا جاتا ہے۔ ان پابندیوں سے بینک کم قرضے جاری کر سکیں گے اور تخلیق زر میں کمی ہوگی۔

چھٹا طریقہ یہ کہ مرکزی بینک نوٹ چھاپ کر بھی زر کے بہاؤ پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

6 – مرکزی بینک کے وظائف میں بینکوں کے لیے قرضہ دینے کا ایسا نظام مقرر کرنا بھی شامل ہے جس سے لوگوں کو بھی نقصان نہ ہو اور ملکی معاشی نظام یا بینک کی اپنی مالی حالت میں بھی عدم استحکام پیدا نہ ہو۔

7 – مرکزی بینک، بینکوں کے علاوہ دوسرے مالیاتی اداروں کی بھی نگرانی کرتا ہے۔

سوال نمبر 36: بینک کے علاوہ دوسرے مالیاتی اداروں پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب:

بینک کے علاوہ کچھ اور ادارے بھی لوگوں سے سرمایہ جمع کر کے آگے تمویل کرتے ہیں۔ ان اداروں اور بینک میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ان میں کرنٹ اکاؤنٹ اور سیونگ اکاؤنٹ وغیرہ نہیں ہوتے، صرف فکسڈ ڈپازٹ ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ بین الاقوامی تجارت میں واسطہ نہیں بنتے۔ ایسے اداروں کو عربی میں "المؤسسات المالية غير المصرفية" انگریزی میں "نان بینکنگ فنانشل انسٹی ٹیوشن" (NonBaking Financial Institution) کہتے ہیں۔ ایسے مالیاتی اداروں کی کئی قسمیں ہیں:

1 – ترقیاتی تمویلی ادارے:

یہ بین الاقوامی اداروں اور اسٹیٹ بینک سے امداد لے کر مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ ہر ایسے ادارے کو انگریزی میں "ڈیویلپمنٹ فنانشل انسٹی ٹیوشن" اور آسانی کے لیے "ڈی، ایف، آئی" (D.F.I) بھی کہتے ہیں۔

2 – ایگریکلچر ڈیولپمنٹ بینک آف پاکستان:

یہ عالمی ادارے اور اسٹیٹ بینک سے سرمایہ لے کر شعبۂ زراعت میں ترقی کے لیے تمویل کرتا ہے۔ آسانی کے لیے اسے "اے، ڈی، بی، پی" (A.D.B.P) بھی کہتے ہیں۔

3 – کوآپریٹو سوسائٹی:

یہ ادارہ امداد باہمی کے لیے قائم ہو کر صرف اپنے ممبران کو قرض دیتا ہے۔ اس کو عربی میں "جمعية تعاونية" انگریزی میں "کوآپریٹو سوسائٹی" (Co-Operative Society) کہتے ہیں۔

4 – لیزنگ کمپنی:

یہ کمپنیاں اجارے کے طریقے پر سرمایہ فراہم کرتی ہیں جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

5 – نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ:

یہ ادارہ شیئرز کی طرح یونٹ جاری کر کے عام لوگوں سے سرمایہ حاصل کر کے مختلف نفع بخش کاموں میں سرمایہ کاری کرتا ہے اور حاصل شدہ نفع لوگوں میں تقسیم کرتا ہے۔ آسانی کے لیے اسے "این، آئی، ٹی" (N.I.T) بھی کہتے ہیں۔

6 – انوسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان:

یہ بھی این آئی ٹی کی طرح لوگوں سے رقم جمع کرتا ہے اور اس سے سرمایہ کاری کر کے ان میں نفع تقسیم کرتا ہے۔ آسانی کے لیے اسے "آئی سی پی میوچل" فنڈ بھی کہتے ہیں۔

"آئی سی پی" (I.C.P) بیرون ملک رہنے والے لوگوں کے لیے اکاؤنٹ کھول دیتا ہے، جس میں وہ اپنی رقم جمع کرا دیتے ہیں۔ پھر "آئی سی پی" اپنے اختیار سے یا اکاؤنٹ کھولنے والے کی طرف سے یہ بتانے پر "کہ فلاں کمپنی کے شیئرز لیے جائیں" مختلف کمپنیوں کے شیئرز خرید کر سرمایہ کاری کرتا ہے۔

"آئی سی پی" کا ایک کام یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو زیادہ قرضے کی ضرورت ہو تو یہ ادارہ کئی بینکوں کو ملا کر مجموعی طور پر قرض کا انتظام کرتا ہے۔

سوال نمبر 37: سودی بینکاری کے متبادل نظام اور بینک کے شرعی طریقۂ کار پر روشنی ڈالیں۔

جواب:

مروجہ بینکنگ کی بنیاد سود ہے۔ سود ختم کر کے بینکنگ کے نظام کو چلانے کا متبادل طریقہ بیان کرنے سے پہلے چند بنیادی باتیں سمجھنا ضروری ہے۔

1 – سودی بینکاری کے متبادل کا مطلب یہ ہے کہ بینک کے ضروری یا مفید کاموں کی انجام دہی کے لیے شریعت کے اصولوں کے مطابق ایسا طریقۂ کار اختیار کیا جائے جس سے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے معاشی مقاصد پورے ہوں اور جو کام شرعی اصولوں کے مطابق نہیں ہو سکے، ان سے صرف نظر کیا جائے۔

2 – سود کی ممانعت کا اثر تقسیم دولت کے پورے نظام پر پڑتا ہے، اس لیے سود کا شرعی

متبادل لانے سے تمام متعلقہ فریقوں کے نفع کا تناسب وہ نہیں رہے گا جو سودی نظام میں پایا جاتا ہے۔

3 — آج کل معاشی حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ لوگوں کی منتشر انفرادی بچتوں کو یکجا کر کے انہیں صنعت وتجارت میں استعمال کیا جائے، لیکن اس کے لیے سودی بینک قرض کا راستہ اختیار کر کے صرف روپے کا لین دین کرتا ہے، اس کا اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ منافع کتنا ہے اور کاروبار سے کس کو فائدہ اور کس کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

بینکنگ کا شرعی طریقۂ کار:

اسلامی احکام کی رو سے بینک ایک ایسا تجارتی ادارہ ہوگا جو بہت سارے لوگوں کی بچتوں کو اکٹھا کر کے ان کو براہ راست کاروبار میں لگائے گا اور وہ سارے لوگ براہ راست اس کاروبار میں حصہ دار بن کر نفع ونقصان میں سب شریک رہیں گے۔

بینکنگ کا تعلق ایک طرف بینک میں اپنی رقمیں رکھوانے والے ڈپازٹر سے اور دوسری طرف بینک سے سرمایہ لینے والے کلائنٹس سے ہوتا ہے۔

بینک میں موجود ''امانت'' حقیقت میں قرض ہوتا ہے۔ اسلامی طریقے کے مطابق ''امانت داروں'' کے ساتھ بینک شرکت یا مضاربت کا معاملہ کرے گا۔ رقم رکھوانے والے ''رب المال''، بینک ''مضارب'' اور لگایا ہوا سرمایہ ''رأس المال'' ہوگا۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی رقم غیر سودی قرض ہوگی۔ سیونگ اکاؤنٹ اور فکسڈ ڈپازٹ کو مضاربت یا شرکت سے بدلنے میں شرکت کا عام قاعدہ کہ ''تمام کھاتہ داروں کی رقم ایک ساتھ آئے اور ایک ہی وقت پر نفع ونقصان کا حساب کیا جائے'' بینک میں قابلِ عمل نہیں، کیونکہ یہاں لوگوں کے رقم رکھوانے اور نکالنے کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہتا ہے۔ لہٰذا اس کی ایک صورت یہ ہے کہ شرکت کی مدت مقرر کر کے ایک خاص تاریخ میں رقم جمع کرانے اور نکلوانے کا طریقہ اپنایا جائے، پھر ہر مدت کے اختتام پر نفع ونقصان کا حساب کرلیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ شرکت ومضاربت میں شرکاء جب چاہیں بینک سے رقمیں نکالیں اور جب چاہیں اپنی رقمیں اس میں جمع کریں اور جب مدت شرکت ختم ہو تو دیکھا جائے کہ اس مدت میں کس شخص کی کتنی رقم کتنے دن بینک میں رہی؟ اور فی روپیہ فی یوم منافع کا اوسط

کیا رہا۔ اس کے حساب سے نفع تقسیم کر دیا جائے، اس کو اکاؤنٹنگ کی اصطلاح کے مطابق عربی میں ''الحساب الیومی'' اور انگریزی میں ''ڈیلی پروڈکٹ بیس'' (Daily Product Basis) کہا جاتا ہے۔

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس طریقے سے نفع کی تقسیم تقریبی ہوتی ہے، کسی کے حقیقی نفع کا کچھ حصہ دوسرے کے پاس جا سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شرکت میں شرکاء کے اموال مشاع طور پر مخلوط ہوتے ہیں، لہٰذا نفع تقسیم کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہر ایک کے سرمائے سے حقیقی نفع کیا ہوا، بلکہ تمام مجموعی سرمائے سے جو مجموعی نفع ہوا ہے، وہ تقسیم ہوتا ہے، بشرطیکہ تمام شرکاء اس پر راضی ہوں، لہٰذا مروجہ طریقے سے نفع کی تقسیم کی شرعاً گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ:

اگر کوئی شخص درمیانِ مدت میں بینک سے بالکلیہ نکل رہا ہو، یعنی اپنی پوری رقم بینک سے نکال رہا ہو تو اس صورت میں بینک اس کو نفع تقسیم نہیں کر رہا، بلکہ بینک اس کا حصہ خرید رہا ہے۔

سوال نمبر 38: شرکت اور مضاربت پر تفصیل سے لکھیں۔

جواب: شرکت اور مضاربت:

شریعت کے مطابق سرمایہ فراہم کرنے کے کئی طریقے ہیں، ان میں سے بنیادی طریقہ جو سود کا صحیح اسلامی متبادل ہے، شرکت اور مضاربت ہے۔ یہ تمویل کا نہایت مثالی، عادلانہ اور منصفانہ طریقہ ہے۔

شرکت اور مضاربت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ شرکت میں شرکاء سرمائے میں بھی حصہ دار ہوتے ہیں اور عمل میں بھی، جبکہ مضاربت میں ایک طرف سے صرف سرمایہ ہوتا ہے، سرمایہ فراہم کرنے والے کو ''رب المال'' کہتے ہیں اور دوسری طرف والا صرف عمل کرتا ہے، اس کو ''مضارب'' کہتے ہیں۔ شرکت ومضاربت کے چند اصول ہیں جن کی رعایت ضروری ہے:

1 — سرمائے کے تناسب سے متعین نفع مقرر کرنا جائز نہیں، بلکہ حقیقی نفع کا فیصد حصہ مقرر کیا جائے گا۔

2 — نفع کی تقسیم بقدرِ سرمایہ ضروری نہیں، بلکہ جو تناسب شرکاء چاہیں باہمی رضامندی

سے طے کر سکتے ہیں، البتہ کام نہ کرنے کی شرط لگانے والے شریک کا نفع اس کے سرمایے کے تناسب سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ مختلف شرکاء کو مختلف شرح سے نفع دینے کو بینکنگ کی اصطلاح میں "وزن دینا" کہتے ہیں۔

3۔ نقصان میں سب بقدرِ سرمایہ شریک ہوں گے جس کو فقہاء "الربح علی مااصطلحوا علیه، والوضیعة بقدر رأس المال" کہتے ہیں۔

شرکت اور مضاربت میں دشواریاں:

شرکت اور مضاربت میں دو قسم کی دشواریاں پائی جاتی ہیں:

1 ـــ آج کل اگر کسی کو شرکت یا مضاربت پر سرمایہ دیا جائے تو وہ کبھی بھی حقیقی نفع نہیں بتاتا، بلکہ نقصان ہی دکھاتا ہے، اس لیے شرکت اور مضاربت پر عمل مشکل ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ معاشرے میں بددیانتی پائے جانے کی وجہ سے کبھی کوئی کام بند نہیں ہوتا، بلکہ مختلف طریقوں سے بددیانتی کے سدِ باب کی کوشش کی جاتی ہے، مثلاً: آڈٹ کا نظام، اکاؤنٹس کا نظام، سینٹرل بینک کی نگرانی یا اگر کسی شخص یا ادارے کے بارے میں ایک دفعہ بددیانتی ثابت ہوجائے تو اسے بلیک لسٹ کر دینا وغیرہ۔

2 ـــ دوسری دشواری یہ ہے کہ اگر مشارکت یا مضاربت پر بینک سے سرمایہ لینے والا حقیقی نفع دکھائے تو انکم ٹیکس والے پکڑ لیتے ہیں اور اگر وہ بینک کو حقیقی نفع نہ دکھائے تو نفع کی حقیقی تقسیم نہیں ہوتی۔ اس کا حل یہ ہے کہ مشارکہ اور مضاربہ کو کامیاب بنانے کے لیے ٹیکس کے نظام میں اصلاح کر کے بددیانتی کا یہ دروازہ بند کیا جاسکتا ہے۔ بینک کبھی کاروبار کے کسی متعین حصے میں بھی شرکت کر سکتا ہے جس میں نفع کا تعین زیادہ مشکل نہیں ہوتا اور ٹیکس چونکہ صافی منافع پر لگتا ہے، اس لیے ٹیکس کے مسئلے کا حل بھی نکل آئے گا۔

سوال نمبر 39: اجارہ اور مرابحہ مؤجلہ پر تفصیل سے لکھیں۔

جواب: اجارہ:

اجارہ بھی تمویل کا ایک عبوری طریقہ ہے۔ اجارے میں آج کل موجر، اجارے پر دی ہوئی مشینری کی ذمہ داری نہیں لیتا، اگر مشینری کا نقصان ہوجائے تو وہ مستاجر کا نقصان سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ کسی حادثے میں مشینری مکمل طور پر تباہ ہوجائے تب بھی مستاجر کرایہ دیتا رہتا

ہے، اس لیے حقیقی اجارہ نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ طریقہ جائز ہے۔

تاہم اگر موجر واقعی مشینری کا مالک ہو اور وہ اس کی ذمہ داری قبول کر کے کرایہ مقرر کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھے کہ مشینری کی قیمت مع کچھ نفع کے وصول ہوجائے تو اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، مگر یہ شرط لگانا کہ مدتِ اجارہ ختم ہونے پر مشینری خود بخود مستاجر کی ملکیت ہوگی، درست نہیں؛ لأنه صفقة فی صفقة وهو لایجوز.

مرابحہ مؤجلہ:

یہ بھی تمویل کا ایک شرعی طریقہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بینک وہ چیز خرید کر مرابحتاً، یعنی نفع پر اُدھار بیچ دیتا ہے۔ نفع کی جو شرح طے ہوجاتی ہے، اس کو بینکنگ کی اصطلاح میں "مارک اپ" (Mark Up) کہتے ہیں۔

مروجہ مرابحہ میں شرعی خامیاں:

1 ـــ مرابحہ کی صحیح شکل تو یہ ہے کہ بینک کوئی چیز خرید کر نفع پر بیچ دے، مگر بعض بینکوں میں ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ جو شخص بینک سے قرض لینے کے لیے آیا ہے، بینک اس سے اس کی کسی چیز کو نقد قیمت پر خرید کر، نفع پر اسی کو دوبارہ اُدھار بیچ دیتا ہے۔ اس کو بینکنگ کی اصطلاح میں "بائی بیک" (Buy Back) کہتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے خصوصاً جب کہ پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔

2 ـــ بعض اوقات مرابحہ مؤجلہ میں محض فرضی کارروائی ہوتی ہے اور ایسی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں ہوتی جس پر "بائی بیک" کیا جارہا ہو، حتیٰ کہ تنخواہوں، بلوں کی ادائیگی وغیرہ کے لیے بھی بینکوں سے مرابحتاً قرض مل جاتا ہے۔

3 ـــ اگر حقیقی مرابحہ ہی ہو تو بھی جو سامان مرابحتاً بیچا جارہا ہے، وہ پہلے بینک کے قبضے اور ضمان میں نہیں آتا، حالانکہ شرعاً اس سامان کا پہلے بینک کے قبضے اور ضمان میں آنا ضروری ہوتا ہے۔

4 ـــ بینک کے پاس جب کوئی شخص آتا ہے تو بینک تمویل کی حد مقرر کر دیتا ہے کہ اتنے سرمائے کی حد تک بینک مرابحہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ مرابحہ کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بینک سرمایہ حاصل کرنے کے لیے آنے والے شخص کو سامان خریدنے کا وکیل بنا کر یا خود خرید

کرا اپنے قبضے میں لائے اور پھر اس کے بعد اُسے بیچے، لیکن آج کل اکثر بینکوں میں اس کی بجائے تمویل کی حد مقرر کرتے وقت ہی صرف مرابحہ کے معاہدے پر دستخط کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد گاہک سامان خود خرید کر اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے اور بینک سے خریداری کے لیے کوئی الگ ایجاب وقبول نہیں کیا جاتا، یہ طریقہ بالکل غلط اور ناجائز ہے۔

5– تمویل کی حد مقرر کرنے کے معاہدے پر دستخط ہوتے ہی بینک اس شخص سے ہنڈی (Bill of Exchange) یا پرامیسری نوٹ پر دستخط کرالیتا ہے، یہ بھی غلط ہے، کیونکہ ہنڈی پر دستخط تو اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص مدیون بن جاتا ہے اور یہ شخص ابھی تک مدیون نہیں۔

6– مرابحہ کرنے کے بعد اگر ثمن کی ادائیگی کی استطاعت نہ ہو تو یہاں بھی قرض (ثمن) کی اجل کو مؤخر کر کے ثمن میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں جو خالص سود اور حرام ہے۔

سوال نمبر 40: مرابحہ مؤجلہ سے متعلق مسائل، یعنی دَین کے وثیقے اور ادائیگی میں تاخیر یا تقدیم پر تفصیل سے لکھیں۔

جواب: دَین کا وثیقہ:

مرابحہ مؤجلہ میں سامان خریدنے کے بعد ثمن خریدار کے ذمے دَین ہو جاتا ہے، لہٰذا بینک اس دَین کی توثیق اور حفاظت کے لیے مختلف صورتیں اختیار کرتی ہے:

1 – مبیع کو ہی بطور وثیقہ اپنے پاس رکھ لیا جاتا ہے، چونکہ استیفاءِ ثمن کے لیے شروع ہی میں مبیع کو اپنے پاس رکھنا جائز نہیں، اس لیے مبیع کو خریدار کے قبضے کے بعد بطور رہن اپنے پاس رکھا جاسکتا ہے۔

2- آج کل ''الرھن السازج'' یعنی ''سمپل مارٹ گیج'' (Simple Mortgage) یا ''الذمة السائلة'' یعنی ''فلوٹنگ چارج'' (Floating Charge) کے نام سے رہن کی ایک اور صورت رائج ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رہن، راہن کے قبضے ہی میں رہتا ہے اور وہ اس کو استعمال بھی کرتا رہتا ہے، لیکن اس کی ملکیت دوسرے شخص کو منتقل نہیں کرسکتا، البتہ مرتہن کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ بروقت دَین کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں وہ اس کو بیچ کر اپنا دَین وصول کرسکتا ہے۔ رہن کی یہ صورت بھی جائز

معلوم ہوتی ہے۔

3 – دَین کی توثیق کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ کسی تیسرے شخص کو ضامن بنالیا جائے۔ اس کو عربی میں ''کفالة'' کہا جاتا ہے۔ یہ صورت بھی جائز ہے، لیکن اس پر اجرت یا فیس لینا جائز نہیں۔

ادائیگی میں تاخیر:

مرابحہ مؤجلہ، مشارکہ اور مضاربہ میں اگر مدیون بروقت ادائیگی نہ کرے تو مدیون اگر نادار ہے تو اس کو کسی قسم کے اضافے کے بغیر مزید مہلت دینی چاہیے، لیکن اگر وہ سرمایہ پاس ہونے کے باوجود بلاوجہ تاخیر کررہا ہے تو بعض علمائے معاصرین نے تعویض مالی یعنی جرمانہ (کمپنسیشن :Compensation) اس طرح عائد کرنے کو جائز قرار دیا ہے کہ ایک ماہ کا نوٹس دیے جانے کے باوجود بھی اگر اس نے ادائیگی نہ کی تو بینک کے ''انوسٹمنٹ اکاؤنٹ'' میں اس مدت کے دوران جتنا نفع ہوا ہے، اس کے حساب سے اس پر ہرجانہ لازم کردیا جائے، لیکن اکثر علماء ''تعویض مالی'' کے جواز کے قائل نہیں اور یہ عملاً بھی مفید نہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرابحہ یا اجارہ کے معاہدے میں مدیون یہ بات بھی لکھے کہ میں ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں اتنی رقم کسی خیراتی کام میں خرچ کروں گا۔ یہ رقم بینک کی آمدنی میں شامل نہیں ہوگی۔ اس طریقے میں رقم کی شرح زیادہ سے زیادہ بھی رکھی جاسکتی ہے جس سے مدیون پر دباؤ پڑے گا۔ یہ مدیون کی طرف سے التزام ہوگا جو دیانتاً بالاتفاق لازم ہوتا ہے اور قضاءً لازم ہونے میں اختلاف ہے۔ موجودہ ضرورت کی بنا پر ان حضرات کے قول پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں جو قضاءً بھی اس کے لازم ہونے کے قائل ہیں۔

قبل از وقت ادائیگی:

اگر مدیون اپنا قرضہ مقررہ وقت سے پہلے ادا کردے تو سودی نظام میں سود کم ہو جاتا ہے اور مرابحہ مؤجلہ کی صورت میں اگر مدیون اپنے دائن سے یہ کہے کہ تم دَین میں کمی کر کے قبل از وقت وصول کرلو تو یہ جمہور کے ہاں ناجائز ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

بعض متأخرین حنفیہ نے مرابحہ مؤجلہ میں حلولِ اجل سے پہلے ادائیگی کی صورت میں ثمن میں کمی کرنے کو جائز قرار دیا ہے، لیکن بینکوں میں مناسب یہ ہے کہ معاہدے میں تو اس کی تصریح نہ ہو، لیکن اگر کوئی شخص قبل از وقت ادائیگی کردے تو اس وقت کسی سابق قرارداد کے

بغیر کمی کردی جائے تو مضائقہ نہیں، لیکن مسلسل اس طرح کرنے سے "المعروف کالمشروط" کی وجہ سے یہ بھی ناجائز ہو جائے گا۔

سوال نمبر 41: اسلامی طریقہ ہائے تمویل کی جزوی تطبیق پر روشنی ڈالیں۔

جواب:

بینک کی تمویل کے تین طریقوں میں درج ذیل اسلامی طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں:

"تمویل المشاریع" میں شرکت، مضاربت، اجارہ اور مرابحہ سب طریقوں سے تمویل کی جاسکتی ہے۔ اجارہ میں بینک مشینری خرید کر کرایے پر دے دے گا اور مرابحہ میں بینک مشینری خرید کر نفع پر بیچ دے گا، جبکہ شرکت اور مضاربہ کو طویل المیعاد تمویل میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"تمویل رأس المال العامل" میں خاص معاملات کی حد تک مشارکہ اور مضاربہ ہوسکتا ہے اور خام مال کی ضرورت ہو تو اس میں مرابحہ بھی ہوسکتا ہے۔

"اُوَر ہیڈ ایکسپینسز" مثلاً: تنخواہیں، کرایہ جات، بلوں کی ادائیگی وغیرہ میں تمویل دو طریقوں سے ہوسکتی ہے۔ ایک مشارکہ کا طریقہ ہے یعنی جتنی رقم کی ضرورت ہے، بینک اتنی رقم دے کر کاروبار کے کسی حصے میں شریک ہو جائے۔ دوسرا طریقہ بلاسود قرض کا ہے جس میں بینک وہ اخراجات لے سکتا ہے جو اس قرض کا حساب و کتاب رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 42: درآمد اور برآمد کے سلسلے میں اسلامی بینکوں کے کردار پر تفصیلی نوٹ لکھیں:

جواب: درآمد:

درآمد کی صورت میں عام بینک "ایل سی" کھول کر کفالت کی اجرت وصول کرتا ہے اور قرض ہو تو اس پر سود بھی لیتا ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے کفالت کی اجرت اور قرض پر سود لینا جائز نہیں، لہٰذا "ایل سی" کے متبادل دو چیزیں ہوسکتی ہیں:

☆ پہلی یہ ہے کہ "ایل سی" کے معاملات مرابحہ کے طور پر انجام دیے جائیں، یعنی جس چیز کو درآمد کرنا ہو، بینک خود اس کو خرید کر درآمد کرے اور مرابحتاً اس شخص کو بیچ دے جو درآمد کرنا چاہتا تھا۔ یہ طریقہ کئی وجوہ سے ناپسندیدہ ہے:

1 — اس طریقے میں بہت سے مراحل پر مرابحہ کی بہت سی شرائط پوری نہیں ہوتیں۔

2 — بینک کا اس چیز کو خرید کر مرابحہ کرنا محض ایک مصنوعی کارروائی ہوتی ہے۔ سرکاری کاغذات میں اور قانونی اعتبار سے درآمد کنندہ بینک نہیں ہوتا، بلکہ اصل مشتری ہی کو "درآمد کنندہ" سمجھا جاتا ہے اور بائع بھی بینک کو خریدار نہیں سمجھتا۔

3 — مرابحہ کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ درآمد کردہ چیز پہلے بینک کے ضمان اور قبضے میں آئے، حالانکہ بسا اوقات عملاً ایسا نہیں ہوتا۔

☆ "ایل سی" کا صحیح متبادل یہ ہے کہ یہ معاملہ شرکت یا مضاربت کے طریقے پر کیا جائے۔ اگر "ایل سی" زیرو مارجن پر ہو تو مضاربت ہوگی، بینک رب المال اور امپورٹر مضارب ہوگا اور اگر ایل سی کھلوانے والا بھی کچھ رقم لگا رہا ہے تو یہ شرکت ہوگی۔

برآمد:

برآمد کے سلسلے میں بینک مال روانہ کرنے کے کاغذات (بل آف لوڈنگ: Bill of Loading) "درآمد کنندہ" (امپورٹر) کے پاس بھیجتا ہے، اس سے رقم وصول کرتا ہے اور ان خدمات کی اُجرت لیتا ہے یہ سب جائز ہے۔

بینک ضرورت پڑنے پر "برآمد کنندہ" کو مال خریدنے یا تیار کرانے کے لیے سرمایہ فراہم کرتا ہے جس کو عربی میں "تمویل الصادرات" اور انگریزی میں "ایکسپورٹ فائنانسنگ" (Export Financing) کہتے ہیں۔ "تمویل الصادرات" کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس باہر سے آرڈر ہے، مگر مال خریدنے اور تیار کرنے کے لیے سرمایے کی ضرورت ہے، اس مقصد کے لیے بینک اس شخص کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ اس کو عربی میں "تمویل قبل الشحن" اور انگریزی میں "پری شپمنٹ فائنانسنگ" (Pre Shipment Financing) کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایکسپورٹر نے مال تیار کر کے بھیج دیا ہے، مگر رقم آنے میں کچھ دیر لگے گی، اتنی مدت کے لیے وہ چاہتا ہے کہ بینک سے اتنی رقم مل جائے۔ بینک اتنی ہی رقم اس کو بطور سودی قرض دے دیتا ہے۔ اس کو عربی میں "تمویل بعد الشحن" اور انگریزی میں "پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ" (Post Shipment Financing) کہتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے ''تمویل قبل الشحن'' کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

پہلا یہ کہ بینک ایکسپورٹر سے وہ مال خود خرید کر اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے۔ بینک ایکسپورٹر کی غیر ملکی خریدار سے طے شدہ قیمت سے کم قیمت پر وہ مال ایکسپورٹر سے خرید کر امپورٹر کو طے شدہ قیمت پر بھیج دیتا ہے، جس سے بینک کو نفع ہو جاتا ہے۔

اس طریقے میں بیع کے شرعی تقاضے پورے نہیں ہوتے، بلکہ یہ بیع محض ایک مصنوعی کاروائی ہوتی ہے، کیونکہ اب بھی عمیل کو ہی ایکسپورٹر سمجھا جاتا ہے اور ایکسپورٹ کی سرکاری مراعات بھی اسی کو ملتی ہیں۔ امپورٹر بھی عمیل ہی کو بائع سمجھتا ہے اور عیب وغیرہ کا دعویٰ بھی عمیل پر کرتا ہے، بینک پر نہیں۔

اس تمویل کی بہتر صورت یہ ہے کہ اگر عمیل بھی کچھ سرمایہ لگا رہا ہے تو عمیل اور بینک کے درمیان شرکت ہوگی اور اگر وہ اپنا سرمایہ نہیں لگا رہا تو دونوں کے درمیان یہ مضاربت ہوگی۔

''تمویل بعد الشحن'' میں ایکسپورٹر اپنے مال کا بل بینک کے حوالے کر دیتا ہے اور بینک اس کی ادائیگی کی تاریخ کو سامنے رکھ کر اس میں کٹوتی کر کے باقی رقم ایکسپورٹر کو ادا کرتا ہے اور مقررہ وقت پر بینک یہ رقم امپورٹر سے وصول کر لیتا ہے۔ یہ بل آف ایکسچینج میں ڈسکاؤنٹنگ کی طرح ہے۔ اس طریقے اور ڈسکاؤنٹنگ میں دائن اپنے دین کا ڈسکاؤنٹر کی طرف حوالہ کرتا ہے اور یہ حوالہ بأنقص من الدین ہے جو ربوالفضل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

یہ معاملہ ''بیع الدین'' نہیں، کیونکہ اگر یہ دین وصول نہ ہو تو بینک اصل دائن کی طرف رجوع کرتا ہے، جبکہ ''بیع الدین'' میں ایسا نہیں ہوتا، خلاصہ یہ کہ یہ ''بیع الدین من غیر من علیه الدین'' نہیں، بلکہ ''حوالة الدين بانقص من الدين'' ہے جو کہ ناجائز اور غلط ہے۔

اس کے متبادل کے لیے ایک تجویز پیش کی گئی تھی، لیکن وہ کئی وجوہ سے ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا جب تک ''تمویل بعد الشحن'' کی کوئی بے غبار شرعی صورت سامنے نہ آئے، اس وقت تک اس قسم کی تمویل نہ کی جائے۔

سوال نمبر 43: ''اعادہ تمویل الصادرات'' کی وضاحت کیجیے۔ نیز اس کا شرعی حکم بھی بیان کریں۔

جواب:

ہر حکومت برآمدات کی حوصلہ افزائی کرتی ہے تاکہ ملکی مصنوعات باہر فروخت ہوں اور

اس سے ملک میں زرِ مبادلہ آئے۔ پاکستان میں بھی ''اسٹیٹ بینک'' نے برآمدات کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک اسکیم جاری کی ہے جس کو انگریزی میں ''ایکسپورٹ ری فائنانسنگ اسکیم''(Export Refinancing Scheme) اور عربی میں ''إعادہ تمویل الصادرات'' کہتے ہیں۔

اس اسکیم کا پہلا طریقہ یہ تھا کہ اسٹیٹ بینک تجارتی بینکوں کو قرض دیتا تھا اور اس پر پانچ فیصد سود لیتا تھا اور وہ اس رقم کو آگے برآمدات کے لیے کم شرح سود پر دیتے تھے، اس کے سود اور ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک تجارتی بینک کے نام ڈپازٹ اکاؤنٹ کھول کر اس پر اسے سود دیتا ہے۔ یہ حقیقت میں قرض کا معاملہ نہیں، بلکہ محض ایک کاغذی کاروائی ہے جسے فقہ کی اصطلاح میں ''ہزل'' کہہ سکتے ہیں، لیکن اس پر اسٹیٹ بینک جو رقم سود اور نفع کے نام سے تجارتی بینک کو دیتا ہے، وہ نتیجتاً اس پانچ فیصد کے مقابلے میں ہوتا ہے جو وہ تجارتی بینک سے لیتا ہے، اس لیے اس میں ربوالفضل کا شبہ ہے۔

لہٰذا اگر اسٹیٹ بینک پانچ فیصد سود تجارتی بینک سے لینے کے بجائے اس نفع کی مقدار کم کردے جو وہ خود دے رہا ہے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

سب سے بے غبار طریقہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک تجارتی بینکوں کو امداد دینے کے بجائے براہ راست برآمد کرنے والوں کو امداد دے۔

سوال نمبر 44: اسلامی نظریاتی کونسل نے جن چار مالیاتی اداروں کو سود سے پاک کرنے کی سفارش کی تھی، ان کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب:

اس وقت مالیاتی اداروں میں سے اکثر سودی ہیں۔ ہم یہاں ان چار اداروں پر گفتگو کریں گے جن کو سود سے پاک کرنا آسان تھا، اسلامی نظریاتی کونسل نے ان ہی کو سود سے پاک کرنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ وہ چار ادارے درج ذیل ہیں:

1 – ''این، آئی، ٹی''(N.I.T):

''N.I.T''، ''نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ'' کا مخفف ہے۔ یہ ادارہ دس روپے کی قیمت

اسمیہ کے یونٹ جاری کر کے عام لوگوں سے رقم جمع کرتا تھا اور اس سے آگے سرمایہ کاری کر کے نفع یونٹ ہولڈرز میں تقسیم کرتا تھا۔

اس کے نظام میں دو خرابیاں تھیں: ایک یہ کہ "N.I.T" کی سرمایہ کاری زیادہ تر بینک، سودی اداروں اور حرام کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے شیئرز میں ہوتی تھی۔ اس کے تدارک کے لیے "N.I.T" کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ سودی اور حرام کاروبار کرنے والے اداروں اور کمپنیوں کے شیئرز میں سرمایہ کاری نہیں کرے گا۔

دوسری خرابی یہ تھی کہ حکومت نے ضمانت دی ہوئی تھی کہ اگر نقصان ہوا تو وہ حکومت ادا کرے گی، جبکہ حکومت خود "N.I.T" میں شریک بھی تھی اور ایک شریک کا دوسرے شرکاء کے لیے نقصان کا ضامن بننا یا نفع کا ذمہ دار بننا جائز نہیں۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ حکومت "N.I.T" سے اپنا حصہ ختم کرے تو پھر یہ طرف ثالث کی ضمانت ہوگی اور فقہ حنفی کے رو سے اگرچہ اس کی گنجائش نہیں، کیونکہ کفالت حق لازم اور مضمون کی صحیح ہوتی ہے، جبکہ شرکت اور مضاربہ میں سرمایہ مضمون نہیں ہوتا۔ اسی طرح "ضمان الخسران باطل" کوئی شخص کسی کو کہے کہ تم یہ کاروبار کرلو، اگر اس میں تم کو خسارہ ہوا تو میں ضامن ہوں گا" یہ ضمانت باطل ہے۔ لہٰذا یہ محض ایک وعدہ ہے جو قضاءً لازم اور نافذ نہیں۔

مالکیہ کے ہاں طرف ثالث کی یہ ضمانت قضاءً بھی لازم ہوتی ہے، کیونکہ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسا وعدہ جس کی وجہ سے موعود لہ کو کسی کام پر آمادہ کیا گیا ہو، وہ قضاءً بھی لازم ہوتا ہے، لہٰذا یہاں بھی طرف ثالث کی ضمانت کو نافذ قرار دے کر حکومت کا حصہ "N.I.T" سے ختم کر دیا گیا۔

شروع میں تو "N.I.T" نے شریعت کے مطابق کام شروع کیا، مگر کارکردگی کی مسلسل نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے "N.I.T" کا یہ نظام پھر غیر شرعی بن گیا، کیونکہ سرمایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے "N.I.T" نے مندرجہ ذیل ناجائز طریقوں سے سرمایہ کاری شروع کر دی:

1 – غیر شرعی طریقہ سے مارک اپ پر کاروبار شروع کیا۔

2 – بینکوں کی طرح غلط اجارہ شروع کیا۔

3 – "پی ٹی سی" (P.T.C) کی ناجائز شکل اختیار کی گئی۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لیے یہ تجویز پیش کی تھی

کہ کمپنی سرمایے کے حصول کے لیے سودی بانڈ جاری کرنے کی بجائے "پارٹیسپیشن ٹرم سرٹیفکیٹ" کے نام سے مضاربہ کی دستاویزات ایک معین مدت کے لیے جاری کرے۔ اس کا حامل معین مدت میں کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہوگا اور بوقت ضرورت وہ اسے بیچ بھی سکے گا، لیکن اس میں تبدیلیاں کر کے جاری کیا گیا جن کی وجہ سے یہ بھی ناجائز شکل اختیار کر گئی۔

4 – طویل المیعاد سرمایہ کاری کے لیے "پی ٹی سی" سے ملتی جلتی "T.F.C" کے نام سے دستاویزات جاری کیے گئے۔

2 – "آئی، سی، پی" (I.C.P):

"آئی، سی، پی" "انویسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان" کا مخفف ہے۔ اس میں خرابی یہ تھی کہ اس کی سرمایہ کاری صرف کمپنیوں کے شیئرز میں ہوتی تھی۔ اس کے تدارک کے لیے اس کو ان کمپنیوں کے شیئرز لینے کا پابند بنایا گیا تھا جن کا کاروبار بنیادی طور پر جائز تھا، مگر عملاً ایسا ہو رہا ہے یا نہیں، اس کو اس کی بیلنس شیٹ وغیرہ میں دیکھ کر حکم بتانا چاہیے۔

3 – "ایس، آئی، ایف، سی" (S.I.F.C):

"ایس، آئی، ایف، سی" "سمال انڈسٹریز فنانس کارپوریشن" کا مخفف ہے۔ یہ ادارہ چھوٹی صنعتوں کو سود پر سرمایہ فراہم کرنے کے لیے وجود میں آیا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے مرابحہ اور اجارہ وغیرہ میں تمویل کی سفارش کی تھی۔

4 – "ایچ، بی، ایف، سی" (H.B.F.C):

"ایچ، بی، ایف، سی" "ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن" کا مخفف ہے۔ یہ ادارہ گھر بنانے یا خریدنے کے لیے سرمایہ فراہم کرتا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یہ معاہدہ "شرکت متناقصہ" یعنی "ڈکریسنگ پارٹنرشپ" (Decreasing Partnership) کے طور پر کیا جائے جس کا حاصل یہ ہے کہ تمویلی ادارے اور مکان کے خواہشمند کے مشترک سرمائے سے مکان خریدا یا بنایا جائے گا۔ دونوں کے درمیان اپنے اپنے سرمائے کے تناسب سے مکان میں "شرکتِ ملک" ہوگی۔ مکان بننے کے بعد عمیل، کارپوریشن کے حصے میں کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے رہے گا اور کارپوریشن کے حصے کو تھوڑا تھوڑا کر کے خریدتا بھی جائے گا۔ جب عمیل، کارپوریشن کے سارے حصے خرید لے گا تو

کارپوریشن کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور عمیل پورے مکان کا مالک بن جائے گا۔

فقہی اعتبار سے یہاں تین عقود (شرکتِ ملک، اجارہ اور بیع) ہوئے ہیں۔ اگر یہ تینوں عقود بغیر کسی شرطِ سابق کے الگ الگ ہوں تو یہ جائز ہے، مگر عملاً یہاں ایک معاہدے میں تین عقد ایک دوسرے کے ساتھ مشروط یا معروف ہوں گے اور اور اس طرح معاہدے کے بغیر چارہ کار بھی نہیں، اس لیے یہ صورتحال فقہی طور پر قابل غور ہے۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ایک عقد میں دوسرے عقد کی شرط لگانا اس وقت ناجائز ہے جب صلبِ عقد میں یہ شرط لگائی گئی ہو، لیکن اگر صلبِ عقد میں شرط نہ لگائی گئی ہو تو یہ جائز ہے اور اس پر ''صفقة فی صفقة'' یا ''بیع وشرط'' کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اس کی نظیر ''بیع بالوفاء'' ہے جس کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ وفاء کی شرط صلبِ بیع میں ہو تو ناجائز ہے، صلبِ بیع میں نہ ہو تو جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلبِ عقد میں دوسرے عقد کی شرط لگانا جائز نہیں، البتہ عقد سے پہلے یا بعد میں دوسرے عقد کا معاہدہ کرنا جائز ہے۔

اس تفصیل کی رو سے شرکتِ متناقصہ کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ پہلے تین عقود کا معاہدہ ہو جاتا ہے، پھر ہر عقد اپنے اپنے وقت پر بغیر کسی شرط کے ہوتا رہتا ہے، مگر یہاں بھی مسلسل نگرانی کے فقدان کی وجہ سے متعدد شرعی قباحتیں پائی جاتی ہیں۔

سوال نمبر 45: بیمہ کا مفہوم، اقسام اور اس کے شرعی متبادل پر تفصیل سے لکھیں۔

جواب:

بیمہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو مستقبل میں جو خطرات درپیش ہوتے ہیں، ان کے بارے میں کوئی اور انسان یا ادارہ یہ ضمانت دیتا ہے کہ فلاں قسم کے خطرات کے مالی اثرات کی میں تلافی کر دوں گا۔[1] اس کو عربی میں ''تامین'' اور انگریزی میں ''انشورنس'' (Insurance) کہتے ہیں۔

---

(1)...... مشہور یہ ہے کہ اس کا آغاز چودہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ ایک ملک سے مال دوسرے ممالک تک بحری جہاز میں روانہ کیا جاتا تھا۔ بحری جہاز ڈوب جانے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے ابتداءً بیمہ کا آغاز ہوا۔ علامہ شامی نے ''سوکرہ'' کے نام اس کا ذکر کیا ہے۔

بیمہ کی تین بڑی قسمیں ہیں:

میں ''قسط'' کہتے ہیں۔ اگر اس چیز کو حادثہ کی وجہ سے کوئی نقصان لاحق ہو جائے تو بیمہ کمپنی اس کی مالی تلافی کر دیتی ہے اور اگر کوئی حادثہ پیش نہ آئے تو پریمیم واپس نہیں ہوتا۔

1 – تأمين الأشياء:

سامان، مثلاً: جہاز، گاڑی اور مکان وغیرہ میں کسی حادثے کی وجہ سے نقصان ہو جانے کی تلافی کے لیے جو بیمہ کرایا جاتا ہے، اس کو اردو میں ''سامان کا بیمہ'' کہتے ہیں۔ اس میں بیمہ کرنے والا شخص متعین فیس ادا کرتا ہے جسے انگریزی میں ''پریمیم'' (Premium) اور عربی

2 – تأمين المسؤلية:

مستقبل میں آنے والی کسی ذمہ داری سے نمٹنے کے لیے جو بیمہ کرایا جاتا ہے، اسے عربی میں ''تأمين المسؤلية'' اور انگریزی میں ''تھرڈ پارٹی انشورنس'' (Third Party Insurance) کہتے ہیں، مثلاً: گاڑی روڈ پر لانے سے حادثے کے نتیجے میں کسی دوسرے کا نقصان ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے جس کی تلافی کے لیے بیمہ کرایا جاتا ہے اور نقصان ہو جانے کی صورت میں بیمہ کمپنی تاوان ادا کر دیتی ہے۔

3 – تأمين الحياة:

بیمہ کی اس قسم کو اردو میں ''زندگی کا بیمہ'' کہتے ہیں جس میں کمپنی بیمہ دار سے معاہدہ کرتی ہے کہ اگر مخصوص مدت میں یا بعض صورتوں میں جب بھی بیمہ دار کا انتقال ہو جائے تو بیمہ کمپنی طے شدہ رقم اس کے ورثاء کو ادا کرے گی۔ اگر مدت مخصوص ہو اور اس مدت میں بیمہ دار کا انتقال نہ ہو تو مدت ختم ہونے کے بعد اصل رقم سود کے ساتھ واپس مل جاتی ہے۔

ہیئتِ ترکیبی کے لحاظ سے بیمہ کی تین قسمیں ہیں:

1 – التأمين الاجتماعي:

حکومت کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتی ہے جس میں افراد کے کسی مجموعے کو اپنے کسی نقصان کی تلافی یا کسی فائدے کے حصول کی سہولت حاصل ہوتی ہے، اسے انگریزی میں ''گروپ انشورنس'' (Group Insurance) کہتے ہیں۔

2 – التأمین التبادلی:

جن لوگوں کے خطرات ایک نوعیت کے ہوتے ہیں، وہ آپس میں مل کر ایک فنڈ بنا لیتے ہیں اور یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو کوئی حادثہ پیش آئے تو اس فنڈ میں سے اس کے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔ اسے عربی میں ''التأمین التعاونی'' اور انگریزی میں ''میوچول انشورنس'' (Mutual Insurance) کہتے ہیں۔ یہ شرعاً قابل گنجائش ہے۔

3 – التأمین التجاری:

ایک کمپنی قائم کی جاتی ہے جس کا مقصد بیمہ کو بطور تجارت اختیار کر کے نفع کمانا ہوتا ہے۔ بیمہ کرانے والے شخص کے ساتھ کمپنی یہ معاہدہ کرتی ہے کہ اتنی رقم کی اتنی قسطیں آپ ادا کریں گے تو نقصان کی صورت میں کمپنی آپ کے نقصان کی تلافی کرے گی۔ اسے عربی میں ''التأمین بقسط ثابت'' اور انگریزی میں ''کمرشل انشورنس'' (Commercial Insurance) کہتے ہیں۔

جمہور مشاہیر علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں، کیونکہ اس بیمہ میں قمار، غرر اور ربوٰا ہوتا ہے۔ قمار اس لیے کہ ایک طرف سے ادائیگی متعین اور دوسری طرف سے موہوم ہے اور ربوٰا اس طرح کہ یہاں روپے کے روپے سے تبادلے میں تفاضل ہے، کیونکہ بیمہ دار کی طرف سے کم رقم دی جاتی ہے اور اسے زیادہ رقم ملتی ہے اور غرر اس طرح ہے کہ معلوم نہیں کہ کتنی رقم واپس ہوگی۔

علامہ مصطفیٰ زرقاء اور علامہ شیخ علی الخفیف اس کے جواز کے قائل ہیں، ذیل میں ان کے دلائل کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

1 – قمار اور بیمہ میں فرق ہے، قمار باقاعدہ عقد نہیں، محض ایک لعب اور ہزل ہوتا ہے، جبکہ بیمہ باقاعدہ ایک عقد اور جد ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس عقد کا قمار، ربوٰا اور غرر پر مشتمل ہونا ہم واضح کر چکے ہیں اور قمار کے لیے ضروری نہیں کہ وہ لعب اور ہزل ہو، جد ہونے کی صورت میں بھی قمار متحقق ہو جاتا ہے۔

2 – یہاں معقود علیہ وہ امان اور اطمینان ہے جو بیمہ کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے اور امان کا معاوضہ ادا کرنا جائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امان معقود علیہ نہیں، بلکہ معقود علیہ روپے ہیں، جبکہ امان اس کا ثمرہ ونتیجہ ہے اور روپے کو معقود علیہ بنانے کی صورت میں مساوات شرط ہے جو بیمہ میں مفقود ہے۔

3 – ''التأمین التبادلی'' کے جواز کے تمام علماء قائل ہیں اور ''التأمین التجاری'' بھی اسی کی ایک وسیع تر صورت ہے، لہٰذا وہ بھی جائز ہونی چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ''التأمین التبادلی'' ایک تبرع ہے اور ''التأمین التجاری'' عقدِ معاوضہ ہے۔ تبرع میں غرر متحمل ہوتا ہے، عقد معاوضہ میں نہیں۔

4 – ''بیمہ'' ایک عقدِ جدید ہے اور عقود میں اصل اباحت ہے، لہٰذا جب تک اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، اس کی گنجائش ہونی چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بیمہ کی شرعی خامیاں ''قمار، ربوٰا اور غرر'' ہم نے بیان کر دی ہیں، لہٰذا یہاں اباحت اصلیہ کا قاعدہ نہیں چل سکتا۔

بیمہ کا متبادل:

بیمہ کا شرعی متبادل تعاونی بیمہ ہے۔ اس کے علاوہ اب عالمِ اسلام کے کئی ملکوں میں ''شرکات التکافل'' کے نام سے کچھ کمپنیاں بیمہ کے متبادل کے طور پر قائم ہوئی ہیں۔ ہر بیمہ دار کمپنی کا شیئر ہولڈر ہوتا ہے، کمپنی اپنا سرمایہ نفع بخش کاموں میں لگا کر اس کا نفع بھی اپنے شیئر ہولڈرز میں تقسیم کرتی ہے اور اپنے ریزرو فنڈ سے بیمہ داروں کے نقصانات کی تلافی بھی کرتی ہے۔

سوال نمبر 46: ملکی بجٹ اور اس کی تیاری کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

جواب:

ہر سال حکومت کی آمدنی اور اخراجات کے تعین کے لیے جو دستاویز تیار کی جاتی ہے، اس کو اردو میں ''میزانیہ'' اور انگریزی میں ''بجٹ'' (Budget) کہتے ہیں۔

بجٹ وفاقی حکومت کا الگ، صوبائی اور ضلعی حکومتوں کا الگ الگ ہوتا ہے۔ وفاق اور چاروں صوبوں کے بجٹوں پر مشتمل ایک مجموعی بجٹ بھی تیار کیا جاتا ہے جس کو انگریزی میں ''کونسولیڈیٹر بجٹ'' (Consolidater Budget) کہتے ہیں۔

بجٹ کے ایک حصے میں آنے والے سال کے متوقع اخراجات اور دوسرے حصے میں

آیندہ سال کی متوقع آمدنی درج ہوتی ہے۔ اگر متوقع آمدنی اخراجات کے مقابلے میں کم ہو تو اسے ''خساراتی بجٹ'' کہتے ہیں، آمدنی اور اخراجات برابر ہوں تو اسے ''متوازن بجٹ'' اور اگر آمدنی اخراجات سے زائد ہو تو اسے ''فاضل بجٹ'' کہا جاتا ہے۔

اخراجات:

اخراجات دو قسم کے ہوتے ہیں:

جاری اخراجات:

اس سے مراد وہ اخراجات ہیں جن کا فائدہ صرف اس دورانیے میں حاصل ہوتا ہے جس کے لیے بجٹ بنایا گیا ہے۔

جامد اخراجات:

وہ اخراجات جن کا فائدہ اس دورانیے کے بعد بھی ہوتا ہے، مثلاً: سڑکوں، پل وغیرہ کے اخراجات، ان کو ''ترقیاتی اخراجات'' بھی کہتے ہیں۔

آمدنی: 1 –

آمدنی بھی دو قسم کی ہوتی ہے:

محصولاتی آمدنی:

وہ آمدنی جو حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے، ٹیکس دو قسم کے ہوتے ہیں:

1 – **بلاواسطہ ٹیکس:** وہ ٹیکس جس کا بار کسی اور پر نہ ڈالا جاسکے، جیسے: آمدنی، تنخواہ وغیرہ پر ٹیکس۔ اس کو انگریزی میں ''ڈائریکٹ ٹیکس'' (Direct Tax) کہتے ہیں۔

2 – **بالواسطہ ٹیکس:** وہ ٹیکس جس کا بار دوسرے پر ڈالا جاسکے، مثلاً: کارخانے اور دکان وغیرہ پر ٹیکس۔ اس کو انگریزی میں ''اِن ڈائریکٹ ٹیکس'' (Indirect Tax) کہتے ہیں۔

ٹیکس لگاتے وقت مندرجہ ذیل اصول کی رعایت ہونی چاہیے:

☆ ٹیکس میں ابہام نہ ہو۔

☆ ٹیکس کی ادائیگی کا طریقہ آسان ہو۔

☆ حکومت کی ضرورت سے نہ زیادہ ہو اور نہ ہی کم۔

☆ ٹیکس کی شرح اشیاء کی قیمتوں اور آمدنی میں اُتار چڑھاؤ کے ساتھ خود بخود

بدل جاتی ہو۔

غیر محصولاتی آمدنی:

غیر محصولاتی آمدنی سے مراد وہ آمدنی ہے جو سرکاری یا نیم سرکاری اداروں مثلاً: واپڈا، ٹیلی فون اور پی آئی اے وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے۔

غیر سودی معیشت کو اختیار کرنے کی صورت میں ترقی پذیر ممالک میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سود پر قرض لینے کا دروازہ بند کر دیا جائے تو بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے جو اندرونی اور بیرونی قرضے لیے جاتے ہیں، ان کے حصول کی کیا صورت ہوگی، کیونکہ حکومت کو جن اخراجات مثلاً: افواج کے لیے جدید اسلحہ وغیرہ خریدنے کے لیے قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے، ان سے براہ راست کوئی آمدنی نہیں ہوتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے غیر ضروری اخراجات کو ختم کیا جائے، رشوت اور بددیانتی کی بیخ کنی کی جائے۔ اس کے علاوہ بھی حکومت بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے مختلف طریقہ ہائے تمویل اختیار کر سکتی ہے جن میں چند درج ذیل ہیں:

1 – حکومت کے نفع بخش ادارے، مثلاً: ٹیلیفون اور ٹیلیگراف وغیرہ جیسے محکموں کی تمویل کے لیے مضاربہ سر ٹیفکیٹ جاری کیے جاسکتے ہیں، یعنی جو لوگ یہ مضاربہ سر ٹیفکیٹ لیں گے، وہ اس تجارتی ادارے کے منافع میں بحصہ رسدی شریک ہوں گے۔

2 – جو منصوبے کسی بھی صورت میں نفع بخش نہ ہوں، ان کی تمویل کے لیے غیر سودی بانڈز جاری کیے جاسکتے ہیں اور ان کے حاملین کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاسکتی ہے۔

3 – ایک یہ تجویز بھی قابلِ غور ہے کہ حکومت کو قرضے دے کر سرکاری تمسکات لینے والوں کو ان کے قرضوں پر کوئی مشروط اور طے شدہ اضافہ تو نہ دیا جائے، لیکن کبھی کبھی کچھ انعام دے دیا جائے، لیکن اندیشہ یہ ہے کہ متواتر عمل کے نتیجے میں یہ ''المعروف کالمشروط'' کی زد میں آجائے گا۔

4 – حکومت کو سرکاری کاموں کے لیے مشینی سامان کی ضرورت ہوتی ہے، کسی مالیاتی ادارے سے وہ سامان اجارہ پر حاصل کیا جائے۔

5 – ان کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حکومت اپنے اخراجات کی تمویل کے

لیے ایک تجارتی مالیاتی ادارہ قائم کرے، عوام سے مضاربہ سرٹیفکیٹ کے ذریعے رقم جمع کر کے حکومت شرکت، مضاربت، اجارہ اور مرابحہ کی بنیاد پر تمویل کرے۔ اس تمویل کے نتیجے میں جو آمدنی حاصل ہو جائے، وہ مضاربہ سرٹیفکیٹ کے حاملین میں بحصۂ رسدی تقسیم کی جائے۔ یہ مضاربہ سرٹیفکیٹس ثانوی بازار میں قابلِ بیع وشراء بھی ہو سکتے ہیں۔

اسٹیٹ بینک کے قرضوں اور وفاقی وصوبائی حکومتوں کے درمیان قرضوں میں سود کو ختم کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

بیرونی قرضے حاصل کرنے کے لیے دوسرے ممالک کو اسلامی طریقہ ہائے تمویل کی بنیاد پر رقمیں فراہم کرنے کے لیے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

''آئی، ایم، ایف'' اور ''ورلڈ بینک'' میں بھی اسلامی طریقہ ہائے تمویل پر باقاعدہ ریسرچ ہو رہی ہے۔ ''آئی، ایف، سی'' (I.F.C) یعنی ''انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن'' جو عالمی بینک کے طرز کا ایک ادارہ ہے، اب اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں سے اسلامی طریقہ ہائے تمویل کی بنیاد پر از خود معاملات کر رہا ہے۔ ان حالات میں اگر اسلامی ممالک سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ دوسری حکومتوں سے اس بنیاد پر معاملات کرنے کی کوشش کریں تو اس میں ان شاء اللہ کامیابی زیادہ مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اور پوری اسلامی دنیا کی معیشت کو اسلامی اصولوں پر استوار فرمائیں!... آمین ثم آمین!!!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين!

——oOo——

فرہنگ

''اسلام اور جدید معیشت و تجارت'' میں موجود تمام اصطلاحات کا انگریزی حروفِ تہجی کے اعتبار سے ایک جامع اور مختصر انڈیکس

ترتیب

مولانا شمس الحق شہاب زئی

استاذ جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی

ناشر: الفلاح کراچی

Actuary:

بیمہ کمپنی بیمہ کرانے والوں سے جتنی قسطیں وصول کرتی ہے، کمپنی ان قسطوں کا تعین کرنے کے لیے حساب کرلیتی ہے تاکہ جس خطرے کے لیے بیمہ ہوگا، اس کے متوقع نقصانات ادا کرکے کمپنی کو نفع بچ سکے۔ اس حساب کے ماہر کو ''ایکچوری'' کہتے ہیں۔

Accounts Receivable:

کمپنی نے جو رقم کسی سے وصول کرنی ہے، مثلاً: فروخت کی ہوئی چیز کی قیمت جو ابھی وصول کرنی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''اکاؤنٹس ریسیوایبل'' کہتے ہیں۔

Agency:

بین الاقوامی تجارت میں بینک درآمد کنندہ کا وکیل بن کر برآمد کنندہ سے معاملات طے کرتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ایجنسی'' عربی اور اردو میں ''وکالت'' کہتے ہیں۔

Agreement:

کسی بھی معاہدے کو انگریزی میں ''اِگری مِنٹ'' کہتے ہیں۔

Agricultural Bank:

جو بینک صرف شعبہ زراعت کے لیے قرضے فراہم کرتا ہے، اس کو انگریزی میں ''ایگری کلچرل بینک'' اردو میں ''زرعی بینک'' اور عربی میں ''المصرف الزراعی'' کہتے ہیں۔

Allocation of Resources:

دستیاب وسائل، منتخب کردہ ضروریات میں کس مقدار سے استعمال کیے جائیں؟ اس کو انگریزی میں ''ایلوکیشن آف ریسورسز'' عربی میں ''تحدید الوسائل'' اور اردو میں ''وسائل کی تخصیص'' کہتے ہیں۔

Annual General Meeting:

کمپنی میں شریک تمام شیئر ہولڈرز کا سالانہ ایک اجلاس ہوتا ہے جس میں کمپنی کی پالیسی اور حسابات پر بحث ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''اینول جنرل میٹنگ'' اردو میں ''سالانہ اجلاس'' اور عربی میں ''الجمعیة العمومیة السنویة'' کہتے ہیں۔

Articales of Association:

کمپنی کے نظم وضبط کے لیے بنائے گئے ضوابط کو انگریزی میں ''آرٹیکل آف ایسوسی ایشن'' اردو میں ''کمپنی کے انتظامی ضوابط'' اور عربی میں ''نظام الجمعیة'' یا ''لائحة الجمعیة'' کہتے ہیں۔

Assets:

کمپنی کی مختلف املاک کو انگریزی میں ''ایسٹس'' اردو میں ''اثاثے'' اور عربی میں ''الموجودات'' یا ''الأصول'' کہتے ہیں۔

Authorised Capital:

حکومت کمپنی کے لیے کچھ سرمایہ منظور کرتی ہے کہ وہ اتنے سرمایے کے شیئرز جاری کرسکتی ہے، اس سرمایہ کو انگریزی میں ''اتھارائزڈ کیپٹل'' اردو میں ''منظور شدہ سرمایہ'' اور عربی میں ''راس المال المسموح'' یا ''المصرح به'' کہتے ہیں۔

Balance Sheet:

کسی بھی تجارتی دورانیے میں نفع ونقصان معلوم کرنے کے لیے کمپنی کی ذمہ داریوں اور اثاثوں کی تفصیل پر مشتمل دستاویز کو انگریزی میں ''بیلنس شیٹ'' اردو میں ''تختۂ توازن'' اور عربی میں ''لائحة الرصید'' کہتے ہیں۔

Bank:

ایک ایسا تجارتی ادارہ جو لوگوں کی رقمیں اپنے پاس ''کرنٹ اور سیونگ'' اکاؤنٹ کی صورت میں جمع کرکے تاجروں، صنعت کاروں اور دیگر ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے، اسے انگریزی میں ''بینک'' اور عربی میں ''البنک'' اور ''المصرف'' کہتے ہیں۔

Banking Loans:

حکومت کبھی کبھار اسٹیٹ بینک سے قرض لیتی ہے، اسٹیٹ بینک نوٹ چھاپ کر کے حکومت کو دیتی ہے، اس کو اردو میں ''بینکی قرضے'' اور انگریزی میں ''بینکنگ لانز'' کہتے ہیں۔

Bank Rate:

مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو جس شرح سود پر قرضہ دیتا ہے، اسے انگریزی میں ''بینک

ریٹ'' اور عربی میں'' سعر البنک'' کہتے ہیں۔

Barter:

سامان کے بدلے سامان کے بیچنے کو انگریزی میں ''بارٹر'' اور عربی میں'' المقايضة'' کہتے ہیں۔

Basket of Goods:

وہ غیر متعین، متفرق اشیاء کا مجموعہ جس کو نوٹ کے پیچھے فرض کیا گیا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''باسکٹ آف گڈز'' اور عربی میں'' سلة المبضائع'' کہتے ہیں۔

Bear Market:

کسی کمپنی کے شیئرز کی قیمت گر جائے تو اس شیئر کی مارکیٹ کو انگریزی میں'' بیئر مارکیٹ'' کہتے ہیں۔

bearer Share:

وہ شیئر جس پر حصہ دار کا نام لکھا ہوا نہ ہو، بلکہ جس کے ہاتھ میں ہو، وہی اس کا مالک ہو۔ اس کو انگریزی میں ''بیئرر شیئر'' اردو میں ''غیر رجسٹرڈ حصہ'' اور عربی میں'' السهم لحاملهٗ'' کہتے ہیں۔

Bill of Exchange:

دَینِ موَجل کی وہ دستاویز جس پر مدیون یہ تحریر لکھ کر دستخط کرتا ہے کہ میرے ذمے فلاں تاریخ کو اس بل کے ذریعے اتنی رقم کی ادائیگی واجب ہے۔ اسے انگریزی میں'' بل آف ایکسچینج'' اردو میں ''ہنڈی'' اور عربی میں'' کمبيالة'' کہتے ہیں۔

Bimetellic standard:

جس زمانے میں سونے اور چاندی دونوں کے سکے رائج تھے، اس دور کے نظام کو اردو میں'' دودھاتی معیار'' عربی میں'' نظام المعدنين'' انگریزی میں ''میٹلک اسٹینڈرڈ'' کہتے ہیں۔

Bill of lading

وہ بل جو جہاز ران کمپنی برآمد کردہ مال بک ہونے پر جاری کرتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''بل آف لوڈنگ'' اور عربی میں'' بوليصة الشحن'' کہتے ہیں۔

Board of Directors:

کمپنی کے حصہ داروں میں سے چند افراد پر مشتمل وہ مجلس یا کمیٹی جو کمپنی کے لیے کاروبار کرتی ہے۔ اسے انگریزی میں'' بورڈ آف ڈائریکٹرز'' اردو میں'' انتظامی بورڈ'' اور عربی میں ''مجلس الإدارة'' کہتے ہیں۔

Bond:

عوام سے سود پر قرضہ لینے کے لیے کمپنی جو سند جاری کرتی ہے، اسے انگریزی میں ''بانڈ'' اور عربی میں'' سند'' کہتے ہیں۔

Bonus Share:

کمپنی کے پاس نفع تقسیم کرنے کے لیے سرمایہ نہ ہو تو نفع کو نقد رقم کی صورت میں تقسیم کرنے کی بجائے کمپنی نئے شیئرز جاری کرتی ہے، اس کو انگریزی میں ''بونس شیئر'' کہتے ہیں۔

Book Value:

کسی بھی چیز کی اصل قیمتِ خرید کو انگریزی میں'' بک ویلیو'' اردو میں'' کتابی قیمت'' اور عربی میں'' القيمة الأصلية'' کہتے ہیں۔

Break Up Value:

کمپنی تحلیل ہوتے وقت ہر شیئر کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جو حصہ آئے گا، اس کو انگریزی میں'' بریک اپ ویلیو'' کہتے ہیں۔

Bretton woods conference:

''بریٹن ووڈز کانفرنس'' 1944ء میں امریکی شہر'' بریٹن ووڈز'' میں یورپ کی تعمیر نو کے لیے منعقد کی گئی کانفرنس کا نام ہے۔

Brettonwoods System of exchange Rate:

''بریٹن ووڈز کانفرنس'' کا منظور کردہ نظام جس میں ہر ملک کی کرنسی کی پشت پر ڈالر اور ڈالر کی پشت پر سونا تھا۔ اس نظام کو انگریزی میں'' بریٹن ووڈز سسٹم آف ایکسچینج ریٹ'' کہتے ہیں۔

Budget:

حکومت ہر سال اپنی آمدنی اور اخراجات کے تعین کے لیے جو دستاویز تیار کرتی ہے،

اس کو اردو میں ''میزانیہ'' اور انگریزی میں ''بجٹ'' کہتے ہیں۔

:Bull Market

کسی کمپنی کے شیئرز کی قیمت بڑھ جائے تو ان شیئرز کی مارکیٹ کو ''بُل مارکیٹ'' کہتے ہیں۔

:Business

کسی بھی تجارتی کام کو انگریزی میں ''بزنس'' اور اردو میں ''کاروبار'' کہتے ہیں۔

:Buy Back

کوئی شخص دوسرے سے کوئی چیز نقد قیمت پر خرید کر پھر نفع پر اسی شخص کو دوبارہ اُدھار بیچ دیتا ہے اور بسا اوقات پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔ اس کو انگریزی میں ''بائی بیک'' کہتے ہیں۔ یہ دراصل ''شراء بشرط البیع'' ہے۔

:Capital

وہ سرمایہ جو کسی عملِ پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہوا اور اگلے عملِ پیدائش میں استعمال ہو رہا ہو، اس کو انگریزی میں ''کیپٹل'' اردو میں ''سرمایہ'' اور عربی میں ''رأس المال'' کہتے ہیں۔

:Capitalism

یورپ کے چند سرمایہ داروں نے ایک نظامِ تجارت کی داغ بیل ڈالی تھی، جسے بعد میں ''کیپٹلزم'' کا نام دیا گیا۔ اس میں پورا مدار بظاہر مارکیٹ فورسز پر رکھا گیا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کیپٹلزم'' اردو میں ''سرمایہ دارانہ نظام'' اور عربی میں ''الرأسمالیۃ'' کہتے ہیں۔

:Capital Gain

شیئر کی قیمت بڑھنے سے حاصل ہونے والے نفع کو انگریزی میں ''کیپٹل گین'' کہتے ہیں۔

:Capital Mark

یہ ''فنانشل مارکیٹ'' کا دوسرا نام ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

:Chief Executive

''بورڈ آف ڈائریکٹرز'' کے سربراہ کو عربی میں ''العضو المنتدب'' اور انگریزی میں ''چیف ایگزیکٹو'' کہتے ہیں۔

:Central Bank

وہ بینک جو ملک کے تمام تجارتی بینکوں کا نگران ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''سینٹرل بینک'' اردو میں ''مرکزی بینک'' اور عربی میں ''البنک الرئیسی'' کہتے ہیں۔

:Clearing Hosue

مرکزی بینک میں وہ شعبہ جو تجارتی بینکوں کے باہمی لین دین کا تصفیہ کرتا ہے۔ اسے انگریزی میں ''کلیرنگ ہاؤس'' اردو میں ''تصفیہ گھر'' اور عربی میں ''غرفة المقاصة'' کہتے ہیں۔

:Client

کسی بینک یا تمویلی ادارے سے کوئی معاملہ کرنے والے شخص کو انگریزی میں ''کلائنٹ'' اردو میں ''گاہک'' اور عربی میں ''عمیل'' کہتے ہیں۔

:Collective Interest

اجتماعی مفاد جسے سوشل ازم میں منصوبہ بندی کرتے وقت بنیادی طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کلیکٹو انٹرسٹ'' اردو میں ''اجتماعی مفاد'' اور عربی میں ''الفائدة الجماعیة'' کہتے ہیں۔

:Collective Property

قومی ملکیت جس میں تمام وسائل پیداوار ہوں۔ اس کو انگریزی میں ''کلیکٹو پراپرٹی'' اردو میں ''اجتماعی ملکیت'' اور عربی میں ''الملک الجماعی'' کہتے ہیں۔

:Commercial Bank

وہ بینک جو تجارتی طور پر عمومی تمویل کا کام کرتا ہے اور کسی شعبے کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔ اس کو انگریزی میں ''کمرشل بینک'' اور عربی میں ''البنک التجاری'' کہتے ہیں۔

:Commercial Insurance

وہ بیمہ جس کو کوئی کمپنی بطور تجارت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کمرشل انشورنس'' اردو میں ''تجارتی بیمہ'' اور عربی میں ''التأمین التجاری'' یا ''التأمین بقسط ثابت'' کہتے ہیں۔

:Communism

سوشلزم کی انتہائی شکل جس کا فلسفہ یہ تھا کہ ہر آدمی اشیائے ضرورت دکان سے بلا معاوضہ لے جائے گا اور خود بلا معاوضہ کام کرے گا۔ اسے انگریزی میں ''کمیونزم'' اردو میں ''اشتمالیت'' اور عربی میں ''الشیوعیة'' کہتے ہیں۔

:Compensation

دَین کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر کرنے کی وجہ سے مدیون پر مالی جرمانہ عائد کرنے کو انگریزی میں ''کمپن سیشن'' اور عربی میں ''تعویض مالی'' کہتے ہیں۔

:Consolldater Budget

وفاق اور چاروں صوبوں کے بجٹوں پر مشتمل ایک ''مجموعی بجٹ'' بھی تیار کی جاتی ہے جس کو انگریزی میں ''کونسولیڈیٹر بجٹ'' کہتے ہیں۔

:Consumpation of Wealth

حاصل شدہ پیداوار کس طریقے سے خرچ کی جائے، اس کے طے کرنے کے عمل کو انگریزی میں ''کنزمپشن آف ویلتھ'' اردو میں ''صرفِ دولت'' اور عربی میں ''استهلاک الثروة'' کہتے ہیں۔

:Conditionallty Tranche

''آئی، ایم، ایف'' سے ہر ملک کو جو قرضہ ملتا ہے، اس کے پہلے حصے کے بعد والے حصوں میں، قرض لینے میں سود، مشکلات اور شرائط بڑھ جاتی ہیں۔ ان حصوں کو انگریزی میں ''کنڈیشنلیٹی ٹرانچز'' کہتے ہیں۔

:Convertible Bonds

بانڈ کی ایک قسم ہے جسے مخصوص مدت کے بعد شیئر میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے بانڈز کو انگریزی میں ''کنورٹیبل بانڈز'' اور عربی میں ''سندات قابلة للتحويل'' کہتے ہیں۔

:Co-Operative Bank

وہ بینک جو امدادِ باہمی کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور قرض کا دائرہ صرف ممبران تک محدود ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کوآپریٹو بینک'' اور عربی میں ''المصرف التعاوني'' کہتے ہیں۔

:Co Operative Society

وہ ادارہ جو امدادِ باہمی کے لیے قائم ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کوآپریٹو سوسائٹی'' اور عربی میں ''جمعية تعاونية'' کہتے ہیں۔

:Corporate Law Authority

''کارپوریٹ لاء اتھارٹی'' کمپنی کی تشکیل کی اجازت دینے والا سرکاری ادارہ تھا۔ آج کل یہ ذمہ داری ''سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان'' کے سپرد ہے۔

:Cost Push Inflation

وہ ''افراطِ زر'' جو اشیاء کی تیاری کے مصارف میں اضافے کی وجہ سے ہو۔ اس کو انگریزی میں ''کاسٹ پُش انفلیشن'' اور عربی میں ''تضخم بسبب رفع الأسعار'' کہتے ہیں۔

:Credit

کسی شخصی یا ادارے کو کچھ مدت کے لیے رقم فراہم کرنا، مثلاً یہ کہ بینک درآمد کنندہ کی طرف سے رقم ادا کرتا ہے اور یہ رقم اس پر قرض ہو جاتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''کریڈٹ'' اردو میں ''قرض'' اور عربی میں ''دَین'' کہتے ہیں۔

:Credit Ceiling

مرکزی بینک کی طرف سے قرضے جاری کرنے کے لیے مقررہ حد جس کی پابندی کرتے ہوئے مختلف بینک لوگوں کو قرضے فراہم کر سکتے ہیں۔ اس حد کو انگریزی میں ''کریڈٹ سیلنگ'' اور عربی میں ''سقف الاعتماد'' کہتے ہیں۔

:Current Account

بینک میں لوگوں کا وہ کھاتہ جس میں رکھی ہوئی رقم پر سود یا نفع نہیں ملتا۔ اس کو انگریزی میں ''کرنٹ اکاؤنٹ'' اردو میں ''مدِ رواں'' اور عربی میں ''الحساب الجاري'' کہتے ہیں۔

:Current Assets

وہ اثاثے جو نقد ہوں یا بسہولت نقد پذیر ہوں۔ اس قسم کے اثاثوں کو انگریزی میں ''کرنٹ ایسٹس'' اردو میں ''رواں اثاثے'' اور عربی میں ''موجودات متداولة'' کہتے ہیں۔

:Current Liabilities

کمپنی کے ذمے دوسرے لوگوں کے وہ حقوق جو تھوڑی مدت میں ادا کرنے ہوتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں ''کرنٹ لائبیلیٹیز'' اور اردو میں ''رواں ذمہ داریاں'' کہتے ہیں۔

:Daily Product Basis

ایک دن میں ایک روپیہ نے اوسطاً کتنا نفع کمایا، اس پر مبنی حساب کو انگریزی میں ''ڈیلی پروڈکٹ بیسز'' اردو میں ''روزانہ پیداوار پر مبنی حساب'' اور عربی میں ''الحساب الیومی'' کہتے ہیں۔

:Debenture

یہ بھی بانڈ کی ایک قسم ہے جو کمپنی کی کسی ایک یا ایک سے زائد جائیداد سے متعلق کر دیا جاتا ہے کہ اگر کمپنی نے قرضہ ادا نہ کیا تو ''ڈی بینچر'' کے خریدنے والے کو یہ جائیداد دے دی جائے گی۔ اس کو انگریزی میں ''ڈی بینچر'' اور عربی میں ''شهادة الاستثمار'' کہتے ہیں۔

:Decreasing partnership

دو شخص کسی چیز کو اپنے مشترکہ سرمایے سے خریدیں یا بنوائیں اور پھر ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ وقفے وقفے سے تھوڑا تھوڑا خریدتا رہے۔ اس کو انگریزی میں ''ڈیکریزنگ پارٹنرشپ'' اور عربی میں ''شركة متناقصة'' کہتے ہیں۔

:Deficit Financing

حکومت کو بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کو اردو میں ''خساراتی تمویل'' اور انگریزی میں ''ڈیفکٹ فائنانسنگ'' کہتے ہیں۔

:Deflation

زر کا پھیلاؤ کم ہونے کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں کمی آ جاتی ہے اور اس کی وجہ سے زر کی قدر میں اضافہ ہوتا ہے، اس کو انگریزی میں ''ڈیفلیشن'' اردو میں ''تفریطِ زر'' اور عربی میں ''انکماش'' کہتے ہیں۔ آج کل مطلقاً قیمتوں میں کمی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

:Demand

''ڈیمانڈ'' خریداروں کی اس خواہش کا نام ہے جس کی وجہ سے وہ یہ سامانِ تجارت قیمتاً بازار سے خریدتے ہیں۔ اصطلاح معاشیات میں ڈیمانڈ میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

خواہش، قوت خرید اور خریدنا۔ اس کو اردو اور عربی میں ''طلب'' کہتے ہیں۔

:Demand Pull Inflation

وہ ''افراطِ زر'' جو اشیاء کی طلب بڑھ جانے کی وجہ سے ہو۔ اس کو انگریزی میں ''ڈیمانڈ پُل انفلیشن'' اور عربی میں ''تضخم بسبب الطلب'' کہتے ہیں۔

:Deposit

لوگوں کی وہ رقم جو بینک کے پاس عرفاً بطور امانت اور فقہاً بطور قرض رکھی ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ڈپازٹ'' اردو میں ''امانتیں'' اور عربی میں ''ودائع'' کہتے ہیں۔

:Determination of Priorities

بے شمار ضروریات اور خواہشات میں سے اہم ضروریات اور خواہشات کو مقدم کرنے اور ان میں دستیاب وسائل خرچ کرنے کو انگریزی میں ''ڈٹرمینیشن آف پرپارٹیز'' اور اردو میں ''ترجیحات کا تعین'' کہتے ہیں۔

:Devaluation

کسی حکومت کا اپنے سکے کی قیمت خود گرانے کو انگریزی میں ''ڈیویلیوشن'' کہتے ہیں۔

:Development Bank

وہ بینک جو کسی بھی شعبے میں ترقیاتی کاموں کے لیے قرض فراہم کرتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ڈیویلپمنٹ بینک'' اردو میں ''ترقیاتی بینک'' اور عربی میں ''بنك التنمية'' کہتے ہیں۔

:Development Financial Insitutions

وہ مالیاتی ادارے جو ملک میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں ''ڈیویلپمنٹ فنانشنل انسٹی ٹیوشنز'' اور اردو میں ''ترقیاتی تمویل ادارے'' کہتے ہیں۔

:Direct Tax

وہ ٹیکس جس کا بار کسی اور پر نہ ڈالا جا سکے، جیسے: آمدنی، تنخواہ وغیرہ پر ٹیکس۔ اس کو اردو میں ''بلاواسطہ ٹیکس'' اور انگریزی میں ''ڈٹریکٹ ٹیکس'' کہتے ہیں۔

Direct Expenses:

سامانِ تجارت کی تیاری پر ہونے والے اصل اخراجات کو انگریزی میں ''ڈائریکٹ ایکسپینسز'' اردو میں ''براہ راست اخراجات'' اور عربی میں ''النفقات المباشرة'' کہتے ہیں۔

Discounter:

ہنڈی کو، اس پر لکھی ہوئی قیمت سے کم پر خریدنے والے کو اردو میں ''بٹہ لگانے والا'' اور انگریزی میں ''ڈسکاؤنٹر'' کہتے ہیں۔

Discounting of the Bill of Exchange:

ہنڈی کو، اس پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر بیچنے یا خریدنے کو انگریزی میں ''ڈسکاؤنٹنگ آف دی بل آف ایکسچینج'' اردو میں ''بٹہ لگانا'' اور عربی میں ''خصم الکمبیالة'' کہتے ہیں۔

Distributable Profit:

حصہ داروں میں تقسیم کیے جانے والے نفع کو انگریزی میں ''ڈسٹری بیوٹیبل پرافٹ'' اردو میں ''قابلِ تقسیم منافع'' اور عربی میں ''الربح الموزع'' کہتے ہیں۔ اسی کو ''ڈویڈنڈ'' بھی کہا جاتا ہے۔

Distribution of Income:

آمدنی کو مستحقین میں کس طرح اور کس بنیاد پر تقسیم کیا جائے، اس کے تعین کو انگریزی میں ''ڈسٹری بیوشن آف انکم'' اردو میں ''آمدنی کی تقسیم'' اور عربی میں ''توزیع الربح'' کہتے ہیں۔

Divident:

وہ قابلِ تقسیم نفع جو حصہ داروں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کو انگریزی میں ''ڈویڈنڈ'' کہتے ہیں۔

Distribution of Wealth

حاصل شدہ پیداوار کو مستحقین میں کس طرح اور کس بنیاد پر تقسیم کیا جائے، اس کے تعین کو انگریزی میں ''ڈسٹری بیوشن آف ویلتھ'' اردو میں ''تقسیم دولت'' اور عربی میں ''توزیع الثروة'' کہتے ہیں۔

Drawing Rights:

ہر ملک کو ''آئی، ایم، ایف'' میں متعین فنڈ جمع کرانے پر اسی ادارے سے قرض لینے کا حق ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ڈرائنگ رائٹس'' اردو میں ''قرض لینے کا حق'' اور عربی میں ''حقوق السحب'' کہتے ہیں۔

Economics:

محدود انسانی وسائل کو اس طرح استعمال کرنا کہ ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ضروریات پوری ہوجائیں، اسے انگریزی میں ''اِکنامکس'' اردو میں ''معاشیات'' اور عربی میں ''الاقتصاد'' کہتے ہیں۔

Endorsement:

ہنڈی بیچتے وقت اس کی پشت پر ہنڈی کا مالک دستخط کرکے اس کے حقوق، اس کے خریدنے والے شخص کی طرف منتقل کردیتا ہے، دستخط کرنے کے اس عمل کو انگریزی میں ''انڈورسمنٹ'' اردو میں ''عبارتِ ظہری لکھنا'' اور عربی میں ''تظهیر'' کہتے ہیں۔

Entrepreneur:

انٹرپرینیئر کسی بھی کام شروع کرنے کا وہ محرک ہے جو نفع ونقصان کا خطرہ مول لے کر عواملِ پیداوار اکٹھا کرتا ہے، مثلاً کارخانے کا مالک وغیرہ۔ اس کو انگریزی میں ''انٹرپرینیئر'' اور عربی میں ''آجر'' کہتے ہیں۔

Equitable Distribution of Income:

حاصل شدہ آمدنی کو اس طرح منصفانہ طور پر تقسیم کرنا کہ لوگوں کی تنخواہوں اور اُجرتوں میں زیادہ تفاوت نہ ہو۔ اس کو انگریزی میں ''اکویٹیبل ڈسٹری بیوشن آف اِنکم'' اور اردو میں ''آمدنی کی منصفانہ تقسیم'' کہتے ہیں۔

Exchange of Wealth:

لوگ ایک چیز کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے کے لیے کن طریقوں کو استعمال کریں گے، اس عمل کو انگریزی میں ''ایکسچینج آف ویلتھ'' اردو میں ''مبادلۂ دولت'' اور عربی میں ''مبادلة الثروة'' کہتے ہیں۔

Exchange Rate:

کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلے میں بیچنے کا جو نرخ ہے، اسے انگریزی میں ''ایکسچینج ریٹ'' اور اردو میں ''شرح مبادلہ'' کہتے ہیں۔

Export Financing:

وہ قرض جو بینک کسی شخص کو کسی چیز کے برآمد کرنے کے لیے دیتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''ایکسپورٹ فائنانسنگ'' اردو میں ''برآمدی تمویل'' اور عربی میں ''تمویل الصادرات'' کہتے ہیں۔

Face Value:

شیئر پر درج وہ قیمت جو کل سرمایے کی ایک اکائی ہوتی ہے اور شیئر کی قیمت قرار دی گئی ہو۔ اس کو انگریزی میں ''فیس ویلیو'' اور عربی میں ''القیمة الاسمیة'' کہتے ہیں۔

Factors of production:

دولت حاصل کرنے میں جن چیزوں کا دخل ہوتا ہے، ان کو انگریزی میں ''فیکٹرز آف پروڈکشن'' اردو میں ''عوامل پیداوار'' اور عربی میں ''عوامل الإنتاج'' کہتے ہیں۔

Feasibility Report:

کمپنی بنانے سے پہلے ایک رپورٹ تیار کروائی جاتی ہے جس میں یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ کاروبار کے چلنے کے کتنے امکانات ہیں، کتنے وسائل درکار ہوں گے اور اس پر کتنا نفع ہوگا؟ اس کو انگریزی میں ''فیزیبلیٹی رپورٹ'' اردو میں ''ابتدائی بنیادی رپورٹ'' اور عربی میں ''تقریر الإمکانیات'' کہتے ہیں۔

Fictitions person:

بسا اوقات ''شخص قانونی'' کو اردو میں ''فرضی شخص'' اور انگریزی میں ''فکٹیشس پرسن'' کہتے ہیں۔

Fiduciary Money:

جس نوٹ کے پیچھے سو فیصد سونا نہ ہو، اس کو انگریزی میں ''فجو شری منی'' اردو میں ''نوٹ'' اور عربی میں ''نقود الثقة'' کہتے ہیں۔

Financial Lease:

یہ سرمایہ حاصل کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ ہے جس میں اجارے کے بعد وہ چیز

مستاجر خرید لیتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''فنانشل لیز'' اور عربی میں ''الإجارة التمویلیة'' کہتے ہیں۔

Financial Market:

جس بازار میں شیئرز، بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کی جاری کردہ دستاویزات اور سرکاری تمسکات کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''فنانشل مارکیٹ'' اور عربی میں ''السوق المالیة'' کہتے ہیں۔ اسٹاک ایکسچینج بھی اس کا حصہ ہے۔

financing:

کسی شخص، بینک یا کمپنی کی طرف سے دوسرے کی ضروریات کے لیے رقم فراہم کرنے کو انگریزی میں ''فائنانسنگ'' اردو میں ''سرمایہ کاری'' اور عربی میں ''تمویل'' کہتے ہیں۔

Fixed Assets:

وہ غیر نقد اثاثے جو جلد نقد پذیر نہیں ہو سکتے۔ ان کو انگریزی میں ''فکسڈ ایسٹس'' اردو میں ''جامد اثاثے'' اور عربی میں ''موجودات ثابتة'' کہتے ہیں۔

Fixed Deposit:

بینک میں ایک مخصوص اکاؤنٹ ہوتا ہے جس میں موجودہ رقم مقررہ مدت سے پہلے واپس نہیں لی جاسکتی اور اس پر سود ملتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''فکسڈ ڈپازٹ'' اور عربی میں ''ودائع ثابتة'' کہتے ہیں۔

Fixed Exchange Rate System:

''بریٹن ووڈز کانفرنس'' کا نظام شرح مبادلہ جس میں کرنسیوں کے تبادلے کا نرخ عموماً ایک ہی ہوتا تھا۔ اس کو انگریزی میں ''فکسڈ ایکسچینج ریٹ سسٹم'' اور عربی میں ''نظام سعر الصرف الثابت'' کہتے ہیں۔

float:

بینک کے پاس رکھی ہوئی وہ رقم جس پر بینک سود ادا نہیں کرتا ''فلوٹ'' کہلاتی ہے۔

Floating loan:

جو قرضے حکومت اسٹیٹ بینک سے لیتی ہے، ان کو اردو میں ''رواں قرضے'' اور انگریزی

میں ''فلوٹنگ لانز'' کہتے ہیں۔

Floating Charge:

''فلوٹنگ چارج''، ''سیمپل مارٹ گیج'' کا دوسرا نام ہے۔اس کو عربی میں ''الذمة السائلة'' کہتے ہیں۔

Foriegn Exchange Bearer Certificate:

حکومت لوگوں سے بیرونی کرنسی کو بطور قرض لینے کے لیے جو دستاویز جاری کرتی ہے،اس کو انگریزی میں ''فارن ایکسچینج بیرر سرٹیفکیٹ'' کہتے ہیں۔آسانی کے لیے ''ایف،ای،بی،سی'' بھی کہتے ہیں۔

Forward Sale:

فارورڈ سیل وہ سودا ہے جس میں بیع کا عقد فی الحال ہو جاتا ہے،مگر ثمن اور مبیع وصول کرنے کے لیے آیندہ کی کوئی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔

Free Compitition:

فری کمپٹیشن کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی رسد فراہم کرنے کے لیے ہر شخص یا گروپ کو آزادی ہو۔اس کو اردو میں ''آزاد مقابلہ'' کہتے ہیں۔

Freely Floating Exchange Rates:

یہ ایک نظریہ ہے کہ کرنسی کی قیمت طے کرنے کی بجائے دوسری چیزوں کی طرح آزاد بازار ہی طلب اور رسد کی بنیاد پر اس کا ریٹ طے کرتا ہے۔اس کو انگریزی میں ''فریلی فلوٹنگ ایکسچینج ریٹس''اور عربی میں ''أسعار الصرف العائمة الحرة'' کہتے ہیں۔

Full Margin L.C:

وہ ''ایل،سی'' جس کو کھلواتے وقت درآمد کنندہ پوری رقم کی ادائیگی کر دیتا ہے۔اس کو انگریزی میں ''فل مارجن ایل،سی''اور عربی میں ''فتح الاعتماد بغطاء کامل'' کہتے ہیں۔

Future Sale:

فیوچر سیل،فارورڈ سیل ہی ہے،لیکن اس میں مقررہ تاریخ پر جانبین کا مقصد لینا دینا نہیں ہوتا،بلکہ مقصد قیمتوں کا فرق برابر کرنا ہوتا ہے۔

GATT:

گیٹ ''جنرل ایگریمنٹ آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ'' کا مخفف ہے،جس کی تفصیل اگلی سطر میں ہے۔

General Agreement on Tariff and Trade:

یہ امریکی مخالفت کی وجہ سے ''انٹرنیشنل ٹریڈ آرگنائزیشن'' کی بجائے وجود میں آنے والے ایک دوسرے ادارے کا نام ہے۔اس کو اردو میں ''محصولات اور تجارت کا معاہدۂ عام'' عربی میں ''الاتفاقية العامة للتصرفات الجمركية والتجارة'' انگریزی میں ''جنرل ایگریمنٹ آن ٹریف اینڈ ٹریڈ'' کہتے ہیں۔

Gold Bullion Standard:

وہ دور جس میں نوٹ اور کرنسی کے پیچھے سونا ہوتا تھا اور قانوناً یہ پابندی تھی کہ جتنا سونا ہو، اتنے ہی نوٹ جاری کیے جائیں۔اس کو انگریزی میں ''گولڈ بلین اسٹینڈرڈ'' اور عربی میں ''قاعدة سبائك الذهب'' کہتے ہیں۔

Gold Standard:

جس دور میں ہر شخص کو سکے ڈھالنے کی اجازت ہوتی تھی،اس دور کے نظام کو اردو میں ''طلائی معیار'' عربی میں ''قاعدة الذهب'' اور انگریزی میں ''گولڈ اسٹینڈرڈ'' کہتے ہیں۔

Gold Tranche:

گولڈ ٹرانچ ''آئی،ایم،ایف'' سے منظور شدہ قرضے کا پہلا پچیس فیصد والا حصہ ہے جو بغیر کسی شرط کے کم سود پر ملتا ہے۔

Goods Insurance:

وہ بیمہ جس میں صرف چیزوں کو لاحق خطرات کی تلافی کی ضمانت دی جاتی ہے۔اس کو انگریزی میں ''گڈز انشورنس'' اور عربی میں ''تامین الأشیاء'' کہتے ہیں۔

Government Securities:

وہ دستاویزات جو حکومت وقتاً فوقتاً عوام سے قرض لینے کے لیے جاری کرتی ہے۔ان کو انگریزی میں ''گورنمنٹ سیکورٹیز'' اور اردو میں ''سرکاری تمسکات'' کہتے ہیں۔

Gross Profit:

صافی فروختگی سے براہِ راست اخراجات کو منہا کر کے جو رقم باقی بچے، اسے انگریزی میں ''گراس پرافٹ'' اور اردو میں ''اجمالی منافع'' کہتے ہیں۔

Gross Sales:

وہ تمام سامان جو کمپنی سے بکنے کے لیے نکلا ہو، اس کو انگریزی میں ''گراس سیلز'' اور اردو میں ''مجموعی فروختگی'' کہتے ہیں۔

Group Insurance:

حکومت کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں افراد کے کسی مجموعے کو اپنے کسی نقصان کی تلافی یا کسی فائدے کے حصول کی سہولت حاصل ہو، اس کو انگریزی میں ''گروپ انشورنس'' اور عربی میں ''التامین الاجتماعی'' کہتے ہیں۔

Guarantee:

کسی بھی ادائیگی کی ضمانت لینا، مثلاً یہ کہ بینک خریدار کی طرف سے رقم ادا کرنے کی ضمانت لیتا ہے، اس کو انگریزی میں ''گارنٹی'' اور اردو میں ''ضمانت'' کہتے ہیں۔

Hedging:

کوئی شخص کسی چیز کا غائب سودا کرتا ہے اور مقصد اس چیز کا حاصل کرنا ہوتا ہے، لیکن اس کو یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ اگر مقررہ تاریخ تک اس چیز کی قیمت گر گئی تو مجھے نقصان ہوگا، اس نقصان سے بچنے کے لیے اسی چیز کو اس تاریخ کے لیے فیوچر پر فروخت کرتا ہے تاکہ اگر اس چیز کی قیمت گر گئی تو پہلے سودے میں جتنا نقصان ہوگا، اتنا ہی دوسرے سودے میں وصول ہو جائے گا۔ اس کو انگریزی میں ''ہیجنگ'' اور عربی میں ''تامین ضد الخسارۃ'' کہتے ہیں۔

Import Financing:

وہ سرمایہ جو بینک کسی شخص کو کسی چیز کی درآمد کے لیے فراہم کرتا ہے، اس کو انگریزی میں ''امپورٹ فائنانسنگ'' اردو میں ''درآمدی تمویل'' اور عربی میں ''تمویل الواردات'' کہتے ہیں۔

Income Statement:

''انکم سٹیٹ منٹ'' نفع ونقصان بیان کرنے والی رپورٹ کو کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ایسی رپورٹ جس میں کمپنی کی آمد اور خرچ کی تفصیل ہو۔ اس کو اردو میں ''نفع ونقصان کا میزانیہ'' اور عربی میں ''الائحۃ المالیۃ'' یا ''البیان المالی'' کہتے ہیں۔

Indexation:

کسی چیز، مثلاً ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ کو ''قیمتوں کے اشاریے'' سے وابستہ کرنے کو انگریزی میں ''انڈیکسیشن'' کہتے ہیں۔

Indirect Expenses:

وہ اخراجات جن کا سامانِ تجارت کی تیاری کے ساتھ براہ راست تعلق نہ ہو، جیسے دفتر کا کرایہ، ملازمین کی تنخواہ وغیرہ۔ ان کو انگریزی میں ''اِن ڈائریکٹ ایکس پینسز'' اور اردو میں ''بالواسطہ اخراجات'' کہتے ہیں۔

Industrial Bank:

وہ بینک جو صرف صنعتی شعبے کے لیے قرضے فراہم کرتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''انڈسٹریل بینک'' اردو میں ''صنعتی بینک'' اور عربی میں ''المصرف الصناعی'' کہتے ہیں۔

Inflation:

زر کا پھیلاؤ زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور زر کی قدر میں کمی آجاتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''انفلیشن'' اردو میں ''افراطِ زر'' اور عربی میں ''تضخم'' کہتے ہیں۔ آج کل اس کا اطلاق قیمتوں میں مطلقاً اضافے پر ہوتا ہے۔

Insurance:

کوئی انسان یا ادارہ کسی شخص کو یہ ضمانت دیتا ہے کہ اتنی فیس کے بدلے مستقبل میں فلاں قسم کے خطرات کے مالی اثرات کی تلافی میں کروں گا۔ اس کو انگریزی میں ''انشورنس'' اردو میں ''بیمہ'' اور عربیہ میں ''تأمین'' کہتے ہیں۔

Intangible Assets:

جن اثاثوں کو مادی طور پر محسوس نہیں کیا جا سکتا، ان کو انگریزی میں ''اینٹن جیبل ایسٹس''

اردو میں "غیر مادی اثاثے" اور عربی میں "موجودات غیر مادية" کہتے ہیں۔

(IBOR)Inter Bank Offered Rate:

مختلف شہروں کے بینکوں کے درمیان مقررہ سود کے ریٹ کو "انٹر بینک آفرڈ ریٹ" کہا جاتا ہے، مثلاً لندن کے بینکوں کے مقررہ سودی نرخ کو "لندن انٹر بینک آفرڈ ریٹ" (LIBOR) کہا جاتا ہے۔

Interest:

سرمایہ استعمال کرنے کے بدلے جو زائد رقم دی جاتی ہے، اسے انگریزی میں "انٹرسٹ" اردو میں "سود" اور عربی میں "الربوا" کہتے ہیں۔

International Bank for Reconstruction And Development:

"انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیویلپمنٹ" "بریٹن ووڈز کانفرنس" کا تیسرا منظور کردہ ادارہ ہے جو طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے۔ اسے آج کل انگریزی میں "ورلڈ بینک" اردو میں "عالمی بینک" اور عربی میں "البنک الدولی للإنشاء والتعمير" کہتے ہیں۔

(I.M.F)International Monetry Fund:

"بریٹن ووڈز کانفرنس" میں منظور ہونے والا دوسرا ادارہ جو پوری دنیا کے بینکوں کے لیے مرکزی بینک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کو انگریزی میں "انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ" اردو میں "عالمی مالیاتی فنڈ" اور عربی میں "صندوق النقد الدولی" کہتے ہیں۔

Internal Loans:

وہ قرضے جو اندرونِ ملک بینکوں، مالیاتی اداروں یا عوام سے لیے جاتے ہیں، ان کو اردو میں "داخلی قرضے" اور انگریزی میں "انٹرنل لانز" کہتے ہیں۔

International Trade Organization:

"بریٹن ووڈز کانفرنس" میں منظور ہونے والا پہلا ادارہ جو بین الاقوامی تجارت میں حائل رکاوٹوں کو ختم کرنے کے لیے وجود میں آیا تھا۔ اس کو انگریزی میں "انٹرنیشنل ٹریڈ آرگنائزیشن" اردو میں "بین الاقوامی تجارتی تنظیم" اور عربی میں "منظمة التجارة الدولية" کہتے ہیں۔

Investment Bank:

وہ بینک جس میں صرف فکسڈ ڈپازٹ ہوتے ہیں اور قرضے بھی محدود مدت کے لیے جاری کیے جاتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں "انوسٹمنٹ بینک" اور عربی میں "بنک الاستثمار" کہتے ہیں۔

Issued Capital:

جس سرمایے کے شیئرز جاری کر کے لوگوں کو خریدنے کی دعوت دی گئی ہو، اس کو انگریزی میں "اشوڈ کیپٹل" اردو میں "جاری کردہ سرمایہ" اور عربی میں "رأس المال المعروض" کہتے ہیں۔

Joint Stock Company:

چند اشخاص کی ایسی شرکت کہ وہ بذات خود ایک شخص قانونی ہو۔ اس کو انگریزی میں "جوائنٹ اسٹاک کمپنی" اردو میں "کمپنی" اور عربی میں "المؤسسة" کہتے ہیں۔

Juridical & Jurristic Person:

"جیورسٹک پرسن" شخص قانونی یعنی "لیگل پرسن" کا دوسرا اور "جیوری ڈیکل پرسن" اس کا تیسرا نام ہے۔ اسی طرح بعض اوقات اس کو اردو میں "فرضی شخص" اور انگریزی میں "فکٹیشس پرسن" بھی کہتے ہیں۔

Labour:

انسانی عمل کو انگریزی میں "لیبر" اور اردو میں "محنت" کہتے ہیں۔

Laissez Faire:

حکومت تاجروں، صنعت کاروں اور زمینداروں کی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اس پالیسی کو انگریزی میں "لے سے فیئر" اور اردو میں "حکومت کی عدم مداخلت" کہتے ہیں۔

Land:

وہ قدرتی عامل پیدائش جو براہ راست اللہ کی تخلیق ہے۔ اس کو اردو میں "زمین" اور انگریزی میں "لینڈ" کہتے ہیں۔

Law of Demand & supply:

یہ ایک قدرتی قانون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں جس چیز کی رسد، طلب کے

مقابلے میں زیادہ ہو، اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے اور جس چیز کی طلب اس کی رسد کے مقابلے میں بڑھ جائے تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''لاء آف ڈیمانڈ اینڈ سپلائی'' اور اردو میں ''قانونِ رسد وطلب'' کہتے ہیں۔

L.C.At Sight:

وہ ''ایل سی'' جس میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ کاغذات آتے ہی ادائیگی ضروری ہوگی۔ اس کو انگریزی میں 'ایل سی ایٹ سائٹ'' کہتے ہیں۔

Leasing:

کسی بھی چیز کو کرائے پر دینے کو انگریزی میں ''لیزنگ'' اور عربی میں ''إجارة'' کہتے ہیں۔

Leassee:

کسی چیز کو کرایہ پر لینے والے شخص کو انگریزی میں ''لیسی'' اور عربی میں ''مستأجر'' کہتے ہیں۔

Leassor:

کسی چیز کو کرایہ پر دینے والے شخص کو انگریزی میں ''لیسور'' اور عربی میں ''مؤجر'' کہتے ہیں۔

Legal Person:

شخص قانونی کو انگریزی میں ''لیگل پرسن'' کہتے ہیں۔

Legal Tender:

وہ زر جس کو خاص ملک میں قانوناً آلۂ مبادلہ قرار دیا گیا ہو، جیسے پاکستان میں روپیہ۔ اس کو انگریزی میں ''لیگل ٹینڈر'' اردو میں ''زرِ قانونی اور کرنسی'' اور عربی میں ''عملة قانونية'' کہتے ہیں۔

Lender of the last Resort:

جب عام تجارتی بینک رقم نکلوانے والوں کے مطالبات کو پورا نہ کر سکے تو وہ آخری چارۂ کار کے طور پر مرکزی بینک سے قرض لیتے ہیں، اس لیے مرکزی بینک کو اردو میں ''آخری چارۂ کار کے طور پر قرض دینے والا'' اور انگریزی میں ''لینڈر آف دی لاسٹ ریزورٹ'' کہتے ہیں۔

(L.C)Letter of Credit:

کسی بینک کا باہر ملک کے کسی تاجر کو اس بات کی تحریری ضمانت دینا کہ فلاں چیز فلاں

شخص کو فروخت کر دی جائے تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ اس تحریری ضمانت کو انگریزی میں ''لیٹر آف کریڈٹ'' اور عربی میں ''خطاب الضمان'' یا ''خطاب الاعتماد'' کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے ''ایل، سی'' بھی کہتے ہیں۔

Liabilities:

دوسرے لوگوں کے کمپنی پر جو حقوق واجب ہوتے ہیں، ان کو انگریزی میں ''لائبی لیٹیز'' اردو میں ''ذمہ داریاں'' اور عربی میں ''الديون'' یا ''الحقوق'' کہتے ہیں اور کبھی ذمہ داری سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اگر کمپنی خسارے میں گئی تو حاملانِ حصص کے ذموں پر کتنا نقصان آئے گا۔

Life Insurance:

وہ بیمہ جس میں کمپنی بیمہ دار سے یہ معاہدہ کرتی ہے کہ اگر فلاں مدت میں بیمہ دار کا انتقال ہو جائے تو بیمہ کمپنی طے شدہ رقم اس کے ورثہ کو ادا کرے گی۔ اس کو انگریزی میں ''لائف انشورنس'' اردو میں ''بیمۂ زندگی'' اور عربی میں ''تأمين الحياة'' کہتے ہیں۔

Limited Company:

جس کمپنی کے حاملانِ حصص کی ذمہ داری ان کے لگائے ہوئے سرمایہ کی حد تک ہو، اسے انگریزی میں ''لمیٹڈ کمپنی'' اردو میں ''محدود شرکت'' اور عربی میں ''الشركة المحدودة'' کہتے ہیں۔

Limited Legal Tender:

وہ کرنسی جس کے ذریعے ایک خاص حد تک ادائیگی کی جا سکتی ہو، اگر اس سے زائد مقدار میں ادائیگی کی گئی تو قانوناً اسے لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو انگریزی میں ''لمیٹڈ لیگل ٹینڈر'' اردو میں ''محدود زرِ قانونی'' اور عربی میں ''عُمْلَة قانونية محدودة'' کہتے ہیں۔

Limited Order:

''لمیٹڈ آرڈر'' سے مراد وہ آرڈر ہے جس میں خریدار بروکر سے ایک خاص قیمت پر شیئر خریدنے کا کہتا ہے۔

Liquidity:

جو سرمایہ نقد ہو یا جلد نقد پذیر ہو، اس کو انگریزی میں ''لیکویڈیٹی'' اردو میں ''نقد پذیری'' اور عربی میں ''السيولة'' کہتے ہیں۔

Liquidity Reserve:

بینکوں کا اپنی تمام امانتوں کا مرکزی بینک کے پاس رکھے ہوئے ایک خاص حصے کو (جو آج کل 40 فیصد ہے) انگریزی میں ''لیکویڈیٹی ریزرو'' اردو میں ''محفوظ فنڈ'' اور عربی میں ''احتياطي السيولة'' کہتے ہیں۔

Listed Company:

جس کمپنی کے شیئرز کا کاروبار اسٹاک ایکسچینج کے توسط سے ہوتا ہے، اس کو انگریزی میں ''لسٹڈ کمپنی'' اور اردو میں ''رجسٹرڈ کمپنی'' کہتے ہیں۔

Long Term Credit:

چھ ماہ سے زائد مدت کے لیے جاری کیے جانے والے قرضے کو انگریزی میں ''لانگ ٹرم کریڈٹ'' اردو میں ''طویل المیعاد قرضے'' اور عربی میں '' ائتمان طويل الأجل '' کہتے ہیں۔

Long Term Liabilities:

کمپنی پر دوسرے لوگوں کے وہ حقوق جو پانچ سال کے بعد ادا کرنے ہوتے ہیں، مثلاً وہ قرض جو پانچ سال بعد ادا کرنا ہو۔ ان کو انگریزی میں ''لانگ ٹرم لائبی لیٹیز'' اردو میں ''طویل المیعاد ذمہ داریاں'' اور عربی میں '' الديون طويل الميعاد '' کہتے ہیں۔

Managed Floating Exchange Rates:

یہ ایک نظریہ ہے کہ اصولی طور پر کرنسی کا ریٹ آزاد ہی ہونا چاہیے تاہم اس کے ساتھ حکومت کو چاہیے کہ وہ ریٹ میں افراط یا تفریط آنے کی صورت میں اسٹیٹ بینک کے ذریعے مداخلت کر کے قیمتوں پر اثر انداز ہو۔ اس کو انگریزی میں ''مینجڈ فلوٹنگ ایکسچینج ریٹس'' اور عربی میں '' أسعار الصرف العائمة المدراة '' کہتے ہیں۔

Mandatory Order:

اس سے مراد وہ حکم ہے جس کا بجا لانا ضروری ہے۔ اس کو انگریزی میں ''مین ڈیٹری آرڈر'' اور اردو میں ''وجوبی حکم'' کہتے ہیں۔

Market Economy:

بازار پر مبنی معیشت کو انگریزی میں ''مارکیٹ اکانومی'' کہتے ہیں۔

Market Forces:

طلب و رسد کو انگریزی میں ''مارکیٹ فورسز'' اور اردو میں ''منڈی کی قوتیں'' کہتے ہیں۔

Market Order:

''مارکیٹ آرڈر'' سے مراد وہ آرڈر ہے جس میں خریدار بروکر سے یہ کہتا ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر فلاں کمپنی کے شیئرز خرید لیے جائیں۔

Market Value:

بازار میں شیئر کی جو قیمت ہو، اس کو انگریزی میں ''مارکیٹ ویلیو'' اردو میں ''بازاری قیمت'' اور عربی میں '' القيمة السوقية '' کہتے ہیں۔

Mark Up:

''بل آف ایکسچینج'' پر لکھی ہوئی تاریخ کے آجانے کو انگریزی میں ''میچورٹی'' اور عربی میں ''نضج الكمبيالة'' کہتے ہیں۔

Memorandom:

کمپنی کا اجمالی ڈھانچہ جس میں کمپنی کا نام، کاروبار کی نوعیت، مطلوبہ سرمایہ، ڈائریکٹرز کا انتخاب اور آیندہ کے لیے ان کا طریقۂ عزل و نصب لکھا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''میمورنڈم'' اردو میں ''کمپنی کا اجمالی ڈھانچہ'' اور عربی میں '' مذكرة '' کہتے ہیں۔

Mercantilism:

یہ ایک نظریے کا نام ہے کہ ہر ملک اقتصادی ترقی کے لیے اپنا سونا بڑھائے، برآمدات کو فروغ دے اور درآمدات میں رکاوٹیں ڈالے۔ اس کو انگریزی میں ''مرکنٹائل ازم'' اور عربی میں ''مذهب التجارين'' کہتے ہیں۔

Metalic Standard:

وہ دور جس میں سونے اور چاندی کے سکے رائج تھے۔ اس کو انگریزی میں ''میٹیلک اسٹینڈرڈ'' اردو میں ''دو دھاتی معیار'' اور عربی میں '' نظام المعدنين '' کہتے ہیں۔

Mixed Economy:

وہ نظام معیشت جس میں کچھ شعبے سرکاری تحویل میں ہوں اور عام صنعت و تجارت

کے شعبے نجی طور پر چلتے ہوں۔ اس کو انگریزی میں ''مکسڈ اکانومی'' اور اردو میں ''مخلوط معیشت'' کہتے ہیں۔

Money:

وہ چیز جو عرفاً آلۂ تبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہو، قدر کا پیمانہ ہو اور اس کے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہو۔ اس کو انگریزی میں ''منی'' اردو میں ''زر'' اور عربی میں ''النقد'' کہتے ہیں۔

Monopoly:

کسی خاص چیز کی رسد فراہم کرنا، کسی ایک شخص یا ایک گروپ میں منحصر ہو کر رہ جائے۔ اس کو انگریزی میں ''مناپلی'' اور اردو میں ''اجارہ داری'' کہتے ہیں۔

Mutual Insurance:

ایک ہی نوعیتی خطرات والے لوگ آپس میں رقم جمع کرتے ہیں اور پھر ان میں سے جس کو بھی اس قسم کا نقصان ہو جائے، اس کی تلافی اسی رقم سے کرتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں ''میوچل انشورنس'' اور عربی میں ''التامین التبادلی'' یا ''التامین التعاونی'' کہتے ہیں۔

Negotiating Bank:

عالمی تجارت میں برآمد کنندہ کے وکیل بینک کو ''نیگوشی ایٹنگ بینک'' کہتے ہیں۔

Net Profit After Tax:

''صافی منافع قبل از ٹیکس'' سے ٹیکس منہا کر کے بقیہ نفع کو انگریزی میں ''نیٹ پرافٹ آفٹر ٹیکس'' اور اردو میں ''صافی منافع بعد ٹیکس'' کہتے ہیں۔

Net Profit After Pre Tax:

اجمالی منافع سے بالواسطہ اخراجات منہا کر کے جو رقم باقی بچے، اس کو انگریزی میں ''نیٹ پرافٹ پری ٹیکس'' اور اردو میں ''صافی منافع قبل ٹیکس'' کہتے ہیں۔

Net Worth:

Net Sale:

مجموعی فروختگی سے واپسی وغیرہ کو منہا کر کے جو کچھ باقی بچ جائے، اس کو انگریزی میں ''نیٹ سیلز'' اور اردو میں ''صافی فروختگی'' کہتے ہیں۔

Note Receivable:

کمپنی کی طرف سے دوسرے اداروں کو دیے ہوئے قرضے کی دستاویزات اور رسیدوں کو انگریزی میں ''نوٹس ریسیوایبل'' کہتے ہیں۔

Non Banking Financial Institution:

بینک کے علاوہ وہ مالیاتی ادارے جن میں کرنٹ اور سیونگ اکاؤنٹ نہیں ہوتے اور عالمی تجارت میں واسطہ بھی نہیں بنتے، ان کو انگریزی میں ''نان بینکنگ فائنانشل انسٹی ٹیوشن'' اردو میں ''مالیاتی ادارے'' اور عربی میں ''المؤسسات المالية غير المصرفية'' کہتے ہیں۔

Official Rate:

مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو جس شرح سود پر قرضہ دیتا ہے، اسے انگریزی میں ''آفیشل ریٹ'' اور عربی میں ''السعر الرسمی'' کہتے ہیں۔

Open market Operation:

مرکزی بینک ''زر'' کے بہاؤ کو کنٹرول کرنے کے لیے تجارتی بینکوں پر پابندی لگانے کی بجائے خود ''ٹریژری بل'' کی خرید و فروخت کے لیے کھلے بازار میں آ کر ''زر'' کی رسد اور اس کے بہاؤ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''اوپن مارکیٹ آپریشن'' اور عربی میں ''عمليات السوق المفتوحة'' کہتے ہیں۔

Operating Lease:

وہ حقیقی اجارہ جس کا مقصد صرف کسی چیز کو کرایے پر لے کر اس کے منافع کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس میں عاقدین کے درمیان عام موجر اور مستاجر کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''آپریٹنگ لیز'' اردو میں ''اجارہ تشغیلیہ'' اور عربی میں ''الإجارة التشغيلية'' کہتے ہیں۔

Ordinary Share:

وہ حصہ جس کو کوئی امتیازی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔ اس کو انگریزی میں ''آرڈی نری شیئر'' اردو میں ''عام حصہ'' اور عربی میں ''السهم العادی'' کہتے ہیں۔

Over The counter Transaction:

اسٹاک ایکسچینج کے توسط کے بغیر جو شیئرز کا کاروبار ہوتا ہے، اس کو عربی میں ''عملیات من وراء المنصة'' اور انگریزی میں ''اُوَرد کاؤنٹر ٹرانزکشن'' کہتے ہیں۔

Over Head Expenses:

روز مرہ کی تجارتی ضروریات، مثلاً: بل یا تنخواہوں کی ادائیگی وغیرہ کے لیے لیے گئے قرضے کو انگریزی میں ''اُوَرہیڈ ایکس پینسز'' کہتے ہیں۔

Partnership:

لوگوں کے مشترکہ کاروبار کو انگریزی میں ''پارٹنرشپ'' اور اردو میں ''شرکت'' کہتے ہیں۔

Paid Up Capital:

شیئرز خریدنے کا وعدہ کرنے کے بعد جتنا سرمایہ لوگوں نے ادا کر دیا ہو، اس کو انگریزی میں ''پیڈ اپ کیپٹل'' اردو میں ''اداشدہ سرمایہ'' اور عربی میں ''رأس المال المدفوع'' کہتے ہیں۔

Par Value:

شیئر پر درج وہ قیمت جو کُل سرمایے کی ایک اکائی ہوتی ہے اور شیئر کی قیمت قرار دی گئی ہو۔ اس کو انگریزی میں ''پار ویلیو'' اور عربی میں ''القیمة الاسمیة'' کہتے ہیں۔

Permanent Loans:

وہ قرضے جو حکومت سرکاری تمسکات کے ذریعے عوام سے حاصل کرتی ہے، جو واپس نہیں کیے جاتے، البتہ ان تمسکات کو ثانوی بازار میں بیچا جا سکتا ہے، جیسے: پرائز بانڈ وغیرہ۔ ان کو اردو میں ''مستقل قرضے'' اور انگریزی میں ''پرمننٹ لانز'' کہتے ہیں۔

Perestroica:

''پیرس ٹرائیکا'' سویت یونین کے سابق صدر میخائل گورباچوف کی اس کتاب کا نام ہے جس میں اس نے کمیونزم کی نئی تشریح کی تھی۔

Planned Economy:

سرکاری منصوبہ بندی کے تحت چلنے والے نظامِ معیشت کو انگریزی میں ''پلینڈ اکانومی'' اردو میں ''منصوبہ بند معیشت'' اور عربی میں ''اقتصاد موجه'' یا ''اقتصاد مخطط'' کہتے ہیں۔

Post Shipment Financing:

برآمد کنندہ کو مال جہاز میں لوڈ کروانے کے بعد قرض دینے کو انگریزی میں ''پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ'' اور عربی میں ''تمویل بعد الشحن'' کہتے ہیں۔

Premium:

بیمہ یا کسی اور چیز کے بدلے ادا کی جانے والی قسط وار فیس کو انگریزی میں ''پریمیم'' اور عربی میں ''قسط'' کہتے ہیں۔

Preference Share:

کسی بڑی پارٹی، مثلاً انشورنس کمپنی وغیرہ کو خاص شرائط پر دیے ہوئے حصے کو انگریزی میں ''پریفرنس شیئر'' اردو میں ''ترجیحی حصہ'' اور عربی میں ''السهم الممتاز'' کہتے ہیں۔

pre Shipment Financing:

برآمد کنندہ کو سامان برآمد کرنے کے لیے قرضہ دینا جو کہ مال جہاز میں لوڈ کرانے سے پہلے جاری کیا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''پری شپمنٹ فائنانسنگ'' اور عربی میں ''تمویل قبل الشحن'' کہتے ہیں۔

Price Index:

وہ حسابی نظام جو اشیاء اور خدمات کی قیمتوں کے ذریعے ''قدرِ زر، افراطِ زر اور تفریطِ زر'' کی پیمائش کرتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''پرائس انڈکس'' اردو میں ''قیمتوں کا اشاریہ'' اور عربی میں ''قائمة الأسعار'' کہتے ہیں۔

Private Company:

وہ کمپنی جس میں شرکاء کی تعداد محدود ہوتی ہے، مثلاً پاکستان میں اس کی تعداد 2 سے 50 تک ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ''پرائیویٹ کمپنی'' اور عربی میں ''شرکة خاصة'' کہتے ہیں۔

Private Property:

جو شعبہ سرکاری تحویل میں نہ ہو، اس کو انگریزی میں ''پرائیویٹ سیکٹر'' اور اردو میں ''نجی شعبہ'' کہتے ہیں۔

Privatization:

کسی سرکاری ادارے یا کمپنی کو نجی اور شخصی تحویل میں دینے کو انگریزی میں ''پرائیویٹائزیشن'' اور اردو میں ''نجکاری'' کہتے ہیں۔

Production of Wealth:

پیداوار حاصل کرنے کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ اس کے تعین کو انگریزی میں ''پروڈکشن آف ویلتھ'' اردو میں ''پیدائشِ دولت'' اور عربی میں ''إنتاج الثروة'' کہتے ہیں۔

Private Proprietorship:

شرکت کے بغیر ہر آدمی کے اپنے شخصی کاروبار کو انگریزی میں ''پرائیویٹ پروپرائٹرشپ'' کہتے ہیں۔

Produced Factor of Production:

''سرمایہ'' ہر وہ عامل پیداوار ہے جو قدرتی نہ ہو، بلکہ کسی عملِ پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہوا اور اس کے بعد کسی اگلے عمل پیدائش میں استعمال ہو رہا ہو، اس کو اردو میں ''پیدا کردہ عاملِ پیدائش'' اور انگریزی میں ''پروڈکٹ فکٹر آف پروڈکشن'' کہتے ہیں۔

Profit:

صنعت یا تجارت کے نتیجے میں انسان کو جو زائد رقم ملتی ہے، اس کو انگریزی میں ''پرافٹ'' اردو میں ''نفع'' اور عربی میں ''الـــربــــح'' کہتے ہیں اور سال بھر کاروبار کرنے کے بعد جو کل نفع ہوتا ہے، اسے بھی ''پرافٹ'' کہتے ہیں۔

Profit Motive:

یہ ذاتی منافع کے حصول کا وہ جذبہ ہے جو عملِ پیدائش میں کارفرما ہوتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''پرافٹ موٹو'' اور اردو میں ''ذاتی منافع کا محرک'' کہتے ہیں۔

Project Financing:

بڑے بڑے منصوبوں کے لیے قرضے فراہم کرنے کو انگریزی میں ''پراجیکٹ فائنانسنگ'' اور عربی میں ''تمویل المشاریع'' کہتے ہیں۔

Prospectus:

لوگوں کو کمپنی میں حصہ دار بننے کی دعوت دینے کے لیے ایک تحریری تعارف نامہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ''پراسپکٹس'' اور عربی میں ''نشرة الإصدار'' کہتے ہیں۔

Provisional Listing:

کمپنی کے وجود میں آنے سے پہلے اس کی لسٹنگ ہو جائے، اس کو اردو میں ''عبوری لسٹنگ'' اور انگریزی میں ''پروویژنل لسٹنگ'' کہتے ہیں۔

Public Company:

وہ کمپنی جس میں شرکاء کی تعداد محدود نہیں ہوتی، انگریزی اور اردو میں ''پبلک کمپنی'' جبکہ عربی میں ''شركة عامة'' کہلاتی ہے۔

Public Sector:

جو شعبہ سرکاری تحویل میں ہو، اس کو انگریزی میں ''پبلک سیکٹر'' اور اردو میں ''سرکاری شعبہ'' کہتے ہیں۔

Quality:

کسی بھی چیز کے معیار کو عربی میں ''کیفیت'' اور انگریزی میں ''کوالیٹی'' کہتے ہیں۔

Quantity:

کسی بھی چیز کی مقدار کو عربی میں ''کمیت'' اور انگریزی میں ''کوانٹیٹی'' کہتے ہیں۔

Real Value:

ہر چیز کی ''قیمتِ خرید'' کو انگریزی میں ''رئیل ویلیو'' اور عربی میں ''القيمة الحقيقة'' کہتے ہیں۔

Receiver:

کمپنی تحلیل ہوتے وقت حکومت کی طرف سے ایک منتظم مقرر کیا جاتا ہے جو کمپنی کے اثاثوں کو قرض خواہوں اور حصہ داروں میں تقسیم کرتا ہے، اس کو انگریزی میں ''ریسیور'' اور ''لیکوڈیٹر'' اردو میں ''تحلیل کنندہ'' اور عربی میں ''المصفّی'' کہتے ہیں۔

Registered Share:

جس شیئر پر حصہ دار کا نام لکھا ہوا ہو، اس کو انگریزی میں ''رجسٹرڈ شیئر'' اور عربی میں

‘‘السهم المسجل’’ کہتے ہیں۔

:Rent

کسی بھی چیز کو استعمال کرنے کے بدلے جو رقم دی جاتی ہے، اسے انگریزی میں ‘‘رینٹ’’ اردو میں ‘‘کرایہ’’ اور عربی میں ‘‘اجرة’’ کہتے ہیں۔

:Returns

بیچنے کے بعد واپس ہونے والی چیزوں کو انگریزی میں ‘‘ریٹنز’’ کہتے ہیں۔

:Reserve

کل نفع میں سے بطور احتیاط کے رکھا ہوا وہ حصہ جس سے آئندہ متوقع نقصان کو پورا کیا جاتا ہے، اس کو انگریزی میں ‘‘ریزرو’’ اردو میں ‘‘محفوظ فنڈ’’ اور عربی میں ‘‘الإحتیاطی’’ کہا جاتا ہے۔

:Right Share

کمپنی مزید سرمایہ حاصل کرنے کے لیے مزید شیئرز جاری کرتی ہے، ان میں قدیم حصہ داروں کو ترجیحی حق ہوتا ہے کہ سب سے پہلے وہ ان شیئرز کو لے سکتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں ‘‘رائٹ شیئر’’ اردو میں ‘‘ترجیحی حصہ’’ اور عربی میں ‘‘سهم الأولوية’’ کہتے ہیں۔

:Risk

کسی چیز کے ضائع ہو جانے کی صورت میں کسی بھی شخص کی طرف سے اس کے نقصان برداشت کرنے کی ذمہ داری کو انگریزی میں ‘‘رسک’’ اور عربی میں ‘‘ضمان’’ کہتے ہیں، اس لیے اس بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں کے رسک میں ہے۔

:Roll Over

سودی قرضے کی مدت ختم ہونے پر پہلا سود، قرضے میں شامل کر کے اس پر مزید سود لگا کر مزید مہلت دینے کو ‘‘رول اُوور’’ کہتے ہیں۔ کبھی سود ادا کیا جاتا ہے اور اصل رقم دوبارہ نئے معاہدے کے تحت دوبارہ نئی شرح سود پر قرض لے لی جاتی ہے۔

:Sale On margin

‘‘سیل آن مارجن’’ سے مراد وہ سودا ہے جس میں خریدار شیئرز کی کچھ قیمت اپنی طرف

سے ادا کرتا ہے اور باقی ادائیگی کے لیے بروکر سے قرض لیتا ہے۔

:Sanction of The Limit

بینک قرض خواہ کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد قرض کی حد مقرر کرتا ہے۔ اس حد مقرر کرنے کو انگریزی میں ‘‘سینکشن آف دی لیمٹ’’ اور عربی میں ‘‘تحديد السقف’’ کہتے ہیں۔

:Saving Account

بینک میں لوگوں کا وہ کھاتہ جس میں رکھی ہوئی رقم پر سود ملتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ‘‘سیونگ اکاؤنٹ’’ اردو میں ‘‘بچت کھاتہ’’ اور عربی میں ‘‘الحساب الجاری’’ کہتے ہیں۔

:Secondary Market

‘‘سیکنڈری مارکیٹ’’ سے مراد وہ بازار ہے جس میں شیئرز یا قرضے کی دستاویزات حامل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو فروخت کی جاتی ہیں۔

:Securities And exchange Commision of Pakistan

‘‘کارپوریٹ لاء اتھارٹی’’ کی بجائے اب کمپنی کی تشکیل کی اجازت دینا نئے ادارے ‘‘سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان’’ کے سپرد ہے۔

:Share

لوگ کمپنی کے حصے لے کر سرمایہ دیتے ہیں، اس کے بدلے کمپنی کی طرف سے جو سرٹیفکیٹ جاری ہوتا ہے، اسے انگریزی میں ‘‘شیئر’’ اردو میں ‘‘حصہ’’ اور عربی میں ‘‘السهم’’ کہتے ہیں۔

:Short Sale

وہ سودا جس میں ایسے شیئر کو فروخت کیا جاتا ہے جو ابھی بائع کی ملکیت میں نہیں آیا ہوتا، لیکن آنے کی توقع ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں ‘‘شارٹ سیل’’ کہتے ہیں۔

:Short Term Credit

وہ قرضے جو تین یا چھ ماہ کے لیے دیے جاتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں ‘‘شارٹ ٹرم کریڈٹ’’ اردو میں ‘‘قصیر المیعاد قرضے’’ اور عربی میں ‘‘ائتمان قصير الأجل’’ کہتے ہیں۔

Simple Mortagage:

وہ رہن جو راہن کے قبضے میں ہوتا ہے اور وہ اسے استعمال بھی کرتا ہے، لیکن وہ دَین ادا کرنے سے پہلے اس کی ملکیت کسی اور کی طرف منتقل نہیں کرسکتا، البتہ مرتہن کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ بروقت دَین کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں وہ اس کو بیچ کر دَین وصول کرسکتا ہے، اس کو انگریزی میں ''سمپل مورگیج'' اور عربی میں ''الرھن الساذج'' کہتے ہیں۔

socialism:

''سوشل ازم'' سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس ایک نظامِ معیشت ہے جس میں تمام وسائل پیداوار حکومت کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور حکومت عوام کی ہوتی ہے، لہٰذا تمام وسائل پیداوار عوام کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں ''سوشل ازم'' اردو میں ''اشتراکی نظام'' یا ''اشتراکیت'' اور عربی میں ''الاشتراکیة'' کہتے ہیں۔

Special Drawing Rights:

''اسپیشل ڈرائنگ رائٹس'' آئی، ایم، ایف میں ایک اکاؤنٹ ہوتا ہے جس میں ممبران یہ طے کرلیتے ہیں کہ اس سال مجوزہ قرضوں کے علاوہ مزید اتنے قرضے دیے جاسکتے ہیں۔ ان قرضوں کی تقسیم بھی کوٹے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ''حقوق السحب الخاصة'' کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے ''S.D.R'' بھی کہتے ہیں۔

Speculation:

شیئرز کی قیمتوں کا اندازہ لگانا کہ مستقبل میں کم یا زیادہ ہوجائیں گی۔ اس کو انگریزی میں ''اسپیکولیشن'' اور اردو میں ''عمل تخمین'' کہتے ہیں۔ اور اگر فیوچر سیل میں مقررہ تاریخ پر قیمتوں کا فرق برابر کرکے نفع کمانا مقصود ہو تو اس وقت یہ ''جوا'' کے ہم معنی ہوگا۔

Sponsors Capital:

جو سرمایہ اولاً کمپنی جاری کرنے والیوں کی طرف سے ہوتا ہے، اس کو انگریزی میں ''اسپانسرز کیپٹل'' اور اردو میں ''کمپنی مالکان کا سرمایہ'' کہتے ہیں۔

Spot Sale:

خرید وفروخت کا سادہ انداز جس میں شیئرز دے کر قیمت وصول کرلی جاتی ہے، اس کو

انگریزی میں ''سپاٹ سیل'' اور اردو میں ''حاضر سودا'' کہتے ہیں۔

Stock Exchange:

یہ ایک ادارہ ہے جو شیئرز کی خرید وفروخت میں واسطہ بنتا ہے اور اس کی نگرانی کرتا ہے، اس کو انگریزی میں ''اسٹاک ایکسچینج'' اردو میں ''بازار حصص'' اور عربی میں ''بورصة'' کہتے ہیں۔ آج کل اس کا اطلاق ''فنانشل مارکیٹ'' پر ہونے لگا ہے۔

Stock Market:

جس جگہ شیئرز کی خرید وفروخت ہوتی ہے، اس کو اردو میں ''بازارِ حصص'' اور انگریزی میں ''اسٹاک مارکیٹ'' کہتے ہیں۔

stop Order:

''اسٹاپ آرڈر'' میں شیئرز کا مالک اپنے شیئرز بیچنے کا مشروط آرڈر دیتا ہے کہ اگر قیمت گرنے لگے تو بیچ دینا، ورنہ نہیں۔

Studies:

مالیاتی ادارہ یا بینک نئی کمپنی کو ضمانت دینے سے پہلے اسی کمپنی کے بارے میں جو تحقیق کرتا اور جائزہ لیتا ہے، اسے انگریزی میں ''اسٹڈیز'' اور عربی میں ''دراسات'' کہتے ہیں۔

Subscribed Capital:

لوگ فارم پر کرکے جتنے سرمایے کے حصص لینے کا وعدہ کرتے ہیں، اس سرمایہ کو انگریزی میں ''سبسکرائبڈ کیپٹل'' اور اردو میں ''اشتراک شدہ سرمایہ'' کہتے ہیں۔

Subscribtion:

مختلف لوگوں کا کسی چیز یا کاروبار میں اشتراک کو انگریزی میں ''سبسکرابشن'' کہتے ہیں۔

Supply:

کسی بھی سامانِ تجارت کی وہ مجموعی مقدار جو بازار میں فروخت کے لیے لائی جاتی ہے، اس کو انگریزی میں ''سپلائی'' اور اردو میں ''رسد'' کہتے ہیں۔

Theory of Surplus Value:

اس سے مراد ''کارل مارکس'' کا مشہور نظریہ ہے کہ کسی چیز کی قدر میں اضافہ صرف محنت

سے ہوتا ہے، اس لیے اجرت کا استحقاق صرف محنت کو ہے۔ اس کو انگریزی میں ''تھوری آف سرپلس ویلیو'' اردو میں ''قدرِ زائد کا نظریہ'' اور عربی میں '' نظرية القدر '' کہتے ہیں۔

:Third Party Insurance

مستقبل میں کسی ذمہ داری، مثلاً گاڑی روڈ پر لانے سے حادثے کے نتیجے میں کسی دوسرے کا نقصان ہو جانے کا خطرہ ہو، اس سے نمٹنے کے لیے جو بیمہ کرایا جاتا ہے اس کو انگریزی میں ''تھرڈ پارٹی انشورنس'' اور عربی میں '' تأمين المسؤلية'' کہتے ہیں۔

:Token Money

ایسے نوٹ کو جس کی پشت پر سونا نہ ہو، انگریزی میں ''ٹوکن منی'' اردو میں ''نوٹ'' اور عربی میں '' النقود الرمزية'' کہتے ہیں۔

:Treasury Bill

حکومت، تجارتی بینکوں سے بطور قرض رقم حاصل کرنے کے لیے ''مرکزی بینک'' کے ذریعے جو دستاویز جاری کرتی ہے۔ ان کو انگریزی میں ''ٹریژری بل'' اور عربی میں ''سندات الخزينة'' کہتے ہیں۔

:Under Writing

کسی مالیاتی ادارے کا کمپنی کو یہ ضمانت دینا کہ جو شیئرز لوگوں نے نہ لیے، وہ یہ مالیاتی ادارہ لے گا۔ اس کو انگریزی میں ''انڈر رائٹنگ'' اور عربی میں ''ضمان الاكتتاب'' کہتے ہیں۔

:Unfunded Loans

وہ قرضے جو کم مدت کے لیے ہوں، ان کو اردو میں ''قصیر المیعاد قرضے'' اور انگریزی میں ''اَن فنڈِڈ لانز'' کہتے ہیں۔

:Unlimited Legal Tender

جس کرنسی میں قانوناً ادائیگی کی حد مقرر نہ ہو، اس کو انگریزی میں ''اَن لمیٹڈ لیگل ٹینڈر'' اردو میں ''غیر محدود زرِ قانونی'' اور عربی میں '' عملة قانونية غير محدودة'' کہتے ہیں۔

:Unlisted Company

جس کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت اسٹاک ایکسچینج کے توسط سے نہ ہوتی ہو، اس کو

انگریزی میں ''اَن لسٹد کمپنی'' اور اردو میں ''غیر رجسٹرڈ کمپنی'' کہتے ہیں۔

:Utopian

''یوٹوپین'' قدیم زمانے کے کسی لاطینی یا یونانی بادشاہ کی لکھی ہوئی کتاب کا نام ہے جس میں اس نے ایک خیالی ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ بعد میں یہ لفظ ''خیالی جنت'' کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

:Value of Money

کاغذی نوٹ درحقیقت، کچھ اشیاء اور خدمات کی قوت خرید کی نمایندگی کرتا ہے۔ اس قوت خرید کو انگریزی میں ''ویلیو آف منی'' اور اردو میں ''زر کی قدر'' کہتے ہیں۔

:Wages

انسانی محنت کے بدلے جو رقم ملتی ہے، اس کو انگریزی میں ''ویجز'' اور عربی میں ''أجرة'' کہتے ہیں۔

:Weighted Average

ایک متعین مدت کی ابتداء اور انتہاء کی قیمتیں لے کر ان میں اضافہ یا کمی کی سادہ اوسط معلوم کرنے کے بعد وزن کو اس سادہ اوسط سے ضرب دے کر جو اوسط حاصل ہو جائے، اس کو انگریزی میں ''ویٹڈ ایوریج'' اردو میں ''وزن دار اوسط'' اور عربی میں '' المعدل الموزون'' کہتے ہیں۔

:Weight of Commondity

افراطِ زر اور تفریطِ زر کی صحیح پیمائش کے لیے ہر چیز کی اہمیت کے مطابق اس کو ایک وزن دیا جاتا ہے، اسے انگریزی میں ''ویٹ آف کموڈٹی'' اردو میں ''وزن'' اور عربی میں '' وزن البضائع'' کہتے ہیں۔

:Working Capital

کاروبار کے رواں اخراجات، مثلاً سامانِ تجارت یا خام مال وغیرہ خریدنے کیلئے لیے گئے قرضے کو انگریزی میں ''ورکنگ کیپٹل'' اور عربی میں ''رأس المال العامل'' کہتے ہیں۔

:World Bank

''بریٹن ووڈز کانفرنس'' میں جس تیسرے ادارے کا قیام طے ہوا تھا، اس کا اصل عربی

نام ''البنک الدولی للإنشاء والتعمیر'' اور انگریزی نام ''انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیویلپمنٹ'' ہے۔ آسانی کے لیے اسے انگریزی میں '' ورلڈ بینک '' اردو میں ''عالمی بینک'' اور عربی میں ''البنک الدولی'' کہتے ہیں۔

———oOo———

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری محنت کو قبول فرمائیں... آمین!

تمت بالخیر والحمد للہ رب العالمین!!!

———oOo———



مفردات القرآن
علم صرف کی اصطلاحات اور قوانین کے
اجراء کے لیے قرآن کریم کے تقریباً آٹھ ہزار صیغوں پر مشتمل
ایک جامع کتاب
مولانا شمس الحق شہاب زئی
أستاد جامعۃ الرشید کراچی
الفلاح کراچی
لکھنا سیکھیے
نظر ثانی
مفتی ابو لبابہ شاہ منصور
مولانا شمس الحق شہاب زئی
سمندر کا شہزادہ
اور
دیگر کہانیاں
شوکت علی مظفر
الفلاح کراچی
جامع القواعد
قد قرر حفظها
في قسم التخصص في الإفتاء
بجامعة الرشيد ، كراتشي
مولانا شمس الحق شہاب زئی
أستاد جامعۃ الرشید کراچی
الفلاح کراچی
الفلاح کراچی
0321-5728310